

جلد سوم

یاسی الخضر مناقب حضرت

علامہ محب طبری
مترجم: علامہ صائم چشتی

الشيخ النضر

مناقاة العشر

جلد سوم

امام شیخ مشائخ الفقہ والحديث

ابن جعفر احمد الشهير بالمحب الطبري رحمه الله

مترجم رحمه الله عليه

قدني المول حضرت علامہ چشتی صاحب

(ناشور)

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ پور ازبکستان

۲
جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں۔

نام کتاب
مصنف
مترجم
پہلی بار
تعداد
طابع
کتابت
سائز
ہدیہ

التمیاض النضرہ فی مناقب العشرہ
امام محبت طبری
حضرت علامہ صائم چشتی
ستمبر ۱۳۲۷
ایک ہزار
محمد شفیع مجاہد
محمد شریف قادری
۳۶ x ۲۳
۱۶

۱۵۰ روپے

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

۳
فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲	خصوصیت عثمان کثرت حیا	۱۷	تیسرا باب
۳۵	حضرت عثمان کافرتوں سے حیا کرنا	۱۸	پہلی فصل
۳۶	حضرت حفصہ کا بیان	۱۸	آپ کا نسب
۳۷	خدا کا عثمان کو خلعت پہنانا	۱۸	دوسری فصل
۳۸	قیمص سے مراد خلعت خلافت ہے	۱۸	نام اور کنیت
۴۰	حضرت عثمان کو حضور کا یاد فرمانا	۲۰	تیسری فصل
۴۱	یاد عثمان دوسری روایت	۲۰	حضرت عثمان کا حلیہ
۴۲	ہمارے بھائی کو بلائیں	۲۲	چوتھی فصل
۴۲	حضرت عثمان سے راز کی باتیں	۲۲	حضرت عثمان غنی کا اسلام
۴۳	حضرت عثمان کا حضور سے وعدہ	۲۳	حضرت عثمان کا تعجب
۴۵	عثمان نے صبر کے ساتھ وعدہ پورا کیا	۲۷	پانچویں فصل
۴۵	بارگاہ رسول میں نذر عباس	۲۷	حضرت عثمان کی ہجرت
۴۶	حضرت عثمان کا یہی عمل کافی ہے	۲۸	حبشہ سے واپس
۴۷	حضرت عثمان نے دھنڑا اونٹ گھوڑے پیش کئے	۲۹	چھٹی فصل
۴۷	ایک ہزار دینار کی نذر	۲۹	حضرت عثمان کی سب سے بڑی خصوصیت
۴۸	قیامت تک کسی عمل کی فکر نہیں	۳۲	حضرت عثمان کی گھوڑے کے ساتھ مشابہت خلق
۴۸	سات سو اوقیہ بیونا		

صفحہ	عنوان
۲۸	تضادات روایات کا دہم
۲۹	حضرت عثمان کا مسلمانوں کیلئے پانی خریدنا
۵۰	رومہ کا مالک یہودی تھا
۵۱	حضرت عثمان کا مسجد نبوی کیلئے زمین خریدنا
۵۲	ایسی ہی دوسری روایت
۵۲	بشر رومہ خریدنے والا جنت میں
۵۲	مگر تم کیسا بدلہ دیتے ہو
۵۵	ایسی ہی ایک اور روایت
۵۶	مسجد نبوی کی زمین
۵۶	حضرت عثمان نے مسجد نبوی کی توسیع کی
۵۷	آسمان والوں کا نور جنت والوں کا پورن
۵۸	حضور کا بایاں ہاتھ عثمان ہیں
۵۹	مسجد حرام کی توسیع اور جنت میں گھر
۶۰	حضور کی اور صحابہ کی دعا
۶۱	حضرت حفصہ کی شادی آپ کے کیم کوئی
۶۲	حضرت عثمان کا ہاتھ
۶۳	بے خطر کوڈ پڑا آتش نمرود میں عشق
۶۳	حضور سے پہلے طواف نہیں کیا
۶۴	مہصری شخص کا سوال
۶۴	ابن عمر کا جواب
۶۵	دوسری روایت مزید سوال
۶۷	کتابت وحی
۶۸	فرمان صدیقہ لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت
۶۸	اسرار رسول کی کتابت
۶۹	جنت میں رفاقت رسول
۷۰	امام حسن کا جواب
۷۱	حضرت عثمان کیلئے دعلئے رسول
۷۲	شام سے طلوع سحر تک
۷۳	آل محمد کیلئے ہدیئے
۷۴	حلوے کا نذرانہ
۷۷	حلوے کا نام خمبیس ہے
۷۷	حضرت عثمان کے ہر قسم کے گناہ معاف
۷۸	حضرت عثمان سے بغض رکھنے والے کی نماز جوازہ
۷۸	حضرت عثمان کی نماز جوازہ فرشتے پر اچھیں
۷۹	عثمان حضور کے زیادہ آخون میں ملی
۸۰	سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا
۸۰	حضرت عثمان کا حساب نہ ہوگا
۸۱	الہی عثمان کا حساب پوشیدہ رکھنا

صفحہ	عنوان
۹۷	حجاز ادبھائی پر حد بگوادی
۹۹	حضرت عثمان کی چھینک
۱۰۰	حضرت عثمان شہر بنی رافرد کی سفارش کرینگے
۱۰۱	حضرت خلیفہ کے مشابہ
۱۰۱	حضرت عثمان کی نگاہ بصیرت
۱۰۲	دشمن عثمان کی سنا
۱۰۲	دشمنان عثمان کی بربادی
۱۰۳	قبر کی جگہ بتادی
۱۰۳	سنت رسول کا اہتمام
۱۰۴	حضرت عثمان کی نماز کسوف و تر میں تشرآن
۱۰۵	حضرت عثمان کا قیام اللیل
۱۰۶	حضرت عثمان صائم الدہر تھے
۱۰۶	قیام میں ختم و تشرآن
۱۰۷	شان عثمان بنیان عثمان
۱۰۸	غلہ کے ایک ہزار اونٹ راہ خدا میں
۱۱۰	فقراء جیسی خوراک
۱۱۰	برائے فقر
۱۱۱	غلاموں کو قصاص دیتے تھے
۱۱۲	ایام محاصرہ میں استقامت
۸۲	تضاد نہیں
۸۳	پہلی خط مفصل تھیلی
۸۳	حضرت عثمان کا وہ اعزاز جو ابو بکر و عمر کو حاصل نہیں
۸۳	قرآن مجید کا دست نسخہ
۸۴	حضرت عثمان کی دس خوبیاں
۸۵	حضرت عثمان کی شان میں قرآن
۸۷	ساتویں فصل
۸۷	حضرت عثمان کا حضرت عمر کے بعد افضل ہونا
۸۷	علی بن موفی کا جواب
۸۹	آٹھویں فصل
۸۹	حضور کی گواہی
۹۰	عثمان جنت میں ہیں
۹۰	جنتی سے بغض رکھنے والا
۹۱	حضرت عثمان کے جنت والے کام
۹۳	دہویں فصل
۹۳	حضرت عثمان حق و ہدایت پر
۹۵	فتنہ و اختلاف کی پیشگوئی
۹۶	حضرت عثمان امین اُمت
۹۶	حضرت عثمان شہر میں کیسے آئیں گے

صفحہ	عنوان
۱۱۲	دورِ خلافت میں آپ کی سادگی
۱۱۳	حضرت عثمان کی توبہ
۱۱۴	برائی کو روکنا
۱۱۴	گھر والے بھی شبِ زندہ دار تھے
۱۱۵	عثمان میدانِ شہر میں کس طرح آئیں گے
۱۱۵	دشمن عثمان کی سزا
۱۱۶	حضرت علی اور حضرت عثمان کی محبت
۱۱۶	شانِ عثمان بنِ ابی اسلمی
۱۱۷	قاتل عثمان پر لعنت
۱۱۸	ہم بھائی ہیں فرمانِ علی
۱۱۹	حضرت عثمان کا جنت میں گھر
۱۲۰	حضرت عثمان کے نام پر نام
۱۲۰	ایک دوسرے کیلئے استغفار
۱۲۱	حضرت علی نے حضرت عثمان کی بُرائی نہیں کی
۱۲۱	خلیفہ کا حق
۱۲۲	پسرانِ عثمان و علی
۱۲۲	نیچے اُپر نہ کرو
۱۲۳	عثمان و علی ابنِ عمر کی نظر میں
۱۲۳	بھائی اور دوست
۱۲۴	گناہوں کی معافی
۱۲۴	خلافت کے بعد فوت ہونگے
۱۲۵	اسی معنی کی دوسری روایت
۱۲۶	حضرت عثمان کی پیش گوئی
۱۲۷	خلافت و فتوحات
۱۲۸	مجلسِ شوریٰ کا مشورہ
۱۲۹	مجلسِ شوریٰ کا قیام
۱۳۱	بیعتِ سیرتِ شہین پر
۱۳۲	مدینہ منورہ کے ایک گروہ کا مشورہ
۱۳۲	رات بھر جاگتے رہے
۱۳۳	حضرت عثمان عشرہ مبشرہ پر خوش تھے
۱۳۷	تمام اہل شوریٰ کی پسند
۱۳۷	حضرت عثمان ظلماً شہید کئے جانگے
۱۳۷	دوسری روایت
۱۳۸	تیسری روایت
۱۳۸	حضرت عثمان مظلوم ہیں
۱۳۹	شہادتِ عثمان کے بعد بلائیں
۱۴۰	ام المؤمنین کا فتویٰ قاتل عثمان کیلئے
۱۴۱	سکرارِ دوسالم کا افسوس فرمانا
۱۴۱	خدا کی تقدیر یہی تھی

صفحہ	عنوان
۱۴۲	اللہ عثمان کو صبرِ عطا فرماتا
۱۴۲	رسول اللہ کا عثمان سے عہد
۱۴۳	حضرت عثمان حوضِ کوثر پر
۱۴۳	شہادتِ عثمان اور دیگر عزائم
۱۵۱	امیر حج اور نماز پر چھاننے والے
۱۵۳	شہادتِ عثمان کی دیگر روایات
۱۵۴	مروان کا خط اور اس کے اثرات
۱۶۰	حضرت علی سے لوگوں کی بیعت
۱۶۱	مجھے کیوں قتل کرتے ہیں
۱۶۲	زیارتِ رسول
۱۶۳	زیارتِ و افطار کی دوسری روایت
۱۶۴	حضرت کے ساتھ خلفاء کی آمد
۱۶۵	خواب دو بار آیا
۱۶۵	حضرت علی کا تعاون اور مشورہ
۱۶۷	صحابیوں کے جنگ کے مشورے
۱۶۹	تلوار پھینک دو
۱۶۹	شیخین کی سنت پر چلیں
۱۶۹	حضرت علی کا مشورہ
۱۷۱	محاصرین سے مقابلہ ہو سکتا تھا
۱۷۱	قاتل عثمان کا نام
۱۷۲	فرشتے چلے جائیں گے
۱۷۲	تلوار بے نیاں ہے گی
۱۷۲	پینیس ہزار قتل ہونگے
۱۷۳	دوسرا اور تیسرا قتل
۱۷۴	جب وقتِ شہادت تھا آیا
۱۷۵	واقعاتِ تدفین کا پہلا واقعہ
۱۷۵	تدفین کی دوسری روایت
۱۷۶	نمازِ جنازہ اور تدفین میں کون کون
۱۷۶	شریک تھا
۱۷۷	حضرت عثمان کی نمازِ جنازہ
۱۷۷	فرشتوں اور خدا نے پڑھی
۱۷۸	حضرت عثمان کا خزانہ
۱۸۰	حضرت عثمان کی خلافت کی مدت
۱۸۰	اور عمرِ مبارک
۱۸۰	جنت کے نوے
۱۸۱	حضرت ابن عباس کا خواب
۱۸۱	جنت میں عرسِ عثمان
۱۸۲	خونِ عثمان بارگاہِ بزدان میں
۱۸۳	قاتل عثمان کی ہلاکت و بربادی
۱۸۳	حضرت علی قتل عثمان سے برکری
۱۸۴	حضرت عثمان کا قصاص کون ہے
۱۸۴	عثمان کے قاتل پر لعنت کرنا

صفحہ	عنوان
۱۸۷	قاتل عثمان کو شکست ہو جائے
۱۸۸	امام حسن کا قاتل عثمان پر لعنت ہو
۱۸۹	حضرت خلیفہ کی قتل عثمان سے برکت
۱۹۰	شہادت عثمان کے فقہ سے بچنے کے
۱۹۱	حضرت عثمان کا بدلہ خدا لے گا
۱۹۱	سنگریزے برسانے والے
۱۹۱	حضرت عثمان پر اعتراضات اور
۱۹۱	ان کے جوابات
۱۹۱	اعتراض نمبر ایک
	حضرت عثمان پر کئی شکوک پر
۱۹۲	مبین دوسرا اعتراض
۱۹۲	تیسرا اعتراض
۱۹۵	چوتھا اعتراض
۱۹۵	پانچواں اعتراض
۱۹۵	چھٹا اعتراض
۱۹۵	ساتواں اعتراض
۱۹۶	آٹھواں اعتراض
	حضرت ابوذر سے منسوب عجیب
۱۹۶	حدیث
۱۹۷	نواں اعتراض شراب کی نشیں
۱۹۸	دسواں اعتراض صحابہ کی جلاوطنی
	گیارہواں اعتراض ابن جرد کو
۲۰۰	منافق کہا
۲۰۱	بارہواں اعتراض حضرت عمار
	کو پیشا گیا
۲۰۲	تیرہواں اعتراض کعب بن عیض
	کی بے حرمتی کرنا
۲۰۲	چودھواں اعتراض اشعر نخعی
۲۰۳	کی بے حرمتی کرنا
	پندرہواں اعتراض قرآن
۲۰۴	کے نسخے جلا دیئے
	سولہواں اعتراض ابن عمر
۲۰۴	پر حد کیوں نہ قائم کی
	سترہواں اعتراض منی میں
۲۰۷	نماز کیوں پڑوسی کی
۲۰۸	اٹھارہواں اعتراض
	انیسواں اعتراض وعدہ خلافی
۲۰۷	کرتے تھے
۲۰۸	ان اعتراضات کے جوابات
۲۰۸	پہلے اعتراض کا جواب
۲۱۰	عمر بن عاص کی معزولی کی وجہ
۲۱۱	ابن ابی سرح کی گورنری کا
	تحوذ

صفحہ	عنوان
۲۱۲	دوسرے اعتراض کا جواب
۲۱۳	حکم بن عاص کی واپسی
۲۱۳	حکم اور مروان کو مال دینے
۲۱۴	کا جواب
	عبد اللہ بن خالد کو بیت المال
۲۱۵	سے قرض دیا تھا
۲۱۶	مدینہ کے بازار کا چوہدری
۲۱۷	حضرت ابو موسیٰ کا واقعہ جھوٹا
۲۱۷	بیت المال کے عامل کیوں معزول کئے
	بیت المال سے ذاتی عمارتیں نہیں
۲۱۸	بنائیں
۲۱۸	بیت المال کا فاضل مال
۲۱۹	تیسرے اعتراض کا جواب
۲۱۹	چوتھے اعتراض کا جواب
۲۲۰	پانچویں اعتراض کا جواب
۲۲۰	چھٹے اعتراض کا جواب
۲۲۱	ساتویں اعتراض کا جواب
۲۲۱	آٹھویں اعتراض کا جواب
۲۲۲	محمد بن سیرین کی روایت
۲۲۳	قتادہ کی روایت
۲۲۳	نویں اعتراض کا جواب
۲۲۶	دسویں اعتراض کا جواب
۲۲۹	گیارہواں اعتراض
۲۳۰	بارہواں اعتراض
۲۳۱	تیرہواں اعتراض
۲۳۲	چودھواں اعتراض
۲۳۳	پندرہواں اعتراض
۲۳۴	سولہواں اعتراض
۲۳۵	سترہواں اعتراض
۲۳۵	اٹھارہواں اعتراض
۲۳۶	انیسواں اعتراض
۲۳۸	آپ سابقوں الاولوں سے ہیں
۲۴۰	بہار ہویں فصل
۲۴۰	آپ کے بیٹے
۲۴۰	آپ کی بیٹیاں
۲۴۱	فضائل حضرت علیؑ
۲۴۲	چوتھا باب
۲۴۲	فصل اول
۲۴۳	حضرت علیؑ کا نسب شریف
۲۴۳	حضرت علیؑ کے والدین
۲۴۶	دوسری فصل

صفحہ	عنوان
۲۴۶	باب کا نام اور کنیت
۲۴۶	پہلی کنیت صدیق ہے
۲۴۸	دوسری کنیت ابوتراب ہے
۲۴۹	دوسری روایت
۲۵۰	بہ سلسلہ ابوتراب میری روایت
۲۵۲	حضرت علی صدیق اکبر اور اہل بیت کے مددگار
۲۵۲	یہود الدین کی شرع و دیگر اقا
۲۵۳	تیسری فصل
۲۵۳	حضرت علی کا حلیہ مبارک
۲۵۵	حضرت علی کی زلفیں
۲۵۷	چوتھی فصل
۲۵۷	آپ کا اسلام
۲۵۷	اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر
۲۵۹	سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا
۲۵۹	دوسری روایت
۲۵۹	تیسری روایت
۲۶۰	چوتھی روایت
۲۶۰	پانچویں روایت
۲۶۱	چھٹی روایت
۲۶۱	ساتویں روایت
۲۶۱	آٹھویں روایت
۲۶۲	سب سے پہلے نمازی حضرت علی ہیں
۲۶۲	پہلی دوسری اور تیسری روایت
۲۶۲	تیسری، چوتھی اور پانچویں روایت
۲۶۳	چھٹی ساتویں اور آٹھویں روایت
۲۶۳	نویں روایت
۲۶۵	دسویں روایت
۲۶۶	گیارہویں روایت
۲۶۹	پانچویں فصل
۲۶۹	حضرت علی کی ہجرت
۲۷۰	چھٹی فصل
۲۷۰	حضرت علی کے خصائص
۲۷۰	خصوصیت نمبر ۱
۲۷۰	قیامت کے دن سب سے سلامتی
۲۷۱	سب سے پہلے جنت کے دروازہ پر حضرت
۲۷۱	علی دستک دیں گے
۲۷۱	خصوصیت نمبر ۲
۲۷۲	حضرت علی اللہ و رسول کو سب سے
۲۷۲	زیادہ محبوب ہیں
۲۷۲	خصوصیت نمبر ۵
۲۷۶	حضرت علی کا اختصار
۲۷۶	آپ محبوب مصطفیٰ ہیں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۸۶	حضرت علی حضور کی جان کی طرح ہیں	۲۷۶	چھٹی خصوصیت
۲۸۷	دوسری روایت	۲۷۷	دوسری اور تیسری روایت
۲۸۸	تیسری روایت	۲۷۸	چوتھی اور پانچویں روایت
۲۸۸	نبی اور علی کا نور تخلیق آدم سے پہلے	۲۷۹	چھٹی روایت اور شرح
۲۸۹	حضرت علی کی تہجیلی حضور کی تہجیلی ہے	۲۷۹	حضرت علی مجھے ایسے ہیں جیسے
۲۹۰	حضور اور حضرت علی پر فرشتوں کا		میرے جسم پر سر
۲۹۱	دور	۲۷۹	نویں خصوصیت
۲۹۲	چودھویں خصوصیت	۲۸۰	آٹھویں خصوصیت
۲۹۱	حضور اکرم اور علی کی احوال کو اللہ نے	۲۸۰	پہلی اور دوسری روایت
۲۹۱	قبض کیا پندرہویں خصوصیت	۲۸۱	تیسری روایت
۲۹۲	ایذا علی ایذا رسول ہے	۲۸۲	چوتھی اور پانچویں روایت
۲۹۲	سولہویں خصوصیت	۲۸۳	چھٹی روایت
۲۹۳	دوسری روایت، تیسری روایت	۲۸۳	ساتویں روایت
۲۹۵	چوتھی پانچویں روایت	۲۸۳	علی حضور کو ایسے جیسے خدا کو حضور
۲۹۷	حضور علی کو گالی دینا حضور کو	۲۸۳	نویں خصوصیت
۲۹۷	گالی دینا ہے چھٹی روایت	۲۸۵	قرابت مصطفیٰ دسویں خصوصیت
۲۹۸	اطاعت علی اطاعت مصطفیٰ	۲۸۶	گیارہویں خصوصیت حضور جیسا
	ساتویں روایت		اجرا اور مال غنیمت

عنوان	عنوان
۲۹۹	تفقیص علی اکلیف نبی ہے
۲۹۹	آٹھویں روایت
۲۹۹	علی کا دشمن خدا کا دشمن ہے
۳۰۰	حضرت علی سے مولانا ابی بکر
۳۰۰	تشریحیں خصوصیت پہلی روایت
۳۰۱	دوسری روایت، تیسری روایت
۳۰۲	چوتھی پانچویں روایت
۳۰۳	چھٹی، ساتویں روایت
۳۰۴	جنت کے دروازے پر اسم علی
۳۰۵	آٹھویں روایت نویں روایت
۳۰۶	دسویں روایت
۳۰۶	ذریعہ مصطفیٰ پشت علی ہیں
۳۰۶	اٹھارہویں خصوصیت
۳۰۷	جس کے نبی مولا ہیں اس کے
۳۰۸	علی مولا ہیں انیسویں خصوصیت
۳۰۸	دوسری روایت
۳۰۹	علی کا دشمن نبی کا دشمن ہے
۳۱۰	تیسری روایت

عنوان	عنوان
۳۲۱	مسلمانوں پر حضرت علی کا حق
۳۲۱	باپ کا حق ہے
۳۲۱	علی کی دوستی سے قرب الہی
۳۲۲	جبریل مصطفیٰ امیر ارضی سے ہیں
۳۲۲	ایکسویں خصوصیت
۳۲۲	خدا نے بذریعہ علی اپنے نبی
۳۲۲	کی امداد کی بائیسویں خصوصیت
۳۲۳	دوسری روایت
۳۲۳	حضور انبیا پیغام خود دیں یا علی
۳۲۳	دے سکتے ہیں تیسویں خصوصیت
۳۲۴	دوسری روایت
۳۲۴	شرح
۳۲۴	حضرت علی حضور سے ہیں
۳۲۴	دوسری روایت
۳۲۴	کیا حضرت ابو بکر راستے سے لوٹ
۳۲۴	آئے تھے ؟ شرح
۳۲۴	تیسری روایت
۳۲۸	چوتھی روایت

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دارت دومی رسول	۳۳۹	تزوج حیدر علی	۳۵۰
خصوصیت نمبر ۲۷			
وصی مصطفیٰ علیہ السلام	۳۴۰	خصوصیت	۳۵۰
کس کس بات کی وصیت کی گئی	۳۴۲	حضرت فاطمہ کی شادی کی دوسری روایت	۳۵۲
تغییل مصطفیٰ اعزاز مرتقلی	۳۴۳	نکاح فاطمہ علی کی تیسری روایت	۳۵۵
خصوصیت نمبر ۲۸	۳۴۴	نکاح حیدر و زہرا کی چوتھی روایت	۳۵۷
ابن علی کنیت اور نام	۳۴۵	نکاح حیدر و زہرا کی پانچویں روایت	۳۵۷
حضور کے نام اور کنیت یہ خصوصیت	۳۴۵	نکاح حیدر و زہرا کی چھٹی روایت	۳۵۸
حضرت علی کے لئے سورج	۳۴۶	حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی شادی	
کالوٹنا	۳۴۶	خدا کے حکم سے ہوئی	۳۵۸
دوسری روایت تیسری روایت	۳۴۶	خطبہ نکاح	۳۵۹
تیسری روایت	۳۴۷	نکاح علی و فاطمہ کے حکم خدا سے	
حضرت علی کی خصوصیت	۳۴۸	دوسری روایت	۳۶۲
حضور کا وقت صبح حفرہ علی لور سے	۳۴۸	تیسری روایت	۳۶۳
سے لگانا		اللہ تعالیٰ نے علی و فاطمہ کا نکاح	۳۶۳
حضور کا آخری ملاقاتیہ حضرت علی	۳۴۸	مشہد ملائکہ میں فرمایا	
کو مخصوص کرنا		حضور خیر کے دن حضرت علی کو پرچم	۳۶۴
		دیا، خصوصیت	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
آیت الطہیر میں شامل ہونے والے	۳۶۶	شرح صمد النعم	۳۶۶
حضرت علی کا گھر حضور کے گھر میں	۳۶۶	حفرہ علی کے ہاتھ پر فتح خبیر کی روایت	۳۶۶
کے درمیان تھا	۳۶۸	فتح خبیر کی چوتھی روایت	۳۶۸
حضرت علی سے لڑنا حضور سے لڑنا	۳۶۸	حضرت عامر میدان کا زرار میں	۳۶۸
انتہائی سعادتمند و زبردست شہنشاہ	۳۶۸	حضرت علی میدان کا زرار میں	۳۷۱
چشمین علی میں عابد رسول کی کثرت	۳۶۳	پرچم مصطفیٰ کا حقدار	۳۷۳
خصوصیت	۳۷۳	فاروق اعظم کا خبیر پر حملہ	۳۷۳
سردیوں میں گرمیوں کا اور	۳۷۳	شیر خدا کا اہل خبیر پر حملہ	۳۷۵
گرمیوں میں سردیوں کا لباک	۳۷۳	ابوبکر و عمر کا خبیر پر حملہ	۳۷۵
خصوصیت	۳۷۵	خدا و رسول کا محبوب خبیر کو نوح کر لگا	۳۷۵
حضرت علی کا زکر نام حسن	۳۷۵	فتح خبیر کی ایک اور روایت	۳۷۶
جبریل میر کاہل حضرت علی کا نام	۳۷۵	شیر خدا نے قلعہ کے دروازہ کی	۳۷۷
شہادت علی شہد قدر ہے	۳۷۷	ڈھال بنالی	۳۷۷
لا فخر فی الا علی لا شرف الا ذوالفقار	۳۷۸	دروازہ کو چالیس افراد مل کر بھی آگیا	۳۷۸
خصوصیت	۳۷۸	حضرت علی اور ان کے بیوی بچے	۳۷۸
شرح	۳۷۸	الہییت میں خصوصیت	۳۷۸
حضرت علی علمبردار رسول	۳۷۹	خاص الہییت مصطفیٰ دوسری روایت	۳۷۹
خصوصیت			

تیسرا باب

امیر المومنین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بارہ فصلوں پر مشتمل مناقب

*

پہلی فصل :- آپ کا نسب
دوسری فصل :- آپ کا نام اور کنیت
تیسری فصل :- آپ کا خلیہ مبارک
چوتھی فصل :- آپ کا اسلام
پانچویں فصل :- آپ کی ہجرت
چھٹی فصل :- آپ کے خصائص
ساتویں فصل :- آپ کی فضیلت
آٹھویں فصل :- حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کیلئے جنت کی گواہی دینا۔
نویں فصل :- آپ کے فضائل
دسویں فصل :- آپ کی خلافت
گیارہویں فصل :- آپ کا قتل و شہادت
بارہویں فصل :- آپ کی اولاد

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
صلح حدیبیہ کا معاہدہ حضرت علی	۳۸۸	صلح حدیبیہ کا معاہدہ حضرت علی	۳۸۸
نے تحریر کیا	۰	نے تحریر کیا	۰
خصوصیت	۳۸۸	خصوصیت	۳۸۸
حضرت علی علیہ السلام کی شہر کا	۳۸۸	حضرت علی علیہ السلام کی شہر کا	۳۸۸
دروازہ ہیں	۳۸۸	دروازہ ہیں	۳۸۸
خصوصیت	۰	خصوصیت	۰
تتمیز قرآن و تائید قرآن پر لڑنے	۳۸۹	تتمیز قرآن و تائید قرآن پر لڑنے	۳۸۹
خصوصیت	۰	خصوصیت	۰
دوسری حدیث تائید قرآن	۳۹۰	دوسری حدیث تائید قرآن	۳۹۰
باب علی کے سوا کسی دروازے بند	۳۹۱	باب علی کے سوا کسی دروازے بند	۳۹۱
بن دروازوں کو اللہ نے بند کیا	۳۹۱	بن دروازوں کو اللہ نے بند کیا	۳۹۱
حضرت علی کے تین خصائص	۳۹۲	حضرت علی کے تین خصائص	۳۹۲
حضور کے ساتھ سکونت علی	۳۹۲	حضور کے ساتھ سکونت علی	۳۹۲
باب علی کھلا رہنے کی روایت	۳۹۳	باب علی کھلا رہنے کی روایت	۳۹۳
ابو بکر کے سوا کسی دروازے بند	۳۹۳	ابو بکر کے سوا کسی دروازے بند	۳۹۳
حضرت علی جنتی حالت میں مہاجر	۳۹۴	حضرت علی جنتی حالت میں مہاجر	۳۹۴
میں آسکتے ہیں	۳۹۴	میں آسکتے ہیں	۳۹۴
خصوصیت	۳۹۴	خصوصیت	۳۹۴

پہلی فصل

آپ کا نسب :-

آپ کے آباء و اجداد کا ذکر اثبات عشرہ کے بیان میں پہلے ہو چکا ہے اور آپ کو امیہ بن عبد شمس سے انتساب کی وجہ سے اُموی کہا جاتا ہے۔
آپ کا شجرہ نسب حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک کے ساتھ حضرت عبد مناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد خلفاء اربعہ میں سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کے قریب ہیں۔ آپ کی والدہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ اُن کا نام اروی بنت کریم بن ربیع بن صلیب بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔ ابو بکر بن محمد نے اُن سے احادیث اور ابن عباس نے مثالی میں روایت کی۔

جناب اروی کی والدہ بیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب ہیں۔ ام حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی اور حضرت ابوطالب کی سگی بہن ہیں۔

دوسری فصل

نام اور کنیت :-

آپ کا نام جاہلیت اور اسلام میں ہمیشہ عثمان ہی رہا۔

آپ کی دو مشہور کنیتیں ابو عبد اللہ اور ابو عمرو ہیں۔ اور زیادہ مشہور ابو عمرو ہے۔

بعض نے کہا اُن کے لئے حضرت رقیہؓ نے عبد اللہ کو جنم دیا تو انہوں نے ابو عبد اللہ کنیت رکھی پھر یہ بچہ فوت ہو گیا۔

عمرو کی ولادت ہوئی، حضرت عثمانؓ نے اپنی کنیت عمرو رکھ لی مگر یہ بچہ بھی فوت ہو گیا۔

بعض نے کہا حضرت عثمانؓ کی کنیت ابا لیلے ہے اور آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: "میں فرشتوں میں ذوالنورین کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے لئے جنت میں گھر کی ضمانت دی ہے۔ اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

مطلب بن ابی سفیر سے روایت ہے، انہیں کہا گیا کہ حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟

انہوں نے کہا اس لئے کہ اُن کے علاوہ نبی کریمؐ نے کسی کے ساتھ دو بیٹیوں کا نکاح نہیں کیا۔

امام ابو حنین قزوینی حاکمی نے ذوالنورین نام میں تین اقوال بیان کئے ہیں۔

۱۔ کہ آپ کی زوجیت میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں آئیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عثمان دینار میں قرآن مجید تم فرماتے تھے تو ایک نور قرآن اور دوسرا نور قیام اقبل ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت عثمان کی سجاوٹیں ہیں، ایک اسلام لانے سے قبل اور دوسری اسلام لانے کے بعد۔

حافظ ابو بکر محمد بن عمر بن بخاری نے وکیع بن جراح سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان کو دو انورین اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی دو کنیتیں تھیں ایک اباعمر اور دوسری ابا عبد اللہ۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ جب آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کے لئے دو آراستگیاں ہوں گی، اس لئے آپ کو دو انورین کہتے ہیں۔ تو ہمیں آپ کا تسمیہ دو انورین پانچ اقوال پر حاصل ہے۔

تیسری فصل

حضرت عثمانؓ کا حلیہ :-

حضرت عثمان غنیؓ کا قد نہ زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا تھا بلکہ آپ میانہ قامت تھے۔ آپ کا چہرہ حسین بشرہ باریک اور رخسار بڑے بڑے تھے۔

بخاری نے کہا، آپ کی ناک خوبصورت اور ستواں تھی۔ آپ کا چہرہ رقیق اور ڈاڑھی مبارک بھاری اور لمبی تھی۔ آپ کا رنگ گندم گول اور بال زیادہ تھے جو کہ کانوں کے نیچے تک پہنچ جاتے تھے۔ آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک کے بال

زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کے دشمن آپ کو نعل کہا کرتے اور آپ کی پیشانی پر بال نہ تھے اور ڈاڑھی کا رنگ زرد تھا اور کندھوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا۔ عبد الرحمن بن سعد سے روایت ہے کہا کہ میں نے زوراء کے درمیان حضرت عثمانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خچر مبارک پر دیکھا آپ کی ڈاڑھی زرد تھی۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی اور بعض نے کہا آپ سیاہ خضاب لگاتے تھے اور بعض نے کہا آپ ہرگز خضاب نہ لگاتے تھے بلکہ آپ کی ڈاڑھی مبارک سفید تھی۔ آپ نے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھا ہوا تھا۔

آپ کے دانتوں میں سونے کی کیل تھی، آپ قریش کے محبوب تھے اور اس لئے لوگ کہتے :-

احبك الرحمن حب قریش عثمان

یہ تمام بیان ابن قتیبہ ابو عمر اور صاحب صفوت کا ہے، اور خجری نے بیان کیا ہے کہ لوگ آپ کو نرم طبع اور رحمدل کہا کرتے تھے۔

حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے حلیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا :-

”آپ کے سر کے بال کانوں کے نصف تک تھے“ اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی اور روایت ہے کہ آپ بہت خوبصورت تھے۔

حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت عثمانؓ کے پاس برتن میں گوشت دے کر بھیجا۔ جب میں ان کے ہاں

لے نکل لہی ڈاڑھی والے کو کہتے ہیں۔

گیا تو وہ حضرت رقیہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں نے دونوں سے زیادہ اچھا جوڑا نہیں دیکھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ حضرت رقیہؓ کی طرف دیکھتا۔ پھر جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم ان دونوں کے پاس گئے تھے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔

آپؐ نے فرمایا کیا تو نے ان سے اچھا جوڑا دیکھا؟ میں نے کہا نہیں!

اور میں ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھتا تھا اور ایک مرتبہ حضرت رقیہؓ کی طرف دیکھتا تھا، دونوں بہت اچھے ہیں۔

اس روایت کو بغوی نے معجم میں اور حافظ دمشقی نے نقل کیا ہے۔

بیوہ تھی فصل

حضرت عثمان غنیؓ کا اسلام :-

عمر بن عثمان سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے اسلام کے بارے میں خود ہی بتایا کہ میں عورتوں پر فریفتہ ہونے والا شخص تھا۔ ایک رات میں گروہ قریش کے ساتھ کعبہ شریف کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ ”محمد“ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رقیہؓ کا نکاح عتبر بن ابی لہب سے کرنا چاہتے ہیں

اور رقیہؓ بہت خوبصورت ہیں۔

حضرت عثمانؓ کہتے ہیں یہ سن کر میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ کیوں نہ میں اس سلسلہ میں سبقت کروں۔ پھر میں وہاں نہیں ٹھہرا اور اپنے گھر کی طرف آیا اور پھر اپنی خالہ سعدی بنت کرینہ کے ہاں گیا، اور وہ اپنے قبیلے کی کاہنہ تھی۔ اُس نے مجھے دیکھتے ہی کہا:-

البشر وحیلت ثلاثا تتری۔ اناک خیر و وقیت شراً
انکحت واللہ حملاً زهراً۔ وانت بکر و لقیقت بکراً
وافیتها بنت عظیم قدراً۔ بنت امرئ قدراً شاد کراً

حضرت عثمانؓ کا تعجب

حضرت عثمانؓ کہتے ہیں میں اس بات سے متعجب ہوا اور میں نے کہا خالہ جان! آپ کیا کہتی ہیں؟

اُس نے کہا عثمان!

تیرے لئے خوبصورتی ہے اور تیرے لئے لسان ہے۔

یہ نبی ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی زبان دے کر بھیجا ہے۔
تو بتوں کو چھوڑ دے اور ان کی اتباع اور پیروی کر۔

میں نے کہا خالہ جان! آپ جن چیزوں کا ذکر کر رہی ہیں ان کا ذکر ہمارے علاقے میں نہیں ہوتا آپ مجھے وضاحت سے بتائیں۔

اُس نے کہا! حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ

کی طرف سے رسول بن کر تشریف لائے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ جو نازل فرماتا ہے اس کی طرف لوگوں کو بلا تے ہیں۔

پھر اُس نے کہا ان کی مصباح مصباح اور ان کا دین فلاح ہے۔ ان کا امر نباح اور ان کا زمانہ نطاح اُس کے قریب بجا ہے۔ اگر زباج واقع ہو جائے تو صباح نفع نہیں دیتی اور صفاح سلامتی اور رماح مہلت ہے۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں پھر میں واپس آگیا اور یہ کلام میرے دل میں گہنسا گیا پھر میں نے اس امر پر غور و فکر کرتا شروع کر دیا۔ چونکہ میرا اٹھنا بیٹھنا حضرت ابوبکر کے ساتھ تھا۔ چنانچہ میں ان کے ہاں گیا تو وہ لکھنے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا تو انہوں نے مجھے متفکر دیکھ کر پوچھا عثمان کیا بات ہے؟

میں نے جو کچھ اپنی خالہ سے سنا تھا ان کے گوش گزار کر دیا۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا: عثمان تو دور اندیش اور سمجھدار آدمی ہے۔

مجھ پر باطل سے حق کیوں ٹھپا ہوا ہے۔ یہ بت جن کی پوجا ہمارے قوم کرتی ہے کیا یہ پتھر اندھے اور بہرے نہیں؟

میں نے کہا ہاں! خدا کی قسم یہ ایسے ہی ہیں۔

حضرت ابوبکر نے کہا، عثمان! تیری خالہ نے یقیناً سچ کہا ہے۔ اللہ کے یہ رسول حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تیرا یہ حق نہیں کہ تو ان کی بات سنے۔ میں نے کہا کیوں نہیں! میں ان کی بات ضرور سنوں گا۔ پھر خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیری سے گزرتے دیکھا۔ آپ کے ساتھ حضرت علی ابن ابی طالب تھے اور انہوں نے کپڑا اٹھا رکھا تھا۔ جب میں نے

ان کی طرف دیکھا تو آپ نے آگے بڑھ کر کہا۔

”اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی طرف بلا تے ہیں تیری طرف اور

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔“

حضرت عثمان کہتے ہیں خدا کی قسم جب میں نے آپ کا ارشاد سنا تو بلا تاخیر

اُسی وقت مسلمان ہو کر کہا۔

أشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد

ان محمدا عبدا ورسوله۔

پھر جلد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جناب رقیہ سے میری

شادی ہو گئی۔

حضرت عثمان کے اسلام کے بارے میں ان کی خالہ سعدی بنت کزیمہ

کہتی ہیں:-

صدى الله عثمانًا بقولى ان الهدى وارشد والله يهدى الحق!

فتابع بالراي السديد ا محمدًا وكان يراني يصعد عن الصدق

وانكحه المبعوث بالحق بنته فكان كبدى مازج الشمس في لافق

فدى لك يا ابن الهاشمية محبتي وانت امين الله ارسلت للحق

پھر اگلے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان بن مظعون، ابی

عبیدہ بن جراح، عبد الرحمن بن عوف، ابی سلمہ بن ابی اسد اور ارقم بن ابی ارقم

کو لے کر حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان لوگوں

نے اسلام قبول کر لیا۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اڑتیس

اشخاص جمع تھے۔ اس روایت کی تخریج فضائل نے کی اور ان سے آپ کے فضائل میں ایک گروہ نے نقل کیا۔

حضرت عثمان کی بہن آمنہ بنت عفان نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ماموں ولید، خالد اور عمارہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔

نیز اُم کلثوم بنو عقبہ بن ابی معیط بن عمرو بن اُمیہ ان سب کی والدہ جناب عروہ ہیں جن کا ذکر حضرت عثمان کے نسب کی فصل میں پہلے بیان ہوا ہے اور دارقطنی نے کتاب الاثوۃ میں اس کا ذکر کیا اور بیان کیا کہ اُم کلثوم پہلی مہاجر خواتین میں سے ہیں۔

کہتے ہیں یہ پہلی قریشیہ خاتون ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ان کا نکاح زید بن حارثہ سے ہوا، پھر عبدالرحمن بن عوف سے پھر زبیر بن العوام سے ان کی شادی ہوئی۔

پانچویں فصل

حضرت عثمان کی ہجرت :-

ابو عمر نے کہا کہ حضرت عثمان نے اپنی بیوی حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر ان کی پیروی کرتے ہوئے تمام مہاجرین حبشہ کی طرف چلے گئے۔ بعد ازاں حضرت عثمان نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حبشہ کی طرف پہلے ہجرت کرنے والے حضرت عثمان ہیں اور ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی بھی تشریف لے گئی تھیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دونوں کی خبر آئی۔

چنانچہ قریش کی ایک خاتون حبشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس سے ان دونوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ اُس نے کہا میں نے انہیں دیکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ تم نے حضرت رقیہ کس کس کس حال میں دیکھا ؟

اُس نے کہا وہ گدھے پر سوار تھیں اور آگے آگے جا رہی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ ان دونوں کے ساتھ ہے۔ اور عثمان حضرت ثوط علیہ السلام کے بعد اللہ عز و جل کی طرف پہلے

مہاجر ہیں۔ یہ روایت خشمہ بن سلیمان نے فضائل عثمان میں اور ملا نے اپنی سیرت میں بیان کی ہے۔

جہنم سے واپسی :-

ظاہر ہے کہ جہنم سے حضرت عثمانؓ کا آنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تذنیہ منورہ کو ہجرت سے پہلے ہے یا بعد، اگر بعد ہے تو واقعہ بدر سے پہلے ہے۔

کیونکہ آپ واقعہ بدر کے دن مدینہ منورہ میں اس لئے پہنچے رہ گئے تھے کہ آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت سے اُن کا حصہ نکالا اور یہ ذکر اُن کے خصائص میں آئے گا، اور واقعہ بدر ہجرت سے ایک سال آٹھ ماہ بعد سترہ رمضان کو پیش آیا جب کہ ان دنوں بہت سے مہاجرین آچکے تھے۔

تاہم حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی فتح خیبر کے زمانہ میں آئے اور خیبر کے مال غنیمت سے اُن کا حصہ نکالا گیا۔ اور سوائے حضرت جعفرؓ اور اُن کے کشتی کے ساتھیوں کے فتح خیبر کے دن کسی غیر موجود شخص کا حصہ نہیں نکالا گیا۔ فتح خیبر کے وقت ہجرت کو چھ سال تین ماہ دس روز ہو چکے تھے۔

چھٹی فصل

حضرت عثمانؓ کی سب سے بڑی خصوصیت :-

آپ کی یہ خصوصیت پہلے بیان ہو چکی ہے آپ جہنم کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے شخص ہیں۔

حضرت عثمانؓ کا عظیم شرف اور اعلیٰ منقبت یہ ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں اُن کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی:-

ازواج حکیمتی عثمان بن عفان
یعنی میں عثمان سے دو بیٹیوں کی شادی کروں۔
اس روایت کی تخریج طبرانی نے کی۔

خشمہ بن سلیمان نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی اور آپ کے فرمان کو یقینی کے بارے میں فرمایا یہ سیدہ ام کلثوم اور سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا ازواج عثمان کریمتی کن لما لا ترجوا رحمی منك لما ترجوا۔
اس لئے کہ آپ سے اُمید رکھنے والا نا اُمید نہ ہو۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر آگ لینے کے لئے گئے اور نبوت لیکر واپس آئے۔ اس روایت کی تخریج حافظ ابو حنین بن نعیم بصری نے کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے دروازے کے پاس حضرت عثمان سے ملاقات کی اور فرمایا اے عثمان یہ جبریل مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں رقیہ کی طرح اُم کلثوم کو بھی تمہاری زوجیت میں دے دوں اور اس کا بھی اتنا ہی مہر ہو۔

اس روایت کی تخریج ابن ماجہ قرظینی، حافظ ابو بکر اسماعیلی، ابوسعید نقاشی، ابوالحسن خلعی، ابوالقاسم دمشقی اور امام ابوالخیر قرظینی حاکمی نے کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جناب رقیہ یعنی میری بیوی فوت ہو گئیں تو میں بہت زیادہ رویا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا تو کیوں روتا ہے؟

میں نے کہا یا رسول! میں اس لئے روتا ہوں کہ آپ کے ساتھ میرا رشتہ دامادی کٹ گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ یہ جبریل کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکم دے رہے ہیں کہ رقیہ کی مہن کو تیری زوجیت میں دے دوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی انہیں محفل کی روایت آئی ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے۔ اُس ذات کی قسم اگر میری سو بیٹیاں ہوں اور ایک کے بعد دوسری فوت ہوتی تو میں تیرے ساتھ ایک کے بعد دوسری شادی کرتا۔ یہاں تک کہ سو بیٹیوں سے کوئی باقی نہ رہتی۔

پھر فرمایا!

جبریل مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں رقیہ کی مہن کو تیری زوجیت میں دے دوں اور اس کا مہر بھی رقیہ جیسا ہو۔

اُس روایت کی تخریج فضائل نے کی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں عثمان کے ساتھ دوسری شادی کرتا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہتی۔ اس روایت کی تخریج ابو حفصہ، عمر بن شاہین اور ابن سہان نے کی۔

اس حدیث اور حضرت ابن عباس کی پہلے بیان ہونے والی حدیث کے درمیان کچھ تضاد نہیں بلکہ اسے آپ کے ارشاد مکرر پر محمول کیا جائیگا۔

اسماعیل بن علیہ سے روایت ہے کہ میں یونس بن خباب کے پاس آیا

تاکہ اُس سے کچھ سُنوں، تو اُس نے کہا: تو کہاں کا رہنے والا ہے؟
میں نے کہا: اہل بصرہ سے ہوں۔

اُس نے کہا: اہل مدینہ سے حضرت عثمان بن عفان سے محبت کرنے والے لوگوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیوں کو قتل کر دیا۔

اُس نے کہا: اگر ایک کو قتل کیا ہوتا تو دوسری اس کے نکاح میں ہرگز
نہ دی جاتی۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

حضرت عثمان کی حضور کیسا تشابہت خلق :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ رقیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُن کے ہاتھوں
میں کنگھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس
تشریف لے گئے ہیں۔ میں آپ کے سراقد میں کنگھی کر رہی تھی تو آپ نے مجھے فرمایا
کہ تو نے ابا عبد اللہ یعنی عثمان کو کیسا پایا؟
میں نے کہا وہ بہتر شخص ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ وہ اکرام والا ہے۔ کیونکہ میرے صحابہ میں سے خلق میں وہ
مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اس روایت کی تخریج دولابی اور بخوی
نے کی اور غوث بن سلیمان نے اُس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت عثمان کے حق میں فرمایا:-

انہ اشبه اصحابی خلق۔

اور علماء نے معاویہ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ الفاظ کے ساتھ روایت
بیان کی کہ عثمان بن عفان خلق و دنیا و سمناسب لوگوں سے زیادہ
میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور وہ دونوں والا ہے اور میری دو
بیٹیاں اُس کی زوجیت میں ہیں اور وہ میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح ہونگا
پھر آپ نے اپنی وسطی انگلی اور انکشت شہادت کو حرکت دیکر ارشاد فرمایا:-

خصوصیت عثمان کثرت حیا :-

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

اصد قس امتی حیا عثمان
یہ روایت مصابیح الحسان میں نقل ہوئی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عثمان میری امت میں زیادہ حیا اور زیادہ اکرام
والا ہے۔ اس کی تخریج علماء نے اپنی سیرت میں کی۔

اتم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی جبکہ میں
آپ کے ساتھ ہی ایک چادر میں بیٹھی ہوئی تھی، تو آپ نے اُن کو اجازت دیدی
پھر آپ نے اُن کی ضرورت پوری کر دی اور آپ چادر میں میرے ساتھ اسی حال
تشریف فرما رہے۔ پھر آپ سے حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں
اجازت دے دی اور اُن کی ضرورت بھی پوری فرمادی۔

پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے تو آپ نے اپنے کپڑوں کو سنوارا اور بیٹھ گئے اور ان کی ضرورت پوری کر دی تو وہ چلے گئے۔

آم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکرؓ نے آپ سے اجازت مانگی تو آپ نے ان کی ضرورت پوری فرمادی اور آپ اپنے حال پر ہی آرام فرماتے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو آپ نے ان کی ضرورت بھی پوری کر دی اور آپ اپنے حال پر ہی آرام فرماتے رہے۔ پھر جب حضرت عثمانؓ نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنے کپڑوں کو درست فرمایا۔

آپ نے فرمایا اے عائشہ! عثمانؓ حیا دار شخص ہے۔ اگر اُسے اسی حال میں اجازت دے دیتا تو ڈر تھا کہ اُس کی ضرورت پوری نہ ہوتی یعنی وہ بغیر بات کئے واپس چلا جاتا۔

اس روایت کی تخریج حاکم اور ابو حاتم نے کی، اور مسلم نے اس کی تخریج ان الفاظ میں کی ہے کہ:-

حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے حاضری کی اجازت مانگی اور آپ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور عائشہؓ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی تو انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔

پھر ایک اور حدیث بیان کی اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں بیان کیا تو آپ بیٹھ گئے اور کہا اے عائشہ میں تیرے ساتھ تیری چادر میں تھا اور کہا کہ نہ عثمانؓ کی ضرورت مجھ تک پہنچ پاتی اور نہ وہ پوری ہوتی۔

اور دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد نہیں بلکہ دوسری حدیث کو اس

پر محمول کرتا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام نے اُس وقت حضرت عائشہؓ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور وہ اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں اور آپ کا یہ فرمانا کہ اجمعی؟ علیک ثیابک اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ جب آپ ایک کپڑے میں لکھے تھے اور چادر سے نکلنا، ان کا غسل حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی مرچ ہے۔

اور حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ اور ان کے جیاد کی شدت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ گھر کے اندر موتے اور دروازہ بند ہوتا تو تب بھی وہ کپڑے اتار کر غسل نہیں کرتے تھے تاکہ پانی میں ان کی پشت نظر نہ آئے۔

اس بات کی تخریج احمد اور صاحب صفوت نے کی۔

حضرت عثمانؓ کا فرشتوں سے جیاد کرنا "اختصاص"

آم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیت الشرق میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی ران مبارک یا پندلی مبارک کھلی ہوئی تھی۔ اس اثنا میں حضرت ابوبکرؓ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور آپ اُسی حال میں لیٹے رہے اور ان سے بات چیت کی۔

پھر حضرت عمرؓ نے آپ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں بھی اندر بلا دیا اور ان کے ساتھ اُسی حال میں لیٹے لیٹے گفتگو فرمائی۔

پھر حضرت عثمانؓ نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ

پٹریے کو درست کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان اندر آئے تو آپ نے اُن سے باتیں کیں۔

پھر جب وہ چپے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر آتے تو آپ نے نہ اُن کی پرواہ کی اور نہ خفت محسوس کی اور اپنے حال میں تشریف فرما رہے۔

پھر حضرت عثمان آئے تو تب بھی آپ ویسے ہی لیٹے رہے۔ پھر حضرت عثمان آئے تو آپ اپنے کپڑوں کو سنوار کر بیٹھ گئے

الا استحي من رجل تستحي منه الملائكة

یعنی کیا میں اُس شخص سے حیاء کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج احمد، مسلم اور حاتم نے کی جبکہ مسلم کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ کے یہ الفاظ ہیں۔

اجمع علیک ثیابک

حضرت حفصہ کا بیان دوسری روایت:-

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ کی رانوں (کے درمیان) سے کپڑا ہٹ گیا اس وقت میں حضرت ابوبکرؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی اور اُس حال میں تشریف فرما رہے۔

بعد ازاں حضرت عثمانؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں بھی اجازت عطا فرمادی اور آپ اُسی صورت میں تشریف فرما رہے۔

پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور اجازت طلب کی تو آپ نے پہلے اپنے کپڑے کو سنوارا اور پھر انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ یہ لوگ کچھ دیر آپ سے گفتگو کرنے کے بعد چلے گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور دیگر صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ جس حال میں تشریف فرما تھے اُسی حال میں رہے۔ مگر جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپ نے چادر کو درست فرمایا۔

حضور رسالت صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

الا استحي ممن تستحي منه الملائكة

کیا میں اُس سے حیاء کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی اور رزین نے مختصر روایت

بیان کی۔

بخاری نے کہا کہ محمدؐ نے کہا میں نہیں کہتا کہ یہ واقعہ ایک ہی دن

میں رونما ہوا۔

خدا کا عثمانؓ کو خلعت پہنانا:-

حضرت نعمان بن بشیرؓ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت

کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا:-

یا عثمان ان الله لعله یقمتک قمیصاً فان
ارادوا علی جلعہ فلا تخلعه قلاً ثا۔
یعنی اے عثمان شاید تجھے اللہ تعالیٰ قمیص پہنائے تو اگر لوگ
اُسے اتارنا چاہیں تو مت اتارنا۔

یہ بات آپ نے تین چار مرتبہ ارشاد فرمائی۔
نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ کی
خدمت میں عرض کی۔ اے اُم المؤمنین! آپ نے اس حدیث کو بیان کیوں
نہ کیا؟

آپ نے فرمایا: بیٹا! مجھے یہ حدیث ایسے بھول گئی تھی گویا کہ میں نے
اسے کبھی سنا ہی نہ ہو۔

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی۔ ترمذی نے اسے نقل کیا اور
کہا یہ حدیث غریب ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
دو یا تین مرتبہ فرمایا!

یا عثمان الله یقصدک قمیصاً ان ارادک المنافقون
علی خلعه فلا تخلعه ولا حرامۃ لہم۔

یعنی اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے گا۔ اگر منافقین
اُسے اتارنے کا ارادہ کریں تو مت اتارنا اور منافقوں کیلئے بزرگی نہیں۔

قمیص سے مراد خلعتِ خلافت ہے۔ ایک روایت

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام بھیج کر حضرت عثمان
کو بلوایا۔ جب وہ آگئے تو آپ نے اُن سے ہاتھیں کیں اور آخری بات کہتے ہوئے
اُن کے کندھے پر تھپکی دیکر فرمایا۔

یا عثمان ان الله عسی ان یلبسک قمیصاً فان
اراد المنافقون علی فعلہ فلا تخلعه حتی تلقانی
یعنی اے عثمان! شاید اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص پہنائے تو اگر منافقین
تجھ سے وہ قمیص اتروانا چاہیں تو نہ اتارنا۔ یہاں تک کہ مجھ سے
ملاقات کرو۔

آپ نے یہ جملہ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔

”دونوں روایتوں کی تخریج احمد نے کی۔“

ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا۔

یا عثمان ان و لا ک الله تعالیٰ هذا الامر یوماً خادک
المنافقون علی ان تغلغ قمیصک الذی قمیصک الله فلا تخلعه
یعنی اے عثمان اگر تجھے اللہ تعالیٰ کسی روز امر حکومت کا والی بنائے
تو منافقین تیری اس قمیص کو اتارنا چاہیں تو اس قمیص کو مت اتارنا جو تجھے
اللہ تعالیٰ پہنائے گا۔

یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔

حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں پھر میں نے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ
کی خدمت میں عرض کی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔
حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور رسالتاب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

يا عثمان ان كساك الله قميصا و اداك على
خلعه فلا تخلعه فوالذي نفسي بيده
لئن خلعتك لا تدرى الجنة حتى يبلغ الجمل
من سم الخياط -

یعنی اے عثمان اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیض پہنائے اور لوگ
اُسے اتارنا چاہیں تو نہ اتارنا۔

اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اُس خلعت
کو پہنے گا، جنت کو اُس وقت دیکھے گا، جب اونٹ سولے کے نلکے
میں سما جائے۔

اس روایت کی تخریج صوفی نے یحییٰ بن مسین کی حدیث سے کی۔

حضرت عثمانؓ کو حضور کا یاد فرمانا :-

آئم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں
اور حضرت حفصہؓ، حضور رسالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں حاضر تھیں تو آپ نے فرمایا :-

”اگر ہمارے پاس کوئی مرد ہوتا تو ہم اُس سے باتیں کرتے :-

بیں نے عرض کی آپ حضرت ابوبکرؓ کو بولا کر باتیں کریں۔ آپ یسُن کر

خاموش رہے تو میں نے عرض کی :-
پھر حضرت عثمانؓ آئے تو میں آپ نے اُن کے چہرے بوسہ دیا۔

یاد عثمانؓ دوسری روایت :-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض کے دوران فرمایا : میں چاہتا ہوں کہ میرے
پاس میرا کول صحابی ہو۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں حضرت ابوبکرؓ کو بلاؤں ؟
آپ یسُن کر خاموش رہے تو میں نے کہا حضرت علیؓ کو بلا لیں ؟
آپ پھر بھی خاموش رہے تو ہم نے کہا عثمانؓ کو بلا لیں ؟
آپ نے فرمایا ہاں !

پھر ہم نے حضرت عثمانؓ کی طرف پیغام بھیج دیا۔

یہ دونوں روایتیں ترمذی نے نقل کیں اور کہا غریب ہیں اور ابوحاتم کی
روایت کے یہ الفاظ ہیں :-

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں حاضر تھی کہ آپؐ نے فرمایا !
اے عائشہ اگر ہمارے پاس کوئی مرد ہوتا تو ہم اُس سے باتیں کرتے۔
میں نے کہا کیا حضرت عمرؓ کو بلا لیں ؟
آپ یسُن کر خاموش رہے۔

پھر جب حضرت عثمانؓ نے آکر اجازت طلب کی تو آپؐ نے انہیں بلا کو اُن کے ساتھ

طویل سرگوشی فرمائی۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

ہمارے بھائی کو بلائیں :-

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

ہمارے بھائی کو بلائیں۔

ہم نے کہا ابو بکر کو بلا دیں ؟

آپ نے فرمایا ہمارے بھائی کو بلا دیں۔

ہم نے کہا عمر کو بلائیں ؟

آپ نے فرمایا ہمارے بھائی کو بلائیں۔

ہم نے کہا عثمان کو بلائیں

آپ نے فرمایا، ہاں !

اس روایت کی تخریج ملا نے اپنی سیرت میں کی۔

حضرت عثمان سے راز کی باتیں :-

ابی عبد اللہ جبیری سے روایت ہے کہ انہیں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس حضرت حفصہ بنت عمر تھیں تو حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ کو فرمایا۔ تجھے اللہ کی قسم ہے اگر جھوٹ کی تصدیق یا سچ کی تکذیب کئے تم جانتی ہو کہ میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر تھیں اور

آپ پر استغراق جاری تھا تو میں نے تمہیں کیا کہا تھا، میں نے کہا تم آپ کا قبض ہونا جانتی ہیں ؟

تم نے کہا میں نہیں جانتی۔

پھر آپ کو ہوش آیا تو آپ نے فرمایا اس کیلئے دروازہ کھول دو۔

میں نے کہا دروازے پر یا تمہارا باپ ہو گا یا میرا۔

تم نے کہا میں نہیں جانتی۔

پھر جب ہم نے دروازہ کھولا تو دروازے حضرت عثمان تھے۔ آپ نے انہیں

دیکھ کر اپنے قریب بلا لیا اور ان پر ٹھکتے ہوئے کوئی بات ارشاد فرمائی جسے نہ تم

جانتی ہو اور نہ میں کہ وہ کیا تھی۔

پھر آپ نے حضرت عثمان کو فرمایا جو کچھ ہم نے کہلے وہ تم نے سمجھ لیا ؟

حضرت عثمان نے کہا ہاں !

آپ نے فرمایا ! میرے قریب ہو جاؤ۔ پھر آپ نے ان پر ٹھکتے ہوئے دوسری

مرتبہ پہلے کی طرح کوئی بات کی جسے میں نہیں جانتی کہ وہ کیا بات تھی۔

پھر آپ نے سر مبارک اٹھا کر حضرت عثمان سے فرمایا، جو میں نے تمہیں کہا ہے

تم نے سمجھ لیا ؟

حضرت عثمان نے کہا ہاں !

پھر آپ نے انہیں فرمایا میرے قریب آ جاؤ۔ جب وہ قریب ہوئے تو آپ

نے ان پر بہت زیادہ ٹھکتے ہوئے کچھ ارشاد فرمایا اور پھر سر مبارک اٹھا کر

فرمایا جو بات میں نے تم سے کی ہے کیا تم نے وہ سمجھ لیا ہے ؟

حضرت عثمان نے کہا ہاں ! میں نے کانوں سے سنا اور دل سے قبول کیا۔

آپؐ نے فرمایا جائیں۔ حضرت عائشہؓ نے بات ختم کی تو حضرت حفصہؓ نے اسکی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہاں یہ درست ہے۔
اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

حضرت عثمانؓ کا حضورؐ سے وعدہ :-

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میرے کسی صحابی کو بلاؤ۔
میں نے کہا ابو بکرؓ کو بلاؤں؟
آپؐ نے فرمایا نہیں!
میں نے کہا آپؐ کے چچا زاد یعنی علیؓ کو بلاؤں؟
آپؐ نے فرمایا نہیں!
میں نے کہا عثمانؓ کو بلاؤں؟
آپؐ نے فرمایا ہاں!

پھر عثمانؓ آئے تو آپؐ نے انہیں فرمایا ٹھہر جاؤ! عثمانؓ گارنگ فٹ ہو گیا۔
ادردہ آپؐ کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے۔
پھر جب عثمانؓ کے گھر کا گھیراؤ کیا گیا تو میں اس میں موجود تھی۔ میں نے ان سے کہا امیر المومنین کیا آپؐ لڑائی کریں گے؟
اس نے کہا نہیں! یقیناً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو مجھ پر عہد ہے

میں اپنے نفس میں ان پر صابر ہوں۔
اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

عثمانؓ نے صبر کبھنٹا وعدہ پورا کیا :-

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں ہے کہ میں نے پیغام بھیج کر حضرت عثمانؓ کو بلوایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گفتگو فرمائی تو ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

قیس نے کہا کہ مجھ سے ابوسہلہؓ نے حدیث بیان کی کہ جس روز حضرت عثمانؓ کے گھر کا گھیراؤ ہوا، اس دن انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا اور میں اس پر صابر ہوں۔

قیس نے کہا! اس روز ہم نے حضرت عثمانؓ کے صبر کا مشاہدہ کیا۔
یہ دونوں روایتیں ترمذی اور ابوحاتم نے بیان کیں اور یہ قیس، قیس بن ابی مازم ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

بارگاہ رسولؐ میں نذر عباس :-

حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبش عسرت پر ترغیب دلائی تو حضرت عثمانؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی میں سو اونٹ مع پالان وغیرہ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں پھر آپؐ نے دوبارہ اسی لشکر بیخروج کی ترغیب دلائی تو حضرت عثمانؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مزید سو اونٹ مع پالان وغیرہ

اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔

آپ نے پھر لوگوں کو جیشِ عسرت پر خرچ کے لئے براہِ گنج فرمایا تو پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مزید سواؤٹ پیش کرتا ہوں یعنی کل تین سواؤٹ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔

عثمان کا یہی عمل کافی ہے :-

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اتر آئے اور فرمایا :-

ما على عثمان ما عمل بعد هذه ما على عثمان ما عمل بعد هذه

یعنی اس کے بعد عثمان کو کسی عمل کی ضرورت نہیں، اس کے بعد عثمان کو کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

اس روایت کی تخریج ترمذی اور احمد نے کی۔

احمد کی روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں :-

قالت : فرائت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم . يقول بيدا هكذا ويحركها .

کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ ہاتھ ہلا کر اشارہ فرماتے تھے :-

اور عبد الحمید کی بیان کردہ روایت میں ہے :-

بيدا كما المتعجب ، ما على عثمان ما عمل بعد ها

حضرت عثمانؓ نے دو ہزار اونٹ گھوڑے پیش کئے

ابو عمر نے روایت بیان کی کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عسرت میں نو سو پچاس اونٹ مع پالان اور ایک ہزار پچاس گھوڑے پیش کئے تھے قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عسرت میں ایک ہزار اونٹ اور سات سو گھوڑے دیئے تھے۔

ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عسرت یعنی غزوہ تبوک کے لشکر کے لئے نو سو چالیس اونٹ اور ساٹھ گھوڑے یعنی کل ایک ہزار سواریاں بھیجیں۔ اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

ایک ہزار دینار کی نذر۔ کوئی عمل نقصان نہیں دے گا

عبد الرحمن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عسرت کے لئے ایک ہزار دینار لائے اور حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے۔ میں نے دیکھا کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی گود میں ان دیناروں کو اٹھنے پڑنے لگے اور فرماتے تھے :-

ما ضى عثمان ما عمل بعد اليوم

یعنی آج کے دن کے بعد عثمان کو اس کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچے گا اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن

غریب ہے۔

قیامت تک کسی عمل کی فکر نہیں :-

حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبشِ عسرت کے لئے حضرت عثمان کو پیغام بھیجا تو حضرت عثمان نے آپ کی خدمتِ اقدس میں دس ہزار دینار پیش کئے۔ آپ نے ان دیناروں کو اٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا :-

”عَفْوَاللّٰهُ لَكَ يَا عُمَانُ مَا اسَدَتْ وَمَا اَعْلَتْ وَمَا

هُوَ كَاثِنُ اِنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَا بِهَآی مَا عَمِلَ بَعْدَهَا“

یعنی اے عثمان جو تیرے ظاہر طور پر اور پوشیدہ طور پر کیا اور جو قیامت تک کرے گا اللہ تعالیٰ نے سب بخش دیا۔ اور آج کے بعد تجھے کسی عمل کی فکر نہیں۔ اس روایت کی تخریج علماء نے اپنی سیرت میں اور فضائل نے کی۔

سات سو اوقیہ سونا :-

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حبشِ عسرت میں سات سو اوقیہ سونا پیش کیا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

تضاداتِ روایات کا وہم :-

روایات کے اختلاف سے وہم ہوتا ہے کہ ان کے درمیان تضاد ہے

جبکہ ان کا جمع کرنا ممکن ہے کہ پہلے حضرت عثمانؓ تین سو اونٹ پالانوں وغیرہ سمیت پیش کئے جو کہ پہلی حدیث میں شامل ہے۔

پھر آپ نقدی کی صورت میں ایک ہزار دینار لکیر آئے جن کی مسافر کو سفر میں فوری ضرورت ہوتی ہے۔

پھر جو آپ انہیں معلوم ہوا کہ یہ اونٹ اور گھوڑے ناکافی ہیں تو انہوں نے ایک ہزار اونٹ پورے کر دیئے اور پچاس گھوڑوں میں مزید بیس گھوڑے شامل کر دیئے اور دس ہزار دینار بھیج دیئے۔ جیسا کہ اس پر رازی اور فضائی کی حدیث دلالت کرتی ہے اور ان میں تضاد و تہافت نہیں اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو امام عمر و بنتِ حسان بن یزید بن ابی الغضن نے کی۔

امام احمد بن حنبل نے کہا : یہ کبیر السخا تون تھیں۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہ حضرت عثمان غنیؓ نے حبشِ عسرت میں دو مرتبہ سامان دیا۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت عثمانؓ کا مسلمانوں کیلئے پانی خریدنا :-

بشر بن بشیر اسلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو لوگ پانی سے انکار کرتے تھے اور بنی مخفار کے ایک شخص کے

پاس بسر و مرہ نامی ایک چشمہ تھا جس سے وہ ایک مُد کے عوض پانی کی مشک دیتا تھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا کہ تو اس چشمہ کو جنت کے چشمہ کے عوض فروخت کر دے؟

اُس نے کہا یا رسول اللہ! میرے اور میرے اہل و عیال کے پاس صرف یہی ایک چشمہ ہے۔ میں اسے فی سبیل اللہ دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔

یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے وہ چشمہ پینتیس ہزار درہم کا خرید لیا اور پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کیا مجھے اس چشمے جیسا چشمہ جنت میں مل جائے گا؟

آپ نے فرمایا، ہاں!

حضرت عثمان نے کہا میں نے اُسے خرید کر مسلمانوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

اس روایت کی تخریج فضائل نے کی اور اس میں اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ چشمے والا شخص مسلمان تھا۔

بسر و مرہ کا مالک یہودی تھا۔

ابو عمر نے کہا کہ اس چشمے کا مالک ایک یہودی تھا۔ جب حضرت عثمان غنی نے یہ چشمہ خریدنا چاہا تو اُس نے کہا میں یہ پورا چشمہ فروخت نہیں کروں گا۔ چنانچہ حضرت عثمان نے اُس سے نصف چشمہ بارہ ہزار درہم میں مسلمانوں کے لئے خرید لیا۔

اور یہودی کے ساتھ یہ طے پایا کہ ایک روز وہ چشمہ یہودی کے تصرف میں اور ایک روز حضرت عثمان کے تصرف میں رہے گا۔

چنانچہ جس روز حضرت عثمان کی باری ہوتی وہاں سے مسلمان اتنا پانی لے لیتے جو ان کے دو دنوں کے لئے کافی ہوتا۔

جب یہودی نے یہ امر دیکھا تو اُس نے کہا یہ تو میری بریادی ہے پھر اُس نے فروخت کر دہ نصف حصہ حضرت عثمان غنی سے اٹھارہ ہزار درہم میں خرید لیا۔

حضرت عثمان کا مسجد نبوی کیلئے زمین خریدنا۔

احنف بن قیس سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت عثمان پر بلوہ کے دنوں میں مدینہ منورہ میں پہنچے تو حضرت عثمان تشریف لائے اور آپ نے زرد رنگ کے کپڑے سے سر ڈھانپ رکھا تھا۔

پھر آپ نے کہا یہاں علی ہیں؟

لوگوں نے کہا ہاں!

آپ نے کہا یہاں طلحہ ہیں؟

لوگوں نے کہا ہاں!

آپ نے کہا میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص بنی فلاں کے بارے کی جگہ خریدے گا اُس کے لئے جنت ہے، تو میں نے زمین کا وہ قطعہ بیس یا پچیس ہزار کا خرید لیا۔

اور پھر میں نے حضور رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ جگہ میں نے خرید لی ہے۔

آپ نے فرمایا: وہ قطع زمین ہماری مسجد کو دے دے اس کا اجر تجھے ملے گا۔

لوگوں نے کہا: اَللّٰهُمَّ آپ نے درست فرمایا۔

حضرت عثمان نے کہا: میں نہیں اُس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص بیرونِ مکہ کو خریدے گا اللہ اسے بخش دے گا۔

پھر میں نے بیرونِ مکہ کو خریدا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے وہ کنواں خرید لیا ہے۔

آپ نے فرمایا: اے مسلمانوں کے لئے وقف کر دے اس کا اجر تجھے ملے گا۔

لوگوں نے کہا اَللّٰهُمَّ ہاں یہی بات ہے۔

حضرت عثمان نے فرمایا میں نہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا تھا جو شخص جنگِ عسرت کے لئے سامان دے گا اُسے اللہ بکثرت دے گا۔ تو میں نے تمہیں لشکر کا پورا سامان دیا جس میں ایک ریس اور ایک مہار بھی کم نہ تھی۔

لوگوں نے کہا: الہی! ہاں درست ہے۔

حضرت عثمان نے کہا الہی میں نے تین گواہیاں پیش کر دیں۔

اس روایت کی تخریج دارقطنی اور ابو حاتم نے کی۔

ایسی ہی دوسری روایت :-

امام احمد بن حنبل نے یہ روایت ان الفاظ سے بیان کی ہے کہ اخف بن قیس نے کہا ہم حج کے لئے نکلے اور مدینہ منورہ سے گزرنے لگے تو وہیں ٹھہر گئے جب ہم مسجد میں آئے تو لوگ گھبراتے ہوئے تھے۔ میں اور میرا ساتھی آگے بڑھے تو لوگ مسجد میں ایک شخص کے گرد جمع تھے۔ ہم اُن لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے پھر حضرت علی ابن ابی طالبؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تشریف لائے پھر حضرت عثمان نے آکر کہا :-

کیا یہاں علی ہیں ؟

لوگوں نے کہا ہاں !

حضرت عثمان نے کہا کیا یہاں زبیر ہیں ؟

لوگوں نے کہا ہاں !

حضرت عثمان نے کہا کیا یہاں طلحہ ہیں ؟

لوگوں نے کہا ہاں !

حضرت عثمان نے کہا کیا یہاں سعد ہیں ؟

لوگوں نے کہا ہاں !

حضرت عثمان نے کہا میں نہیں اُس اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پھر آخر تک حدیث بیان کی۔ پھر کہا الہی تو گواہ ہے۔ پھر آپ واپس چلے گئے۔

بشر رومہ خریدنے والا جنت میں مگر تم کیسا بدلہ دیتے ہو؟

ثامہ بن حزن قشیری سے روایت کیا ہے، کہا کہ میں حضرت عثمان کے گھر پر موجود تھا جب آپ نے مکان کی چھت پر آکر لوگوں سے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بغیر بشر رومہ کے بیٹھا پانی دستیاب نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

من يشتري بشر رومة يجعل دونه مع دلاء

المسلمين بخير له منها في الجنة۔

یعنی جو بشر رومہ کو خریدنے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ رکھے اُس کے لئے جنت میں اس سے بہتر چیز ہے۔

تو میں نے اپنے مال سے بشر رومہ خرید کر دیا مگر آج تم مجھے اُس کا پانی پینے سے روکتے ہو۔ یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پیتا ہوں۔

لوگوں نے کہا اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

حضرت عثمان نے فرمایا! میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیکر پوچھتا کہ مسلمانوں کے لئے مسجد کی جگہ تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من يشتري بقعة آل فلاں فيو يد جاني المسجد

بخير له منها في الجنة۔

یعنی جو آل فلاں سے زمین کا قطعہ خرید کر مسجد میں شامل کرے اُس کے لئے

جنت میں اس سے بہتر جگہ ہے تو میں نے وہ زمین اپنے مال سے خریدی اور آج تم مجھے اُس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔

لوگوں نے کہا الہی! یہ درست ہے۔

حضرت عثمان نے فرمایا! میں تمہیں خدا اور اسلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر مکہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر اور میں تھے تو کوہ شہیر پہنچے گا۔ یہاں تک کہ اُس کے پتھر ٹوٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں کی ٹوکڑ مار کر فرمایا تھا۔

اسكن ثبير عليك نبيا وصديقا وشهيدا

یعنی شہر مکہ پر ایک نبی ایک صديق اور دو شہید ہیں۔

لوگوں نے کہا۔ اللہ ہاں

حضرت عثمان غنی نے فرمایا اللہ اکبر، یہ لوگ اور رب کعبہ گواہ ہیں کہ اُن

تین میں سے ایک شہید ہیں ہوں۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حدیث حسنہ ہے۔

ایسی ہی ایک روایت :-

امام احمد بن حنبل نے یہ روایت بغیر لفظی اور تقدیم و تاخیر کے ساتھ بیان کی ہے اور شہیر کی جگہ کوہ حرا کا ذکر کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے کہ حضرت عثمان نے لوگوں کو فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جو بیعت رضوان میں موجود تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مشرکین مکہ کی طرف بھیجا تو فرمایا :-

هذه يدي وهذه بيد عثمان

یعنی آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کے لئے کہا کر یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ ہاتھ
عثمان کا ہے۔ پھر آپ نے میری بیعت لی۔
اس روایت کی تخریج دارقطنی نے کی اور اس کے بعض طرق میں مزید ہے
کہ حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں میری رضا کے ساتھ اور
میری رضا سے میرے نکاح میں دیں؟
لوگوں نے کہا: اللہم ہاں

مسجد نبوی کی زمین :-

حضرت قتادہ سے روایت ہے مسجد نبوی کے پہلو میں زمین کا ایک ٹکڑا تھا جس کے
بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-
من يشتريها ويوسعها في المسجد له مثلها في الجنة
یعنی جو زمین کے اس ٹکڑے کو خرید کر مسجد کو وسیع کرے گا جنت میں اُس کے لئے
اسی طرح کا قطعہ زمین ہوگا۔

حضرت عثمان نے یہ زمین خرید کر مسجد کو وسیع کیا۔
اس روایت کی تخریج خطیبہ بن سلیمان نے فضائل عثمان میں کی۔

حضرت عثمان نے مسجد نبوی کی توسیع کی :-

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں
مسجد نبوی کی بنیاد کچی اینٹوں سے رکھی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی اورستوں

کھجور کے تنوں کے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ نے اس میں کچھ اضافہ نہ کیا جبکہ حضرت عثمانؓ نے اس میں اضافہ
کیا اور اس کی بنیادوں کو کچی اینٹوں وغیرہ سے انہیں بنیادوں پر اٹھایا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھیں اور اُس کے ستون لکڑی کے بنائے۔
پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت عثمانؓ نے اس میں مزید بہت سا اضافہ کیا اور اس کی
دیواریں اور ستون منقوش پتھروں سے بنائے اور اس کی چھت سیاہ لکڑی
سے تیار کی۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

آسمان والوں کا نور جنت والوں کا چراغ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
ہمارے ساتھ عثمان کے ہاں جانے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔
ہم نے کہا یا رسول اللہ! وہ بیمار ہیں؟
آپ نے فرمایا، ہاں!

پھر آپ کھڑے ہو گئے اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے حضرت
عثمانؓ کے مکان پر پہنچے۔ آپ اجازت لے کر اندر داخل ہوئے اور ہم بھی آپ کے
پیچھے پیچھے داخل ہو گئے۔ دیکھا تو حضرت عثمانؓ اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عثمان تمہیں کیا بات ہے تم اپنا
سر نہیں اٹھاتے؟

حضرت عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ سے

حیا آتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا ایسا کیوں ہے ؟
حضرت عثمانؓ نے کہا : میں خوفزدہ ہوں کہ مجھ پر دونارا ضحکیاں ہوں گی ۔
آپؐ نے انہیں فرمایا : عثمانؓ کیا تم نے روم کا کنواں نہیں کھودا اور حبشہ عسرت
کو سامان نہیں دیا ؟ اور میری مسجد کو وسیع نہیں کیا اور اللہ کی اور میری رضائیں مال
کی سخاوت نہیں کی ؟

اور وہ کون ہے جس سے آسمان کے فرشتے حیا کرتے ہیں ؟ اور یہ جبریلؑ
مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دے رہے ہیں کہ تو اہل آسمان کا نور اور اہل زمین اور
اہل جنت کا چمراغ ہے۔

اس روایت کی تخریج ملائے کی ہے۔

حضور کا بایاں ہاتھ عثمان میں :-

مہلب بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ سالم بن عبد اللہ بن عمر کے پاس ایک
شخص گیا اور وہ حضرت علیؓ کی مدح اور حضرت عثمانؓ کی مذمت کر رہا تھا۔
اُس شخص نے کہا اے ابوالفضل کیا تو مجھے بتائے گا کہ حضرت عثمانؓ بیعت رضوان
اور بیعت فتح ہر دو بیعتوں میں موجود تھے ؟

سالم نے کہا : نہیں

وہ شخص اللہ اکبر کہہ کر اٹھا اور اپنی چادر جھاڑ کر چلا گیا۔
پھر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ لکیم نے اُس شخص کو بلا کر فرمایا کہ یہ مجھ سے سن کہ
کیا عثمانؓ بیعت رضوان اور بیعت فتح میں موجود تھے یا نہیں ؟

آپؐ نے پھر فرمایا : جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت کے نیچے
لوگوں سے بیعت لیں اُس وقت آپؐ نے عثمانؓ کو اللہ اور اُس کے رسول اور مومنوں کے
کام کے لئے بھیجا ہوا تھا اور آپؐ نے فرمایا :

اَلَا اَنْ يَمِيْنِيْ يَدِيْ وَشِمَالِيْ يَدِ عُمَثَانَ وَ اَنْ يَمِيْنِيْ يَدِيْ
يَعْنِيْ جَانِ لَوْ مِيْرَا دَايَا لِهَاتِهِ مِيْرَا اَيْتَا وَ مِيْرَا بَايَا لِهَاتِهِ عُمَثَانُ كَمَا هَاتِهِ
اَوْ رِيْنِ اُسْ كِيْ بَعِيْتِ لِيْتَا هُوْنِ ۔

پھر دوسری بیعت کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُن کو مین میں بھیجا ہوا تھا جہاں پر حضرت علیؓ امارت کے فرائض انجام دے رہے تھے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمانؓ کی بیعت کے لئے فتح مکہ کے وقت بھی مکرر
وہی الفاظ دہرائے جو بیعت رضوان میں ارشاد فرمائے تھے یعنی میرا بایاں ہاتھ
عثمانؓ کا ہاتھ ہے ۔

مسجد حرام کی توسیع اور حبنت میں گھر :-

حضرت عثمانؓ کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے مزید فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ سے ایک شخص کو فرمایا اے فلاں کیا تو ہمیں اپنا گھر
فروخت کر بیگا تاکہ مسجد کعبہ میں وسعت ہو جائے اور پھر حنت میں گھر مل جائے۔

اُس شخص نے کہا یا رسول اللہ ! میرا اس گھر کے علاوہ کوئی مکان نہیں اگر میں
یہ گھر آپ کے ہاتھ بیچ دوں تو مجھے اور میرے بچوں کو مکہ میں کہیں پناہ نہیں ۔

آپؐ نے فرمایا نہیں ! بلکہ تیرے گھر سے مسجد کعبہ میں اضافہ ہوگا اور تجھے اس کے
ضمن میں حبنت میں گھر ملے گا ۔

اُس شخص نے کہا واللہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

جب یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ مالک مکان سے ملے جو کہ اُن کا دور جاہلیت کا درست تھا، اور پھر اُس سے مکان خریدنے پر اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اُس سے وہ مکان دس ہزار دینار میں خرید لیا اور حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فلاں گھر مسجد کعبہ میں شامل کرنے والے کو اُس کے بدلے جنت میں گھر ملے گا، وہ گھر میرا ہے کیا آپ اُسے لیکر مجھے جنت میں گھر دیں گے؟

آپ نے فرمایا ہاں!

پھر آپ نے حضرت عثمان سے وہ گھر لیا اور انہیں جنت میں گھر دے کر مومنوں کو اس پر گواہ بنایا۔

حضورؐ کی اور صحابہ کی دُعا:-

پھر جیشِ عسرت میں حضرت عثمان کے سامان کی بات کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام غزوات میں غزوۂ تبوک بہت زیادہ تنگی والا غزوہ تھا۔ اس میں ہر قسم کے سامان کی قلت تھی۔ جب یہ بات حضرت عثمان کو پہنچی تو انہوں نے خوراک کا سامان، گندم اور جس جس چیز کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ صحابہ کو ضرورت تھی خرید کر آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔

آپ نے ان اشیاء کو دیکھ کر فرمایا!

هذا قد جاءكم الله بخير۔

یعنی یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے بھلائی آئی ہے۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ دُعا کی:-

اللهم انی قد سألک عن عثمان فارض عندہ۔

یعنی اہی! میں عثمان سے خوش ہوں تو تو بھی اُس سے خوش ہو۔

پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! عثمان کے لئے دعا کرو۔ پھر تمام لوگوں نے اور اُن کے بنی نے اُن کے ساتھ مل کر حضرت عثمان کیلئے دُعا کی۔

حضرت حفصہ کی شادی آپؐ کیسے ہوئی:-

پھر حضرت عثمان کی شان یہ ہے کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو حضرت عثمان اور حضرت عمرؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمرؓ سے حضرت عثمانؓ نے کہا: اے عمر آپؐ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی بات سنی تو فرمایا:-

خطب الیک عثمان ابنتک زوجتی ابنتک و انا ازواجہ ابنتی۔

یعنی اے عمر، عثمان نے تجھ سے تیری بیٹی کا رشتہ مانگ لیا۔ تو اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دے اور ہم اپنی بیٹی کی شادی عثمان سے کر دیتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت عثمان کا ہاتھ۔

دُسْتِ اَوْ رَا دُسْتِ تُوْدِ گُفْتِ رَسُوْلُ
بِیْعَتِ عُمَاْن کا ذکر مَٹا پہلے بھی ہو چکا ہے ، مزید ملاحظہ کریں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت رضوان اس لئے
عمل میں آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو اہل مکہ کی
طرف بھیج رکھا تھا۔ پھر لوگوں سے بیعت لیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ

ان عثمان فی حاجة الله وحاجة رسوله

یعنی عثمان اللہ کے اور اُس کے رسول کے کام میں ہے۔

پھر آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا تو عثمان کے لئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر ہے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ سے روایت ہے کہ بیعت رضوان میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے اپنے ہاتھوں سے اپنے دائیں ہاتھ پر پتلی دی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں سے بہتر ہے۔

صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

حاضر تھے کہ کسی نے کہا عثمان آگئے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا
تو بیعت کا سلسلہ ختم کر دیا۔

اس روایت کی تخریج عقیلم نے فضائل عثمان میں کی۔



بے خطر کو دیر آتش نہ رو دین عشق۔

ایاس بن سلمہ بن اروع اپنے باپ حضرت سلمہ بن اروعؓ سے روایت بیان
کرتے ہیں کہ مشرکین کے ہاتھوں میں مسلمان آجاتا اُس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے
حضرت رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا:

يا عمر هذا انت مبلغ عني اخوانك من اسرى المسلمين

یعنی اے عثمانؓ تو اپنے مسلمان قیدی بھائیوں کو میرا پیغام

پہنچانے گا؟

حضرت عثمانؓ نے کہا! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! خدا کی قسم

مکہ میں میرے لئے دوسروں کے قریبی نہیں اکثر میرے قریبی ہیں۔

پھر آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو بلا کر اہل مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت عثمانؓ

سواری پر بیٹھ کر نکلے اور مشرکین کے لشکر تک پہنچ گئے۔ مشرکین نے پہلے تو

انہیں بُرا بھلا کہا اور پھر ان کے چچا زاد بھائی ابان بن سعید بن عامرؓ نے انہیں اجازت

دے دی اور انہیں آگے گھوڑے کی زین پر بٹھا کر خود پیچھے بیٹھ گیا۔

پھر حضرت عثمانؓ غنی نے اُسے باتوں باتوں میں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا پیغام مکہ معظمہ میں ہر مسلمان قیدی کو پہنچاؤں گا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر وغفار نے کی۔

حضرت سے پہلے طواف نہیں کیا۔

ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر عثمان کی بیعت لی تو لوگوں نے کہا: ابو عبد اللہ
”عثمان کو امن کے ساتھ طوافِ کعبہ مبارک ہو۔“

آپ نے فرمایا: اگر عثمان وہاں ٹھہر گئے تو ہم سے پہلے طواف نہیں کریں گے
اس روایت کی تخریج ابن صخاکہ نے احاد اور مثانی میں کی۔

مصری شخص کا سوال ابن عمر کا جواب :-

عثمان بن دہب سے روایت ہے کہ ایام حج میں ایک مصری شخص نے ایک جماعت کو

دیکھ کر کہا یہ کون لوگ ہیں؟

لوگوں نے کہا اقریش

اُس نے پوچھا ان کا امیر کون ہے؟

لوگوں نے کہا! عبداللہ بن عمر

اُس نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔

مجھے بتائیں کیا آپ جلتے ہیں حضرت عثمان اُحد کے دن بھاگ گئے تھے؟

عبداللہ بن عمر نے کہا: ہاں فرار ہو گئے تھے۔

اُس نے کہا کیا آپ جلتے ہیں کہ عثمان غزوہ بدر سے غائب تھے؟

عبداللہ بن عمر نے کہا: ہاں غائب تھے۔

اُس نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان بیعتِ رضوان سے غائب تھے اور وہاں موجود

نہیں تھے؟

عبداللہ بن عمر نے کہا: ہاں موجود نہ تھے۔

اُس نے کہا! اللہ اکبر۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: رادھراً تجھے بتاؤں۔ رہا اُن کا اُحد سے
فرار ہونا! تو اس پر گواہ رہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے اور انہیں
بخش دیا ہے۔

رہا اُن کا غزوہ بدر میں موجود نہ ہونا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
صاحبزادی اُن کی بیوی تھیں اور اُن دنوں بیمار تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا تمہارے لئے وہی اجر ہے جو غزوہ بدر میں شریک ہونے
والوں کا اور تمہارا غنیمت میں حصہ ہے۔

رہا اُن کا بیعتِ رضوان سے غائب ہونا تو اگر وادیِ مکہ میں حضرت عثمان سے
زیادہ کوئی معزز ہوتا تو اُن کی جگہ مشرکین کے پاس اُسے بھیجا جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا اور بیعت
رضوان اُن کے جانے کے بعد ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں
ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ
عثمان کی بیعت ہے۔

پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے اس شخص سے کہا کہ جا اور یہ جواب
اپنے ساتھ لے جا۔

اس روایت کی تخریج بخاری اور ترمذی نے کی جبکہ الفاظ مختلف اور
معنی ایک ہیں۔

دوسری روایت مزید سوال :-

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے سوال کرنے والا شخص کھڑا ہوا تو کسی نے

حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ آپ نے حضرت عثمان کے بارے میں ایسے
ایسے کہا ہے۔

حضرت عبداللہ نے کہا کیا کہتا ہے ؟

لوگوں نے کہا ! یہ کہتا ہے کہ آپ نے اُسے ایسے اور ایسے بتایا ہے۔

حضرت عبداللہ نے کہا اُسے واپس بلاؤ۔ جب وہ واپس آیا تو حضرت عبداللہ

نے اُس سے کہا۔ کیا جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہ تو نے سمجھ لیا ہے ؟

اُس نے کہا ہاں ! میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ عثمان بیعت رضوان میں موجود

تھے ؟

آپ نے کہا نہیں !

میں نے پوچھا ! غزوہ بدر میں موجود تھے ؟

آپ نے کہا نہیں !

میں نے پوچھا آکاں مَمَّن استنزلہ الشیطان ؟

حضرت ابن عمر نے کہا ! میں نے تجھے بتایا ہے کہ بیعت رضوان کا واقعہ

ایسے ہوا۔

وَأَمَّا الَّذِينَ تَوَلَّوْا يَوْمَ التَّقَىٰ الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُم

الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ فاجهد علیہ جہدك

اس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی اور حضرت عثمان کے بدر

میں پہنچے رہ جانے کے بارے میں مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی

اور اُن کی بیوی حضرت رقیہ بیمار تھیں۔ جب وہ لوگوں کے ساتھ غزوہ بدر کے لئے

نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی بیٹی کی تیمارداری کے لئے

پہنچے چھوڑ دیا۔

اس امر کا ذکر ابن اسحاق وغیرہ سیرت نگاروں نے کیا ہے۔

بعض نے کہا کہ نبی رسول کو چھپک کا مرض لاحق تھا اور حضرت عثمان غزوہ بدر

کے لئے نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم واپس جاؤ، اور اُن کا غنیمت

سے حصہ نکالا اور اُن کے لئے غزوہ میں شرکت کا اجر ہے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی جبکہ پہلی روایت درست ہے۔

کتابت وحی :-

فاطمہ بنت عبدالمطلب اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں

اُن کے چچا نے حضرت عائشہ صدیقہ سے مسئلہ پوچھنے کے لئے بھیجا تو کہا کہ آپ کا ایک بیٹا

آپ کو سلام کہتا ہے اور حضرت عثمان کے بارے میں لوگ انہیں برا بھلا کہتے ہیں،

حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا، اُن پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

خدا کی قسم عثمان اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ

نے اپنی پشت کی ٹیک میرے ساتھ لگاٹی ہوئی تھی کہ جبریل آپ کی طرف وحی قرآن لے کر

آئے تو آپ نے عثمان کو فرمایا !

اَلکُتُبُ یَا عِثِمُ فَمَا کَانَ اللّٰهُ یُنْزِلُ تِلْكَ الْمَفْزَلَةَ اَلَا کَرِیْمًا عَلٰی اللّٰهِ

وہ رسول ہے۔

اے عیثم یعنی عثمان لکھیں تو اللہ کی شان نہیں کہ یہ منزلات نازل فرمائے مگر وہ جو اللہ اور اس کے رسول پر کریم ہے۔

فرمان صدیقہ لعنت کر نبی الے پر اللہ کی لعنت :-

اس روایت کی تخریج احمد نے کی اور حاکم نے نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے تین مرتبہ فرمایا عثمان پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو حضور رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے اور آپ کی ران مبارک عثمان کی طرف تھی اور میں آپ کی جبین اقدس سے پسینہ پونچھ رہی تھی اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی تو آپ نے فرمایا :-

اكتب يا عيثم فوالله ما كان الله لينزل عبداً من نبيه
تلك المنزلة ان كان عليه كريباً۔

اسرار رسول کی کتاب :-

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر آپ کی دائیں طرف اور حضرت عمر آپ کی بائیں جانب اور حضرت عثمان آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے آپ کا راز لکھ رہے تھے۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف مہسی نے فضائل عباس

کتاب میں کی۔

جنت میں رفاقت رسول :-

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے، کہا کہ حضرت عثمان کے محاصرہ کے دن اتنا ہجوم تھا کہ اگر کوئی پتھر کرتا تو کسی نہ کسی شخص کے سر پر پڑتا اور حضرت عثمان لوگوں کو اس کھڑکی سے دیکھ رہے تھے جو مقام جبریل سے ملی ہوئی تھی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے حضرت طلحہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :

یہ تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، اُس دن کو یاد کرو جب میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فلاں مقام پر ایسے اور ایسے موجود تھے اور آپ کے ساتھ میرے اور تمہارے سوا آپ کا کوئی صحابی موجود نہ تھا۔

حضرت طلحہ نے کہا، ہاں درست ہے۔

حضرت عثمان نے فرمایا : تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا :-

يا طلحة انه ليس من بنى الا ومعه من اصحابه

رفیق الجنة وان عثمان يعينني رفيق في الجنة۔

اے طلحہ ہر نبی کے اصحاب سے کوئی ایک جنت میں اُس کا رفیق ہوگا اور عثمان

میرا مددگار اور جنت میں رفیق ہے۔

حضرت طلحہ نے کہا :

اللہم آپ درست فرماتے ہیں اور پھر واپس ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج امام احمد نے کی اور ترمذی نے اسے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے مختصراً ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا۔

لکل بنی رفیق و رفیق عثمان

یعنی ہر بنی کا رفیق ہے اور میرا رفیق عثمان ہے۔

ترمذی نے جنت میں رفاقت کا ذکر نہیں کیا اور ایسے ہی حافظ ابو لقاسم نے موافقات میں نقل کیا ہے اور اس لفظ کا سیاق جنت میں رفاقت کی تخصیص ظاہر کرتا ہے۔

ایسے ہی پہلے اس سیاق سے حضرت ابو بکر کے حق میں روایت بیان ہو چکی ہے کہ دونوں میں سے ایک رفیق اُس وقت میں یا جنت میں ہو اور دوسرا رفیق آخر یا دوسرے سے آخر میں ہو بغیر اس کے کہ دونوں خبروں میں نہایت یا تضاد ہو۔
مطرف نے روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو انہوں نے مجھے فرمایا اے ابا عبد اللہ

مَا بِطَابِكَ عَنَا احب عثمان ؟
یاں ! اگر تو ایسے کہے۔

لقد كان اوصلنا للرحم والتقانا للرب
اس روایت کی تخریج صفوت میں ہوئی۔

امام حسن کا خواب :-

امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں عرش کے ساتھ معلق دیکھا۔ پھر ابو بکر کو دیکھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو کو پکڑ رکھا تھا۔ پھر حضرت عمر کو دیکھا انہوں نے حضرت ابو بکر کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے۔ پھر حضرت عثمان کو دیکھا۔ انہوں نے حضرت عمر کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے۔ پھر میں نے آسمان سے زمین کی طرف خون کھڑا دیکھا۔

امام حسن علیہ السلام نے یہ حدیث بیان فرمائی تو آپ کے پاس کچھ شیعہ لوگ تھے۔ انہوں نے کہا!

کیا حضرت علی کو دیکھا تھا ؟

امام حسن علیہ السلام فرمایا مجھ سے زیادہ کوئی نہیں چاہتا کہ یہ دیکھتا کہ حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے لیکن خواب یہی ہے۔

حضرت عثمان کیلئے دعائے رسول :-

ابو مسعود عقبہ بن عمرو نے کہا تم خواب میں دیکھنا حسن پر فرار پاؤ گے۔ یقیناً میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اور ہم نے جنگ میں مسلمانوں پر آنے والی مصیبتوں کو دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ عیش عسرت میں مسلمانوں کے چہروں پر کرب اور منافقتوں کے چہروں پر خوشی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ امر دیکھا تو فرمایا :-

وَاللّٰهُ لَا تَغِيبُ الشَّمْسُ حَتَّىٰ يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِرِزْقٍ

خدا کی قسم ! سورج غروب ہونے سے پہلے تمہیں اللہ تعالیٰ رزق دے گا۔

پھر جب حضرت عثمان کو علم ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول سچ کہتے ہیں تو انہوں نے
چوہہ اونٹنیاں خریدیں جن میں سے سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور
سات اپنے گھروالوں کی طرف بھیج دیں۔ جب مسلمانوں نے ان اونٹوں کو دیکھا تو ان
کے چہروں پر خوشی آگئی اور منافقوں کے منہ لٹک گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تبدیلی دیکھی تو فرمایا
کیا بات ہے۔

لوگوں نے کہا عثمان نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے ہاتھ مبارک بلند کر کے حضرت عثمان کے لئے ایسی دعا فرمائی جو نہ ان سے
پہلے کسی کیلئے فرمائی اور نہ اس کے بعد کسی کیلئے مانگی۔

اللّٰهُمَّ اعْطِ عُثْمَانَ وَافْعَلْ بِعُثْمَانَ

دعا مانگتے وقت آپ کے ہاتھ مبارک اتنے بلند تھے کہ میں نے آپ کی ٹہنیوں
کی سفیدی دیکھ لی۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

شام سے طلوع سحر تک :-

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب کے آغاز سے طلوع فجر تک جو دعا فرمائی، آپ
فرماتے تھے :-

اللّٰهُمَّ عُثْمَانَ رَضِيَتْ عَنْهُ فَارْضَ عَنْهُ

اللہ میں عثمان سے خوش ہوں تو اس سے خوش ہو جا۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالحسن خلعی اور صاحب صفوت نے کی
اور شبہ ہے کہ اس دعا کا سبب یا تو حضرت عثمان کا جیشِ عشرت کیلئے سامان
دینا ہے یا بشرِ رومہ مسلمانوں کیلئے خریدنا۔

اور واحدی نے بیان کیا یہ معلوم نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد حضرت
عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے حق میں نازل ہوا۔

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يَتَّبِعُونَ

مَا الْفَقُّوْا۔

وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اُس کا خود
فائدہ نہیں اٹھاتے۔

تو حضرت عثمان نے جیشِ عشرت کے لئے سامان دیا اور اللہ کی راہ میں
بشرِ رومہ خریدا کیا۔

ابو سعید سے روایت ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ
بلند کئے حضرت عثمان کے لئے دعا کرتے دیکھا۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی
آپ فرماتے تھے :-

يَا رَبِّ رَضِيَتْ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ

اے پروردگار میں عثمان سے خوش ہوں تو اس سے راضی ہو جا۔

آل محمد کیلئے ہدیہ :-

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان کیلئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعا فرماتے کا واقعہ اس طرح ہے کہ آل محمد کو مسلسل چار روز تک کھانے کو نہ ملا یہاں تک کہ ہمارے بچوں نے بھی کچھ نہیں کھایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا :-

یا عائشة هل اصبتم بعدی شیئاً ؟
اے عائشہ کیا میرے بعد تمہیں کوئی چیز پہنچی ؟
میں نے کہا کہان سے !

اگر اللہ عزوجل آپ کے ہاتھ پر نہ بھیجے ۔

پھر آپ نے وضو فرمایا اور تشریف لے گئے اور ایک مرتبہ ایک جگہ اور ایک مرتبہ دوسری جگہ نماز پڑھ کر دعا فرماتے ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر دن کے آخری وقت عثمان آئے اور اجازت طلب کی تو میں نے سوچا کہ اس سے پردہ رکھوں ۔ پھر میں کہا یہ شخص مکاشفہ صحابہ سے ہے ۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے پاس بھیجا ہو اس لئے ہو اور اس کے ہاتھوں بہتری ہو جائے تو میں نے اسے کہا اجازت ہے ۔

اُس نے کہا اقی جان ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں ؟
میں نے کہا بیٹا ! آل محمد نے چار روز سے کچھ نہیں کھایا ۔
اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ۔
تو آپ کہ جو گفتگو ہوئی بتا دی ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عثمان بن عفان رونے لگے اور کہا دنیا کے لئے پسندیدگی نہیں ۔

پھر کہا اے ام المومنین آپ پر جو بیتی ہے اس کا تذکرہ آپ نے مجھ سے

اور عبد الرحمن بن عوف اور ثابت بن قیس سے کیوں نہ کیا ، جو لوگوں میں زیادہ مال والے ہیں ۔

پھر عثمان چلے گئے اور ہمارے ہاں ایک اونٹ پر آٹا ، ایک اونٹ پر گندم ایک اونٹ پر کھجوریں اور تین سو درہم نقد بھیج دیئے ۔

پھر روٹیاں اور بہت سا شوربہ بھیجا اور کہا کہ آپ لوگ کھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا تیار کریں یہاں تک کہ آپ تشریف لے آئیں ۔

ثم اقسام علی ان یكون مثل هذا الا علمتہ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا :-

یا عائشة هل اصبتم بعدی شیئاً ؟

یعنی اے عائشہ کیا میرے بعد تمہیں کوئی چیز پہنچی ہے ؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ جب آپ گھر سے تشریف لے گئے تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل کبھی آپ کا سوال کر نہیں فرماتا ۔

آپ نے فرمایا تمہیں کیا پہنچی ہے ۔

میں نے کہا ایسے اور ایسے ایک اونٹ کا بوجھ آٹا اور ایک اونٹ کا بوجھ گندم

اور ایسے اور ایسے ایک اونٹ کا بوجھ کھجوریں اور تین سو درہم کی تمیلی اور مصفا کھال

روٹیاں اور بہت سا شوربہ ۔

آپ نے فرمایا، یہ سامان کس نے بھیجا ہے؟

میں نے کہا عثمان بن عفان نے۔ اور بتایا کہ عثمان ہمارے ہاں پر روپڑے تھے۔ اور دنیا کی تاپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو میٹھے کی بجائے مسجد میں تشریف لے گئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا:

اللہم قدر صیۃ عن عثمان فارض عنہ۔

یعنی الہی! میں عثمان سے خوش ہوں تو اس سے خوش ہو جا۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین میں کی۔

حلوے کا نذرانہ :-

یث بن ابی سالم سے روایت ہے اسلام میں سب سے پہلے میٹھا حلو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنایا۔ جب قافلہ خوراک کا سامان لایا تو انہوں نے شہد میں آٹا ملا کر حلو بنایا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بھیج دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اپنے سامنے رکھ کر اُس حلوے کو تناول فرمایا اور اُسے پسند کرتے ہوئے فرمایا یہ کس نے بھیجا تھا؟

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! عثمان نے بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

اللہم ان عثمان ترضاک فارض عنہ۔

الہی! عثمان تیری رضا کا طالب ہے تو اس سے خوش ہو۔

یوسف بن سہل انصاری اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا!

اللہم ارض عن عثمان بن عفان

یعنی الہی! عثمان بن عفان سے راضی ہو جا۔

یہ دونوں روایتیں ختمیہ نے قضاہ عثمان میں نقل کی ہیں۔

حلوے کا نام خبیص ہے :-

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب خوراک کا قافلہ آیا تو اُس میں حضرت عثمان بن عفان کے اُونٹ تھے جن پر آٹا، گھی اور شہد تھا۔ حضرت عثمان یہ اُونٹ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آپ نے اُن میں برکت کی دعا فرمائی۔

آپ نے ایک برتن میں گھی، آٹا اور شہد ڈال کر آگ پر رکھا اور حلو بنا کر فرمایا کھاؤ۔ فارس میں اس چیز کا نام خبیص ہے۔

اس روایت کی تخریج تمام نے اپنی کتاب فوائد میں اور طبرانی نے معجم

میں کی ہے۔

حضرت عثمان کے ہر قسم کے گناہ معاف ہو چکے ہیں :-

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا :-

عَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا عُمَانُ مَا قَدَمْتَ وَمَا آخَرْتَ وَمَا
اسْرَرْتَ وَمَا اَعْلَنْتَ وَمَا اخْفَيْتَ وَمَا اَبْدَيْتَ
وَمَا هُوَ كَاتِنٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

یعنی اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا جو تو نے پہلے کیا اور جو
بعد میں کیا اور جو چھپ کر کیا اور جو اعلان نہ کیا اور جو پوشیدگی میں کیا اور جو ظاہر کیا
اور جو قیامت تک کرے گا۔

حضرت عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کی نماز جنازہ :-

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ایک شخص کے جنازہ پر تشریف لائے تاکہ اُس پر نماز جنازہ پڑھیں مگر آپ نے
اُس پر نماز جنازہ نہ پڑھی کسی نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اس
سے پہلے کسی پر نماز جنازہ نہ پڑھی ہو۔

آپ نے فرمایا یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ عزوجل اس پر
ناراض ہے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی اور غلی نے کی۔

حضرت عثمانؓ کی نماز جنازہ فرشتے پڑھیں گے :-

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے :-

یوم یموت عثمان تصلى عليه ملائكة السماء

یعنی جس روز عثمان فوت ہوں گے ان پر آسمان کے فرشتے
نماز پڑھیں گے۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بات عثمان کے ساتھ مخصوص ہے یا عام
لوگوں کے لئے ہے۔

آپ نے فرمایا عثمان کیلئے خاص ہے۔

اس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی اور یہ پہلے وفات عمر کے بیان میں

طویل حدیث میں بیان ہو چکی ہے۔

عثمان جنمو کے نبیا و آخرت میں ولی ہیں :-

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ہم مہاجرین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان لوگوں میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت
عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت
سعد بن ابی وقاص بھی موجود تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

لَيَنْهَضَنَّ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ اِلَى كَفْتِهِ

یعنی تم میں سے ہر شخص اپنے کفو کی طرف اُٹھے۔

پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان کی طرف اُٹھے
اور اُن سے معانقہ کرتے ہوئے فرمایا اے عثمان تو دنیا و آخرت میں میرا ولی ہے
اس روایت کی تخریج بخاری نے اور ملاسنے اپنی سیرت میں
کی اور اُس سے حافظ ابن عبید بن جابر نے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے :-

انت ولی فی الدنیا والآخرۃ۔

یعنی تو دنیا و آخرت میں میرا ولی ہے۔

سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا۔

حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ قیامت کے دن سب سے پہلے حساب کس کا ہوگا؟

آپ نے فرمایا ابوبکر کا۔

میں نے پوچھا ان کے بعد کس کا حساب ہوگا؟

آپ نے فرمایا عسمر کا

میں نے پوچھا ان کے بعد کس کا حساب ہوگا؟

آپ نے فرمایا اے علی! پھر تمہارا حساب ہوگا۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! عثمان کہاں گئے؟

آپ نے فرمایا انہیں نے پہرے میں ضرورت بیان کی تو عثمان نے یہ دے میں ضرورت پوری کر دی، تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ قیامت کے دن عثمان کا حساب نہ ہو۔

حضرت عثمان کا حساب ہوگا۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابن بشران نے کی اور اس مفہوم کی روایت ابن سمان نے موافق میں مزید الفاظ کے ساتھ کی کہ۔

میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سب سے پہلے حساب کے لئے کسے بلایا جائے گا؟

آپ نے فرمایا مجھے، اور میں قیامت کے دن جب تک اللہ چاہے گا اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا۔

میں نے کہا آپ کے بعد کس کا حساب ہوگا؟

آپ نے فرمایا پھر عمر ابوبکر سے دو گنا وقت کھڑا رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔

میں نے کہا یا رسول اللہ پھر کس کا حساب ہوگا؟

آپ نے فرمایا اے علی! پھر تمہارا حساب ہوگا۔

میں نے کہا یا رسول! عثمان کہاں گئے؟

آپ نے فرمایا عثمان حیاء دار آدمی ہے۔ میں نے اپنے رب سے دُعا مانگی کہ اسے حساب کیلئے نہ کھڑا کیا جائے تو میں اس میں سفارش کروں گا۔

الہی عثمان کا حساب پوشیدہ رکھنا۔

ابی امامہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق سے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی!

یا رسول اللہ! سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟

آپ نے فرمایا ابوبکر تیرا

میں نے پوچھا پھر کس کا حساب ہوگا؟

آپ نے فرمایا عسمر کا

یہ نے پوچھا پھر کس کا حساب ہوگا؟
آپ نے فرمایا علی کا۔

یہ نے عرض کی عثمان کا حساب؟
آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ عثمان کا حساب مجھے ہمیشہ کر دے تو اس کا حساب نہیں ہوگا وہ میرے ذمہ ہے۔
اس روایت کی تخریج انجندی نے کی اور کہا کہ حافظ ابو بکر نے دوسری روایت میں کہا کہ آپ نے فرمایا: عثمان نے میری ایک ضرورت پوشیدہ طور پر پوری کی تو میں نے دعا کی اہی! عثمان کا حساب چھپا کر لینا۔

تضاد نہیں :-

ان دونوں روایتوں میں تضاد نہیں بلکہ پہلی کو اس پر محمول کرنا ہوگا کہ آپ نے دعا فرمائی کہ عثمان کا حساب لوگوں کے سامنے ظاہر طور پر نہ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر دیا۔ ادریہ روایت اس روایت کو شامل ہے جو پہلے حضرت ابو بکر کے حق میں گزری کہ ان کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور اس روایت حضرت ابو بکر کا یہ کہنا کہ سب سے پہلے کس کا حساب لیا جائے گا، اس سے مراد ہے کہ اول کس کا حساب ہوگا اس دلیل کے ساتھ کہ سب سے پہلے زمین شری ہوگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ پھر ان کا حساب نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

پہلی خط مفصل پتیلی :-

ابی سعید موطی ابی سعید انصاری سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان کے محاصرہ کے دن ان کے پاس گیا تو ایک شخص اُن پر تلوار سونت کر کھڑا تھا۔ پھر اُس نے تلوار چلائی تو آپ نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا اور آپ کا ہاتھ کٹ گیا۔
حضرت عثمان نے فرمایا :
”خدا کی قسم! یہ پہلی پتیلی خط مفصل ہے۔“
اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی۔

حضرت عثمان کا وہ اعزاز جو ابو بکر و عمر کو حاصل نہیں :-

حضرت عبدالرحمن بن مہدی نے کہا کہ حضرت عثمان کیلئے دو چیزیں ایسی ہیں جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو حاصل نہیں۔

قرآن مجید کا درست نسخہ :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اہل شام کی جنگوں میں شامل تھے اور اہل عراق کے ساتھ مل کر انہوں نے آذر بایجان اور آرمینیا کو فتح کیا تھا تو حذیفہؓ قرأت قرآن میں لوگوں کے اختلاف سے گھبرا گئے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں عرض کی اے امیر المؤمنین اس اُمت کو دیکھیں کہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ کے اختلاف کی طرح کتاب میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ کے ہاں پیغام بھیجا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید کا وہ نسخہ بھیجیں جو مصاحف میں ناسخ ہو۔ ہم آپ کو بعد میں واپس کر دیں گے اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ نے قرآن مجید کا وہ نسخہ بھیج دیا تو حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن حارث، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبداللہ بن حارث بن ہشام کو حکم دیا کہ وہ اس نسخہ کے مطابق قرآن مجید تحریر کریں۔ پھر آپ نے قریش کی جماعت کو فرمایا کہ اگر تم میں اور زید بن ثابت کے درمیان قرأت قرآن کا اختلاف ہو جائے تو قریش کی زبان میں لکھیں۔ کیونکہ قرآن مجید انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔

پھر جب قرآن پاک کا نسخہ تحریر ہو گیا تو آپ نے اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ کا نسخہ واپس کر دیا اور اس نسخہ کے مطابق نسخے لکھوا کر بھیج دیئے اور حکم دیا کہ اس کے علاوہ جو نسخے ہوں انہیں جلا دیا جائے۔ اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

حضرت عثمانؓ کی دس خوبیاں :-

ابو بشیر رحمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو یہ فرماتے سنا کہ میرے پردہ نگار کے ہاں میرے دس اختباء ہیں :-
میں اسلام میں چار میں سے چوتھا ہوں۔
میں نے جلوسِ محبت کے لئے سامان فراہم کیا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پر قرآن جمع کیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا، جب وہ فوت ہو گئیں تو آپ نے دوسری بیٹی میرے نکاح میں دے دی۔
میں ایسا مالدار نہیں ہوں جو جھوٹ سے مال جمع کرتا ہے۔
میں نے اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ کیونکہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی۔
میرے پاس دو بیویاں جمع نہیں ہوئیں مگر میں نے جناب رقیہؓ کو اس میں آزاد رکھا اگر میرے پاس نہ ہوتی تو اس کے بعد اُسے آزاد کر دیتا۔
میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زینت نہیں کی۔
میں نے کبھی چوری نہیں کی۔

حضرت عثمانؓ کی شان میں قرآن :-

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

الَّذِينَ يَتَّقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا
يَتَّبِعُونَ مَا انْفَقُوا

اور آپ کا دعائے رسول اور تمام رات عبادت کرنے میں اختصاص ہے
چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمانؓ کے حق میں نازل ہوئی۔

۱ من هو قانت اناة اللیل ساجداً و قائماً یحذر

الآخرة و یرجو رحمة ربہ۔

اس روایت کی تخریج واحد، حاکمی اور فضائی نے کی۔

محمد بن حاتم سے روایت ہے، کہا کہ میں نے حضرت علیؑ سے سنا۔ آپ

فرماتے تھے یہ آیت حضرت عثمانؓ کے حق میں ہے۔

ان الذین سبقک لہم من الحسنى۔

اس روایت کی تخریج حاکمی نے کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عثمانؓ

کے حق میں نازل ہوئی۔

هل یستوی هو و من یامر بالعدل و هو علی

صراط مستقیم۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

ساتویں فصل



حضرت عثمانؓ کا حضرت عمرؓ کے بعد افضل ہونا

اس فصل کی احادیث اصحاب ثلاثہ اور اصحاب اربعہ کے باب میں ابن عمرؓ وغیرہ

کی حدیث سے پہلے گزر چکی ہیں تاہم پھر دیکھیں۔

نزال سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ حضرت عثمانؓ اپنے

دور خلافت میں ہم باقی رہنے والوں سے بہتر تھے اور ان تک کوئی نہیں پہنچتا۔

اس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان، قلعی اور صاحب صفوت نے کی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے صحابہ کے مشورہ

کے بعد حضرت علیؓ سے کہا کہ میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کوئی بھی عثمانؓ کے برابر نہیں تو

آپ پر محبت قائم نہیں ہوگی۔

علی بن موفی کا جواب :- علی بن موفی سے روایت ہے کہ میں ایک سرد

رات میں کھڑا تھا اور ٹھنڈا پانی چمک رہا تھا۔ میں نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور نماز پڑھی اور ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر فارغ ہوا تو میری آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ پھر میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ قرآن کریم اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے ؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! لقد رخیبہ و اشوکہ یسٹھا اور کڑوا ہے ؟ آپ پھر بھی خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! ایمان قول و عمل اطاعت کے ساتھ زیادہ اور معصیت کے ساتھ کم ہوتا ہے ؟ آپ پھر بھی خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! حضرت عمر حضرت ابو بکر کے بعد ہیں۔ پھر میں حضرت عثمان کے بارے میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے ان سے حیار آتا ہے اور میں نے کہا حضرت علی حضرت عمر کے بعد ہیں ؟

آپ نے فرمایا: عمر کے بعد عثمان، ان کے بعد علی اور پھر فرمایا عمر کے بعد عثمان اور پھر علی۔

پھر آپ نے میرا بازو پکڑ کر فرمایا اے علی بن الموفق رات کو جاگنا میری سنت ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔

اس روایت کی تحریک حافظ سلمیٰ نے کی۔

آٹھویں فصل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان کیلئے جنت کی گواہی دیتے ہیں

اس فصل کی احادیث عشرہ مبشرہ اور اصحاب اربعہ کے باب میں گذر چکی ہیں۔ اصحاب ثلاثہ کے بارے میں حدیث ابو موسیٰ، حدیث انس، حدیث عائشہ حدیث زید بن ارقم، حدیث عبدالرحمن بن عوف اور حدیث سعید بن زید، اور خصائص کی فصل میں زید بن اسلم اور طلحہ بن عبداللہ کی حدیث خصائص عثمان میں پہلے بیان ہو چکی ہے جن میں ہے کہ آپ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں ہوں گے۔

عبداللہ بن حوالہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان اُسے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

يَهْجُمُونَ عَلَيَّ رَجُلًا يَبَاطِحُ النَّاسَ مَدَاثِرَ بِلَدٍ
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُن سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا :-
"عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں، آپ کی دو بیٹیاں اُن کی زوجیت میں آئیں اور اُن کا گھر جنت میں ہے۔
اس روایت کی تخریج سہمان نے موافقت میں کی۔

عثمان جنت میں ہیں :-

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے اور پھر جب اترے تو فرمایا :-

"عثمان في الجنة" یعنی عثمان جنت میں ہیں۔
اس روایت کی تخریج حاکمی نے کی۔

جنتی سے بغض رکھنے والا :-

عبداللہ بن ظالم سے روایت ہے کہ سعید بن زہیر کے پاس ایک شخص نے آکر کہا میں عثمان سے زیادہ بغض رکھتا ہوں کہ کسی اور چیز سے اتنا بغض نہیں رکھتا۔

اُنہوں نے کہا وہ شخص کتنا بُرا ہے جو جنتی انسان سے بغض رکھتا ہے۔
اس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی شب جنت عدن میں داخل ہوا تو میرے ہاتھ میں ایک سیب آگیا۔

اُس کی آنکھوں پر نور کے پتے ہیں۔

میں نے کہا تو کس کے لئے ہے ؟

اُس نے کہا آپ کے بعد آنے والے خلیفہ عثمان بن عفان کے لئے۔

اس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی اور حاکمی نے مزید روایت

بیان کی کہ اُس خور نے کہا آپ کے بعد شہید ہونے والے خلیفہ کے لئے۔

اور ملا نے حضرت انس سے روایت بیان کی اور اس کے الفاظ

یہ ہیں کہ :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو

جہیر میں نے مجھے سیب دیا پھر آپ نے باقی مضمون کی حدیث بیان کی اور فرمایا کہ اس خور عین نے کہا کہ میں ظلماً شہید کئے گئے مظلوم خلیفہ عثمان کے لئے ہوں اور یہ لفظ نہیں کہے کہ آپ کے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے۔

حضرت عثمان کے جنت کو واجب کرنے والے کام

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے بئیر رومہ اور مسجد نبوی کی توسیع کے

لئے زمین خریدی۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک شخص سے ایک احاطہ خرید کیا تو اُس نے پھر دوبارہ کہا کہ مجھے اس کے دس ہزار درہم دیں۔ حضرت عثمان نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا
 اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَدْخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَمْعًا
 بِاسْنٍ وَمَبْتِغًا وَقَابِضًا وَمَقْبِضًا۔

پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہوئی بات آپ پر دس ہزار مزید ادا کرنا واجب کرتی۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی نے کی۔

نویں فصل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقون الاولون صحابہ میں سے تھے اور آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو ہجرتیں فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں آپ کے جلالہ عقد میں آئیں۔ وہ اہل بدر اور بیعت رضوان والوں میں شامل ہونے کے باوجود ان میں شمار ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

اور یہ ان صحابہ میں سے ایک ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت خوش تھے۔

پہلے بیان ہوا ہے کہ عشرہ مبشرہ کے علاوہ کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث حرا میں اور اصحاب ثلاثہ کے بارے میں آنے والی احادیث اُحد و شہیر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کے لقب

سے ملقب کیا۔

حضرت عثمان حق و ہدایت پر تھے :-

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنقریب بپا ہونے والے بہت بڑے فتنہ کا ذکر فرمایا۔ پھر ایک شخص سر پر رومال باندھے گذرا تو آپ نے فرمایا :-

هَذَا يَوْمٌ مَشَى عَلَى الْحَقِّ لَعْنَةُ يَهُودٍ يَوْمَئِذٍ اُسُ رُوزِ حَقِّ پَر تھتا۔
پھر حضرت عثمان غنی کا بازو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہ شخص یہ ہے۔

آپ نے فرمایا ہاں !

اسی مقہوم کی حدیث ترمذی نے مرہ بن کعب البہری سے نقل کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

”یہ اس روز ہدایت پر ہوگا اور حضرت عثمان کی جانب کھڑے ہو کر آپ نے اس کے مابعد کا ذکر کیا۔“
ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

مرہ بن کعب البہری سے روایت ہے کہ ہم مدینہ منورہ کے ایک رستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا
كَيْفَ تَصْنَعُونَ فِي فِتْنَةِ نِسْرَتِي اَقْطَارِ الْاَرْضِ مَا تَهَاوِيَهَا كُفْرَ

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ! کس کے ساتھ ہوگا ؟

آپ نے فرمایا !

عَلَيْكُمْ بِهَذَا وَاَصْحَابِهِ اَوْ اتَّبِعُوا هَذَا وَاَصْحَابِهِ
پھر لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی خدمت میں لائے اور عرض کی یا رسول اللہ وہ یہ ہیں ؟
آپ نے فرمایا ہاں !

اس روایت کی تخریج ابو حاتم اور احمد نے کی۔

فتنہ و اختلاف کی پیشگوئی :-

ابن حبیب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا کہ حضرت عثمان غنیؓ نے محصور ہونے کے دنوں لوگوں سے بات کرنے کی اجازت لیکر فرمایا : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔

اِنَّهَا تَكُونُ فِتْنَةٌ وَاخْتِلَافٌ اَوْ اَخْتِلَافٌ وَّفِتْنَةٌ
کہ یہ فتنہ اور اختلاف یا اختلاف اور فتنہ ہوگا۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے لئے کیا حکم ہے ؟

آپ نے حضرت عثمان بن عفان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ اور اس کے ساتھ تم پر امین ہیں۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت عثمانؓ ابن اُمت :-

کعب سے روایت ہے، کہا کہ مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ کی کتاب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔ تو اُسے معاویہ اس اُمت کے معاملہ میں اللہ کو یاد رکھو۔

پھر دوسری آواز دی کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی اور پھر تیسری مرتبہ اس کا اعادہ کیا۔

اس روایت کی تخریج انصاری نے کی۔

حضرت عثمانؓ میدانِ محشر میں کیسے آئیں گے :-

زید بن ابی اوفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابہ کے درمیان بھاٹی چارے کی حدیث کے ضمن میں روایت بیان کرتے ہیں کہ اس میں ہے پھر آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو بلایا اور فرمایا، اے اباعمر و قریب آؤ، اے اباعمر و قریب آؤ۔ حضرت عثمانؓ آپؐ کے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ ان کا کندھا آپؐ کے کندھے سے مل گیا۔ آپؐ نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ فرمایا یسحان اللہ۔

پھر آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھا اور ان کی چادر کو ہاتھ پر رکھ کر فرمایا :-

میں نے تیری چادر تیری گردن پر رکھ دی۔

پھر فرمایا اے اباعمر و! تیری اہل آسمان میں بڑی شان ہے رقم میرے حوض پر آؤ گے اور تمہاری شہ رگ سے خون بہہ رہا ہوگا میں پوچھوں گا تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟

تم کہو گے نلال اور فلاں نے۔ اور یہ کلام جبریل کا ہے۔

ابو النخیر حاکمی نے اسی قدر نقل کیا ہے جبکہ ابوالقاسم دمشقی نے مواخت کی پوری حدیث نقل کی ہے جو عشرہ مبشرہ کے باب میں پہلے نقل ہو چکی ہے۔

بیچارہ دجھائی پر حد لگوا دی :-

عبد اللہ بن عدی بن خیاری بن مسور بن مخزوم نے کہا کہ اُس سے عبد الرحمن بن اسود بن جلیفوت نے کہا تم حضرت عثمانؓ سے اُن کے بھائی ولید کی بات کیوں نہیں کرتے جبکہ اکثر لوگ اس سے ناخوش ہیں۔

پھر جب حضرت عثمانؓ نماز کے لئے تشریف لائے تو میں نے کہا مجھے آپؐ سے ایک کام ہے اور اُس میں آپؐ ہی کی بھلائی ہے۔

حضرت عثمانؓ نے کہا اے شخص تجھے اللہ کی پناہ!

پھر میں واپس آگیا تو حضرت عثمانؓ کا آدمی مجھے بلانے آگیا میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا، ہاں! بتاؤ وہ بھلائی کی کیا بات ہے؟ میں نے کہا! اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپؐ پر کتاب نازل فرمائی اور آپؐ اُن میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا۔ آپؐ نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپؐ کے

اندر از راہ ہدایت کا مشاہدہ کیا ہے جبکہ بہت سے لوگ ولید کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ میں نے کہا نہیں! مگر آپ کی وہ باتیں مجھ تک پہنچ گئی ہیں جو ایک پر وہ نشین کنواری عورت تک کو پہنچ چکی ہیں۔

حضرت عثمان نے فرمایا، ابا بعد! یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور میں بھی آپ پر ایمان لایا اور اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت گزاروں میں تھا۔ جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کی ہیں۔

میں نے آپ کی بیعت کی اور خدا کی قسم نہ میں نے کبھی آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی آپ کو دھوکہ دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ سے بھی میرا ایسا ہی معاملہ رہا اور پھر حضرت عمرؓ کی بھی اسی طرح میں نے اطاعت کی۔ پھر مجھے خلافت حاصل ہو گئی تو کیا خلافت کا جو حق ان لوگوں کو حاصل تھا مجھے حاصل نہیں ہے؟

میں نے کہا کیوں نہیں! آپ کو وہی حق حاصل ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا: تو پھر وہ کیسی باتیں ہیں جو مجھے تم سے پہنچ رہی ہیں؟

تاہم ولید کے بارے میں جو تم کہتے ہو ہم انشاء اللہ اس کو اس میں پکڑیں گے۔

پھر آپ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا: ولید کو کوڑے لگائیں تو انہوں نے اُسے حد کے تحت اُسی کوڑے لگائے۔

حصین بن منذر سے روایت ہے کہ جب ولید بن عقبہ شراب پی کر حضرت عثمان کی طرف آیا تو حضرت عثمان نے حضرت علیؓ سے کہا بادجو اس کے کہ یہ میرا عَم زاد بھائی ہے اس پر حد قائم کریں۔ چنانچہ اُسے چالیس کوڑے لگائے گئے۔

حضرت عثمان کی چھینک :-

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان حضورؐ رسالتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہیں چھینک آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے عثمان کیا تمہیں خوشخبری دوں؟ حضرت عثمان نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا:

”یہ جبریلؑ جو مجھے اللہ عز و جل کی خبر دے رہے ہیں کہ جسے چھینک آئے اور تین چھینکیں آئیں تو اُس کے دل میں ایمان ثابت ہے۔“

اس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی نے کی اور کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جسے تین چھینکیں آئیں اور وہ حضرت عثمان کی طرح حیاء و ایقان کے مقام پر ہو۔

یہ کہتا ہوں یہ حکم اُس تک نہیں پہنچتا بلکہ اگر حدیث صحیح ہے تو اس کا ظاہر
عموم پر ہے اور یہ تخصیص مومنوں کے لئے ہوگی۔

حضرت عثمان ستر ہزار افراد کی سفارش کرینگے :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

يُشْفَعُ عُثْمَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا عِنْدَ الْمِيزَانِ
مَنْ أَمْتِي مِمَّنْ اسْتَوْجِبُوا النَّاسَ -

یعنی عثمان قیامت کے دن میزان کے وقت میری امت کے ستر ہزار
ایسے افراد کی سفارش کریں گے جن پر جہنم واجب ہو چکا ہوگا۔

ابن امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
يَدْخُلُ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أَمْتِي الْجَنَّةَ مِثْلَ أَحَدِ

الْحَيَيْنِ رُبْعَةً وَمَضَرَ -

یعنی میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے ربعہ اور مضر کے قبیلوں کی
لا تعداد لوگ جنت میں جائیں گے۔

بعض نے کہا یہ شخص عثمان بن عفان ہوں گے۔

دونوں روایتیں ملائے اپنی سیرت میں نقل کیں۔

حسن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

يُشْفَعُ عُثْمَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي مِثْلِ رُبْعَةٍ وَمَضَرَ

یعنی حضرت عثمان قیامت کے دن ربعہ و مضر قبیلوں کی مثل میں شفاعت

کریں گے۔

اس روایت کی تخریج حاکمی قزوینی نے کی۔

حضرت خلیلؑ کے مشابہ :-

مسلم بن یسار سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے

شبیہ ابراہیم علیہ السلام وان الملا نكحة

لنستدجی منه -

یعنی یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہ ہے اور فرشتے
اس سے حیاء کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج ذہبی نے مختلف میں اور بغوی نے فضائل میں کی۔

اور پہلے متعدد مناقب میں بیان ہوا کہ حضرت عثمانؓ، حضرت ہارونؓ کے مشابہ
ہیں تو احتمال ہے کہ فرشتوں کے ان سے حیاء کرنے کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ
کے مشابہ ہوں یا بعض صفات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے و بعض صفات
میں حضرت ہارون علیہ السلام کے مشابہ ہوں۔

حضرت عثمانؓ کی نگاہ بصیرت :-

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس آیا اور ایک اجنبی عورت

کو دیکھنے لگا۔

حضرت عثمان نے اس کی طرف دیکھا تو تعجب سے فرمایا :-

ہات ! تم میں ایک شخص میرے پاس آیا ہے۔ جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے ؟

اُس شخص نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وحی آنے لگی ؟

حضرت عثمان نے فرمایا نہیں ! بلکہ قول حق اور فراست صدق ہے۔

اس روایت کی تخریج ملائد نے اپنی سیرت میں کی۔

دشمن عثمانؓ کی سنرا :-

نافع سے روایت ہے کہ جب جہاد غفاری نے حضرت عثمانؓ کا عصا لیکر اُن کے کمرے پر توڑ دیا تو اُس کے پاؤں کو گوشت خورد مرض نے پکڑ لیا۔

دشمنانِ عثمانؓ کی بربادی :-

ابن قلابہ سے روایت ہے میں شام میں دستوں کے ساتھ تھا ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا : یا ویلا لا التار

میں نے اُٹھ کر دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں ران تک کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھیں اندھی

اور چہرہ بیڑھا ہے۔

میں نے اُس سے پوچھا تیرا یہ حال کیسے ہوا ؟

اس نے کہا ! بکروہ کے دنوں میں میں حضرت عثمانؓ کے گھر کے اندر داخل ہوا جب میں اُن کے قریب ہوا تو اُن کی بیوی نے چیخ ماری۔ میں نے اُن کے مُنہ پر نقیر مار دیا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے بجلی کی کڑک نے پکڑ لیا۔ میں وہاں سے بھاگتا ہوا نکل آیا تو میرا یہ حال ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ اور وہ صرف آگ کو پکارتا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ دور ہو جا اور وہ دُور ہٹ گیا۔

یہ دونوں روایتیں ملائد نے اپنی سیرت میں نقل کی ہیں۔

قبر کی جگہ بتا دی :-

مالک سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ گھاس کے ایک قطرے پر سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک صالح شخص دفن ہوگا تو وہاں پر پہلے حضرت عثمانؓ ہی دفن ہوئے۔

اس روایت کی تخریج تلعی نے کی۔

سُنّتِ رسولؐ کا اہتمام :-

عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہا کہ میں ابنِ سَود کے ساتھ عزفات سے نکل کر مزدلفہ میں آیا اور مغرب و عشاء کی نماز دونوں کی اذان و اقامت کے

ساتھ ادا کی اور سو گئے۔ جب کسی نے کہا کہ فجر ہو گئی تو فجر کی نماز ادا کی۔ پھر کہا کہ یہ دونوں نمازیں ہم نے ان کے وقت سے آخر پر اسی جگہ ادا کیں جہاں مغرب پڑھی تھی۔ کیونکہ لوگ یہاں رات کا کچھ حصہ گزارتے ہیں اور پھر فجر اس وقت میں ادا کرتے ہیں۔

پھر ٹھہر کر چلے تو کہا: امیر المؤمنین کو یہ طریقہ پہنچا ہے تو وہ پہنچ جائیں گے کہا کہ عبداللہ ابھی فارغ نہیں ہوا تھا کہ حضرت عثمان پہنچ گئے۔

حضرت عثمان کی نماز کسوف :-

ابن شریح خزاعی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ میں سورج گرہن لگا اور عبداللہ بن سعود مدینہ منورہ میں تھے۔ کہا کہ حضرت عثمان لوگوں کے ساتھ نکلے اور نماز کسوف کی دو رکعتیں ادا کیں اور ہر رکعت میں دو سجدے ادا کئے۔ پھر واپس آکر اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور عبداللہ بن سعود ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کی طرف بیٹھ گئے۔ اور ہم لوگ عبداللہ کی طرف بیٹھ گئے تو انہوں نے کہا:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم فرماتے تھے تو جب تم سورج گرہن اور چاند گرہن کو دیکھو تو نماز کے لئے نکلو کیونکہ تم درستے جلنے کے وقت غفلت میں نہیں ہو گے اور اگر تمہیں نہیں ڈرایا گیا ہو گا تو جب بھی تمہیں

بھلائی پہنچے گی تو اس سے اکتساب کرو گے۔
اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

ونزل قرآن :-

۱۔ محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت عثمان پوری رات میں ایک رکعت نماز ادا کرتے اور اس ایک رکعت میں پورا قرآن ختم فرماتے۔

۲۔ محمد بن سیرین ہی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کی بیوی نے کہا کہ جب لوگ ان کو قتل کرنے کیلئے ان کے گھر کے چکر کاٹ رہے تھے وہ پوری رات قیام فرما کر ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

حضرت عثمان کا قیام اللیل :-

عثمان بن عبدالرحمن تیمی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رات مقام میں ضرور غلبہ کرتی ہے۔ پھر جب ہم رات کا کچھ حصہ قیام کرتے تو اپنی جگہ سے نکل جاتے اور پھر دوبارہ اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے۔ مگر ہمارے درمیان حضرت عثمان بن عفان ایک ایسے شخص میں جو نماز کی رکعت سورہ فاتحہ سے شروع کرتے ہیں اور ختم قرآن یعنی والانس تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر رکوع وسجود کرتے ہیں پھر اپنی نعلین پکڑ لیتے ہیں تو میں نہیں جانتا کہ اس سے پہلے نماز میں کچھ پڑھ چکے ہیں یا نہیں۔ یعنی آپ ایک رکعت میں رات کو پورا قرآن مجید ختم کرتے ہیں مگر تھکن کے

آثار ظاہر نہیں ہوتے۔

اس روایت کی تخریج ملا اور حاکمی نے کی۔

حضرت عثمانؓ صائم الدہر تھے۔

۱۔ حضرت عثمانؓ کی ایک کنیز سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ غنی صائم الدہر تھے

اس روایت کی تخریج ابو عمر اور صاحب صفوت نے کی۔

۲۔ زہیر بن عبد اللہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حضرت

عثمان صائم الدہر تھے اور قائم اللیل تھے مگر رات کے پہلے جھٹے میں سو لیتے تھے۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

قیام میں ختم قرآن۔

عبد الرحمن بن عثمانؓ تیسری سے روایت ہے کہا کہ رات مقام پر ضرور غلبہ کرتی

ہے۔ جب غلبہ ہو تو میں کھڑا ہو گیا۔ جب میں کھڑا ہوں تو سر پہ رومال باندھ ہوتے ایک شخص نے میری جگہ کو تنگ کر دیا۔ جب میں نے اس پر نگاہ ڈالی تو وہ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے تو میں نے اپنا قیام موخر کر دیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ وہ قرآن کے سجدوں کے مقام پر سجدہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فجر ہو گئی تو انہوں نے اپنا وتر پورا کیا اور اس کے علاوہ کوئی رکعت نہ پڑھی۔ پھر وہ تشریف لے گئے۔

اس روایت کی تخریج شافعی نے اپنی مسند میں کی۔

شان عثمانؓ بزبان عثمانؓ۔

ابو نشور منی سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ پھر آپ کے پاس اہل مصر کا وفد آیا۔ میں وہاں سے چلا آیا۔ جب وفد واپس

چلا گیا تو میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

حضرت عثمانؓ نے مجھے فرمایا تو نے ان اہل مصر کو کیسا دیکھا؟

میں نے کہا میں نے ان کے چہروں پر شر دیکھا ہے۔

ان لوگوں پر امیر ابن عدس بلوی تھا۔ وہ منبر رسولؐ پر چڑھا۔ پھر ان کے ساتھ جمعہ

کی نماز پڑھی اور خطبے میں حضرت عثمانؓ کی تنقید کی۔

میں نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ابن عدس کے بارے میں بتایا تو

آپ نے فرمایا خدا کی قسم! ابن عدس جھوٹ بکتا ہے۔

اگر یہ ایسی باتیں نہ کرتا تو میں یہ ذکر نہ کرتا۔ خدا کی قسم میں پہلے چار اسلام لانے

والوں میں سے ایک ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے جاثم عقد میں اپنی بیٹی کو دیا

جب وہ فوت ہو گئیں تو آپؐ نے اپنی دوسری بیٹی کو میرے نکاح میں دے

دیا۔ میں نے دوجاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں نہ زینت کی اور نہ ہی

کبھی چوری کی۔

میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے نہ کبھی مال جمع کیا اور نہ ہی کبھی

مال دنیا کا تمنا کی ہے۔

میں نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے

کبھی اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا۔

میں نے قرآن مجید نورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے مطابق جمع کیا۔

میں جب سے اسلام لایا ہوں ہر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کرتا ہوں اگر ایک جمعہ کے دن غلام آزاد نہیں کر سکا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتا ہوں۔

اس روایت کی تخریج رازی اور فضائل نے کی۔

غلہ کے ایک ہزار اونٹ راہِ خدا میں :-

اس سے قبل حضرت عثمانؓ کے خضائع میں ان کے صدقات کے سلسلہ میں ان سے بھی بڑی بڑی باتیں بیان ہو چکی ہیں۔

تاہم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا تو حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں سے کہا :-

"تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس قحط سے نجات دے گا۔"

پھر جب اگلے دن تو ان سے پاس خوشخبری دینے وان آگیا کہ حضرت عثمانؓ کے پاس گندم اور سببِ خوراک کے ایک ہزار اونٹ آ رہے ہیں۔

کہا کہ پھر حضرت عثمانؓ غنیؓ کے پاس گندم اور دیگر اشیائے خوردنی کے ایک ہزار اونٹ آئے تو اگلے روز تاجر لوگ حضرت عثمانؓ کے ہاں پہنچ گئے

اور ان کے دروازہ پر دستک دی۔

حضرت عثمانؓ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے تو ان لوگوں میں وہ غلام بھی تھا جسے آپ نے آزاد کیا تھا۔

آپ نے ان سے پوچھا تم لوگ کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے گندم اور دیگر اشیاء خوردنی کے ایک ہزار اونٹ آئے ہیں آپ وہ ہمیں فروخت کر دیں تاکہ مدینہ منورہ کے ضرورت مندوں پر رزق کی وسعت ہو جائے۔

حضرت عثمانؓ نے انہیں فرمایا: اندر آ جاؤ۔ وہ لوگ اندر آ گئے تو ایک ہزار اونٹ کا بوجھ گندم وغیرہ کی صورت میں آپ کے گھر میں پہنچ چکا تھا آپ نے ان سے پوچھا کہ تم ملک شام کے نرخوں کے مطابق کیا نفع دو گے؟

انہوں نے کہا دس روپے کے چودہ روپے دیں گے یعنی دس روپے پر چار روپے منافع دیں گے۔

آپ نے فرمایا مجھے زیادہ ملتا ہے۔

انہوں نے کہا دس کے پندرہ سے ہیں۔

آپ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ منافع مل رہا ہے۔

انہوں نے کہا مدینہ کے تاجر ہمیں آپ کو کون زیادہ نفع دے رہا ہے؟

آپ نے فرمایا مجھے ایک روپیہ پر دس روپے منافع مل رہا ہے تم اس سے زیادہ دو گے؟

انہوں نے کہا نہیں! ہم اتنا منافع نہیں دے سکتے۔

آپ نے فرمایا اے تاجروں کی جماعت! اس پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے

یہ تمام اشیاء خوردنی مدینہ منورہ کے ضرورت مندوں کے لئے صدقہ کر دی ہیں۔
حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں رات کو سو گیا تو میں نے
خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے نور کی چادر پہن
رکھی تھی اور آپ کے ہاتھ مبارک میں نور کی چھتری اور پاؤں مبارک میں نعلین تھی۔
میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! آپ کی طرف
میرا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا! میں جلدی میں ہوں۔ عثمان نے ایک ہزار اونٹ کے بوجھ
گندم وغیرہ کا صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے عثمان اور اس کی بیوی کے لئے
دو محلہ لائے عروسی مقرر فرمائے ہیں۔ میں عرض عثمان کی طرف جا رہا ہوں۔
اس روایت کی تخریج ملا نے اپنی سیرت میں کی۔

فقراء حبسی خوراک :-

شرجیل بن مسلم سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ لوگوں کو امرامہ کا کھانا
کھانا کھلاتے اور خود زیتون کا تیل اور فقراء کا کھانا استعمال کرتے۔
اس روایت کی تخریج صاحب صفوت ملا اور فضائل نے کی۔

ردائے فقر :-

عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کو ان کے
ذو بدعت میں دیکھا۔ آپ جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور آپ
کے اُدھر جو کچھ اٹھا وہ چار یا پانچ درہم کا تھا۔ "خرجہ ملا"۔

حسن سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کی ردا کے بارے میں
پوچھا کہ کیسی تھی؟

کہا، بہت معمولی اور گھٹیا۔
پوچھا، اس کی قیمت کیا ہوگی؟

کہا! آٹھ درہم
پوچھا ان کی قیمت کیسی تھی؟

کہا، سنبل کی
پوچھا اس کی کیا قیمت ہوگی؟
کہا آٹھ درہم
کہا آپ کی نعلین کیسی تھی؟

کہا، ایری کی طرف سے اونچی ہوتی اور آپ کے پنجے کا درمیان حصہ زمیں پر نہ لگتا تھا،
اور اسے تسموں سے باندھ رکھا ہوتا۔

اس روایت کی تخریج بغوی نے اپنی معجم میں کی۔
ایک روایت میں مزید ان کے تہبند کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا،
وہ پاجامہ پہنتے تھے۔

غلاموں کو قصاص دیتے تھے :-

ابی فرات سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ نے اپنے غلام کو فرمایا میں نے

ایک مرتبہ تیرا کان مسلا تھا مجھ سے اس کا قصاص لے لے۔ تو اُس نے آپ کا کان پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا ذرا زور سے مسل۔ مجھے آخرت کی بجائے دنیا میں قصاص اور بدلہ دینا پسند ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافقت میں کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں جنت اور دوزخ کے درمیان ہوا اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ دونوں میں سے کدھر جانے کا حکم ہو گا تو میں اس کا علم ہونے سے پہلے ہلاک ہو جاؤں گا کہ مجھے دونوں میں سے کدھر جانا ہے۔

اس روایت کی تخریج ملا نے کی۔

آیاتِ محاصرہ میں استقامت :-

حماد بن زید سے روایت ہے کہا! اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین عثمان پر رحم فرمائے اُن کا چالیس سے زیادہ دن محاصرہ رہا آپ سے کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوئی جس میں بدعتی کے لئے حجت ہوتی۔

اس روایت کی تخریج فضائل نے کی۔

دورِ خلافت میں آپ کی سادگی :-

۱۔ حسن سے روایت ہے میں نے حضرت عثمان کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا آپ کی چادر آپ کے سر کے نیچے تھی کہ ایک شخص آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا پھر ایک اور شخص آیا اور وہ بھی آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ گویا آپ انہیں میں سے ایک ہوں۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

۲۔ اپنی الفاظ و معانی کی روایت غیثم نے بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا میں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان لمخاف لے مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا اور آپ کے ارد گرد کوئی بھی نہیں تھا حالانکہ آپ امیر المؤمنین تھے۔

اس روایت کی تخریج ملا نے کی۔

۳۔ اور یہ روایت ان الفاظ سے بھی بیان کی جب حضرت عثمان سو کر اُٹھے اور پھر کھڑے ہوئے تو آپ کے پہلو میں زمین کی کنکریوں کے نشانات تھے تو لوگوں نے کہا یہ امیر المؤمنین ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی توبہ :-

علقمہ بن وقاص سے روایت ہے کہ حضرت عثمان لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے۔ عمرو بن عاص نے کھڑے ہو کر کہا! اے عثمان آپ لوگوں کی گردنوں پر سوار ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں گے تو لوگ بھی ضرور توبہ کریں گے۔ حضرت عثمان نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، اے نابغہ کے بیٹے تو یہاں ہے؟

پھر آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

یا اللہ! میں تیری طرف پہلا توبہ کرنے والا ہوں۔ اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

برائی کو روکنا :-

سیمان بن موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کو کچھ لوگوں کے بُرائی میں مبتلا ہونے کا پتہ چلا تو آپ اُن کے پاس گئے تو انہیں اس امر قبیح میں مبتلا پایا۔ اُن لوگوں نے آپ کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔

فحمد الله اذ لم يصادفهم واعتقق رقبه -
اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے صفوت میں کی۔

گھروالے بھی شب زندہ دار تھے :-

زبیر بن عبداللہ کی دادی اور حضرت عثمان غنیؓ کی کنیز نے کہا حضرت عثمانؓ کے گھروالے رات کو نہیں سوتے تھے بلکہ شب زندہ دار تھے اور رات کے وقت آپ کو وضو کراتے۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر اور صاحب صفوت نے کی۔

دور عثمانؓ کشادگی کا زمانہ تھا :-

محمد بن سیرین نے کہا حضرت عثمانؓ کا زمانہ مال و دولت کی فراخی اور کشادگی کا عہد تھا۔ چنانچہ کنیز اپنے وزن کے ساتھ اور ایک گھوڑے اور ایک لاکھ درہم کے عوض فروخت ہوتی۔ ایسے ہی کھجوروں کے باغ کی قیمت ایک لاکھ درہم ہوتی۔

حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں رزق کی بہتات اور

خیر کثیر تھی۔

عثمانؓ میدان محشر میں کس طرح آئیں گے :-

ابن عمر سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عثمانؓ مع اپنی ازواج کے آئیں گے تو اُن کی شہرِ رگ سے خون بہہ رہا ہوگا اور اُن کا رنگ اور خون کا رنگ اور خوشبو کستوری کی خوشبو ہوگی۔

آپ کو نور کے مدخلے پہنائے جائیں گے اور پلصراط پر اُن کا تخت بچھایا جائے گا اور مومن اُن کے چہرے کی روشنی میں پلصراط کو پار کر جائیں گے اور آپ سے بغض رکھنے والوں کا اس میں حصہ نہیں ہوگا۔

دشمن عثمانؓ کی سزا :-

۱۔ علی بن زبیر بن جعدان سے روایت ہے کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے کہا اس شخص کا چہرہ دیکھو میں نے دیکھا تو اُس کا چہرہ سیاہ تھا۔ میں نے کہا! مجھے بتائیں کہ یہ کیسے ہوا؟

انہوں نے کہا! یہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیتا تھا۔ میں نے اسے رد کا سگر یہ نہ رکھا تھا۔ تو میں نے کہا الہی! یہ تو ان دونوں بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے نامعلوم اس کا کیا حال رہے جو ان سے پہلے دونوں بزرگوں یعنی ابو جحز و عثمانؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ الہی! حضرت علیؓ و عثمانؓ کو گالیاں دینے پر اس سے ناراض ہے تو مجھے اس میں نشانی دکھا۔ تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

۲۔ یہی روایت خثیمہ سے بھی مروی ہے اُس نے کہا میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا بیٹھے سے پہلے اُس شخص کو جا کر دیکھ پھر میں تجھ سے بات کروں گا۔ میں نے اُسے جا کر دیکھا اور پھر سعید بن مسیب کو بتایا کہ میں نے اُسے دیکھا ہے۔ اُس کا ہم سفید اور چہرہ سیاہ ہے۔

سعید نے کہا یہ شخص حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو گالیاں دیتا تھا۔ میں نے کہا اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جائے تو اس کے منہ پر پھنسیاں لگی آئیں اور اس کا منہ سیاہ ہو گیا۔

حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کی محبت

حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں کہا گیا کہ انسان کے دل میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کی محبت کبھی جمع نہیں ہو سکتی؟

انہوں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔ میرے دل میں دونوں کی محبت جمع ہے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہمارے دلوں میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کی محبت جمع ہے اور الحمد للہ! ہم ایسے ہی ہیں۔

شانِ عثمانؓ بزبانِ علیؓ

۱۔ اس سے قبل حضرت عثمانؓ کے حضائے میں حضرت علیؓ کا یہ ارشاد گزر چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ ہم سے صلہ رحمی کرنے والے اور رب سے ڈرنے

والے تھے۔

۲۔ اُم عمرو بنت حسان بن یزید بن ابی الغض سے روایت ہے اور حضرت احمد بن حنبل

نے کہا کہ یہ بوڑھی خاتون یعنی اُم عمرو صادقہ ہے۔ اس خاتون نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں کوفہ میں بڑی مسجد میں گیا تو حضرت علیؓ منبر پر تشریف فرما ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور پھر آپ نے بلند آواز سے تین مرتبہ فرمایا اے لوگو، اے لوگو، اے لوگو تم عثمانؓ کے حق میں زیادتی کرنے ہو جبکہ میری مثل اور اُن کی مثل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَنُوعِنَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غُلٍّ اخَوَانًا عَنِ سَوَرٍ مَقَابِلَيْنِ
اور ہمارے سینوں سے کینوں کو کھینچ لیا گیا اور ہم ایک دوسرے کے سامنے
تختوں پر بیٹھے ہیں۔

اے لوگو! یہ آیت ہمارے لئے خاص ہے۔

قاتلِ عثمانؓ پر لعنت

اور اسی سے روایت ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اُن کو شہید کرنے والا قتل ہو، اللہ کی لعنت اُس پر جس نے عثمانؓ کو قتل کیا۔

۱۔ قرآن مجید۔

حضرت علی نے فرمایا! میں اور طلحہ اور عثمان و زبیر اس طرح ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وتوعدنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سر متقا بلین۔
ان دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی۔

ہم بھائی ہیں فرمان علیؑ۔

محمد بن حاطب سے روایت ہے میں کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں حجاز کا ارادہ رکھتا ہوں۔ لوگوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو اس میں کیا کہوں؟
آپ اُس وقت تکیہ سے ٹپک لگائے تشریف فرما تھے میری گزارش سن کر آپ اٹھ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا! اے ابن حاطب تو چاہتا ہے کہ میں عثمان کے بارے میں بات کروں۔

خدا کی قسم! میں اُمید رکھتا ہوں کہ میں اور بھائی عثمان اُن ہیں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وتوعدنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سر متقا بلین
اور ہمارے سینوں سے کینوں کو کھینچ لیا گیا اور ہم ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

محمد بن حاطب سے ہی روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا عثمان ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لبس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح بما طعموا

اس روایت کی تخریج ابن حرب طائی نے کی۔

ثابت بن عبد سے روایت ہے، کہا آل حاطب سے ایک شخص حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المومنین میں مدینہ منورہ کی طرف جا رہا ہوں اور وہاں کے لوگ مجھ سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھیں گے تو میں انہیں کیا بتاؤں؟

حضرت علی نے فرمایا، اُن سے کہنا کہ حضرت عثمان ان لوگوں سے ہیں۔
آمنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا
واللہ یحب المحسنین۔

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا۔
فوسیر فی عثمان الی کذا سمعت و اطعت

حضرت عثمان کا جنت میں گھر۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے مسجد نبوی میں اضافہ کیا تو حضرت علی نے فرمایا، جو کیا کتنا اچھا کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔

من بنی مسجد ابنی اللہ لہ بیتا فی الجنة۔

یعنی جو مسجد بنانا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

حضرت عثمان کے نام پر نام :-

ابن سعید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کے پہلو میں ایک لڑکا دیکھا۔ میں نے اُس سے زیادہ خوبصورت نہ کوئی لڑکا دیکھا ہے اور نہ لڑکی۔ میں نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے

آپ کے پہلو میں یہ جوان کون ہے ؟

آپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا عثمان بن علی ہے۔ میں نے اس کا نام عثمان بن عفان

کے نام پر رکھا ہے۔

اور حضرت علی نے اپنے ایک بیٹے نام حضرت عمر بن خطاب کے نام پر عمر اور حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس کے نام پر عباس اور ایک بیٹے کا نام تمام لوگوں سے بہتر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر محمد رکھا تھا جبکہ آپ کے بیٹوں کے نام حسن و حسین اور محسن حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھے تھے اور آپ ہی نے اُن تینوں کا حقیقہ کیا تھا اور اُن کے سر کے بال اُتر داکر باؤں کے ہم وزن سونا تقسیم فرمایا تھا اور اُن کے یہ نام رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافقت میں کی۔

ایک دوسرے کیلئے استغفار :-

سحید بن مسیب سے روایت ہے کہ

شیطان کے ورغلا نے سے حضرت علی اور حضرت عثمان کے مابین نزاع پیدا ہو گیا مگر اُن میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے سے تعلق ختم نہیں کیا بلکہ دونوں میں سے ایک کھڑا ہوتا تو دوسرے کے لئے استغفار کرتا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

حضرت علی نے حضرت عثمان کی برائی نہیں کی :-

محمد بن حنیفہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان کی تونگری کا شکوہ کیا۔

محمد بن حنیفہ کہتے ہیں کہ اس پر میرے باپ یعنی حضرت علی نے ایک خط دیکر کہا کہ حضرت عثمان کے پاس جا کر کہو کہ لوگ آپ کی تونگری کا شکوہ کرتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زکوٰۃ و صدقہ کے بارے میں یہ حکم ہے تو اس پر عمل کریں۔ میں نے حضرت عثمان کی خدمت میں جا کر یہ بات عرض کی۔ تو اگر حضرت عثمان نے کوئی بری بات کی ہوتی تو اس خط میں اُس کا ذکر ہوتا۔

اس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

خلیفہ کا حق :-

ارطاة بن منذر سے روایت ہے کہ امام حسن بن علی علیہم السلام حضرت عثمان کے گھر سے نکلے تو ان کی ملاقات اپنے والد گرامی حضرت علی سے ہوئی۔ حضرت علی نے اُنہیں فرمایا، بیٹا! کیا تجھ پر میرا باپ ہونے کا حق ہے؟ حضرت حسن نے کہا، خلیفہ کا حق باپ کے حق سے بڑا ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن مناک نے کی۔

پسران عثمان و علی :-

ابہر بن میرز سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حج کے دنوں دو حسین و جمیل گورے رنگ کے فوجیوں کو کعبے کا طواف کرتے دیکھا اور لوگ بھی اُن کے ساتھ طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ دونوں کون ہیں؟ کسی نے بتایا یہ حضرت علی اور حضرت عثمان کے بیٹے ہیں۔

میں نے کہا! کیا تو نے دیکھا کہ انہوں نے ایک دوسرے کے گھروں میں شادیاں کر رکھی ہیں اور اکٹھے حج کر رہے ہیں اور ہمارے لوگ ایک دوسرے پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔

دیکھنے کے کہ یہ دونوں ایک تو عبد اللہ بن حسین تھے اور دوسرے محمد بن عمرو بن عثمان تھے جن کی والدہ فاطمہ بنت حسین تھی۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

بیچے اور پر نہ کرو :-

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ اُن سے کسی نے حضرت علی اور حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے پوچھنے والے کو فرمایا!

اللہ تیرا بڑا کرے تو مجھ سے اُن کے بارے میں پوچھتا ہے جن میں سے ہر ایک مجھ سے بہتر ہے۔ تو چاہتا ہے کہ میں ایک کو بیچے اور دوسرے کو ادھر پر کر دوں۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

عثمان و علی ابن عمر کی نظر میں :-

سعید بن جعد سے روایت ہے کہ ابن عمر کے پاس ایک شخص آیا اور اُن سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا۔

حضرت ابن عمر نے آپ سے عمل کے محاسن بیان کئے پھر فرمایا: تیرا خیال ہو گا کہ شاید میں اُن کی برائی بیان کر دوں گا؟ اُس نے کہا ہاں!

حضرت عمر نے کہا اللہ تجھے ناک کے بل گرائے۔

پھر اُس نے حضرت علی کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عمر نے حضرت علی کے عمل کے محاسن بیان کئے اور کہا اُن کا گھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھروں کے درمیان تھا، اور کہا شاید تو انہیں برا جانتا ہے؟ اس نے کہا ہاں!

حضرت ابن عمر نے کہا اللہ تجھے ناک کے بل گرائے نکل جا۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

بھائی اور دوست :-

براد بن عازب سے روایت ہے کہ:-

عثمان کو گالی نہ دو وہ میرا بھائی اور دوست ہے۔

علی کو گالی نہ دو وہ میرا بھائی اور دوست ہے۔

اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم میں سے کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ساعت ٹھہرنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔
اس روایت کی تخریج ابن حجر نے کی اور یہ براء پر موقوف ہے اور شاید مرفوع ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہ کیا ہو۔

گناہوں کی معافی :-

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ میں خارج بن زبید نامی شخص کے پاس ٹھہرا۔ اُس نے خود کو کپڑے میں ڈھانپ رکھا تھا اور کہتا تھا اللہ کے بندے عثمان امیر المؤمنین عفت والے ہیں، اُن کے بہت سے گناہ دور اوتوں میں اور یقیہ چار راتوں میں معاف ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج ابن عساک اور ابن ابی دنیانے کی۔

اور اس سے پہلے صراحت و وضاحت سے اصحاب اربعہ اور اصحاب ثلاثہ کے ذکر میں اس کے مثل احادیث بیان ہو چکی ہیں اور اس ضمن میں تشکیلی احادیث سے کلام ہوا اور مطلوب امر پر دلالت کرنے والی وجہ بیان ہوئی اور جنت میں اُن کے لئے خورین کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔

خوافت کے بعد فوت ہونگے :-

اسود بن علال نے اپنی قوم

کے ایک شخص سے روایت بیان کی ہے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ حضرت عثمان جب تک خلیفہ نہیں بنیں گے فوت نہیں ہوں گے۔

ہم نے کہا، تم نے کیسے جان لیا؟
کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے :-

روایت اللیلۃ فی المنام کان ثلاثۃ من اصحابی ودقوا۔ (المحدث)

یعنی میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میرے اصحاب میں سے تین قریب ہیں۔

اور اصحاب ثلاثہ کے باب میں یہ بھی گزر چکا ہے اور اس میں دقیق بحث ہے تو پھر دیکھیں

حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے اپنی موت کے وقت وصیت نامہ لکھوایا
جب آپ خلیفہ کے ذکر پر پہنچے تو بیہوش ہو گئے اور حضرت عثمان نے حضرت عمر کا
نام لکھ دیا۔ جب حضرت ابوبکر کو سوش آیا تو حضرت عثمان کو فرمایا خلافت کے لئے

کس کا نام لکھا تھا؟

حضرت عثمان نے کہا حضرت عمر کا۔

حضرت ابوبکر نے کہا اگر آپ اپنا نام لکھ بیٹے تو یقیناً اس کے اہل تھے۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

دوسری روایت اسی معنی کی :-

یزید بن سلم نے اپنے باپ سے روایت کی حضرت عثمان حضرت ابوبکر کے بعد

خلیفہ ہونے والے کے بارے میں وصیت نامہ لکھنے لگے تو حضرت ابوبکر نے اُنہیں فرمایا

کہ کسی کا نام مت لکھیں تو انہوں نے کسی کا نام نہ لکھا اور حضرت ابوبکر پر بیہوشی طاری ہوگئی
حضرت عثمان نے وصیت نامہ پکڑا اور اُس میں حضرت عمر کا نام لکھ دیا۔ کہا کہ جب حضرت
ابوبکر کی بیہوشی دور ہوئی تو فرمایا ہمیں وصیت نامہ دکھاؤ۔ پھر جب آپ نے وصیت نامہ
میں حضرت عمر کا نام دیکھا تو فرمایا یہ کس نے لکھا ہے؟
حضرت عثمان نے کہا میں نے لکھا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے خدا کی قسم
اگر آپ اپنا نام لکھ لیتے تو بھی ضرور آپ اس کے اہل تھے۔
اس روایت کی تخریج ابن عثرہ بعدی نے کی۔

خلافت عثمان کی پیشگوئی :-

حدیثی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ سے موقف میں پوچھا گیا کہ آپ کے بعد
کون خلیفہ ہوگا؟

آپ نے فرمایا عثمان بن عفان

اس روایت کی تخریج غیبیہ بن سلیمان نے کی اور یہ خبر کشف و اطلاع سے ہے
نہ کہ وصیت۔

حارث بن مضرب نے کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کیا تو حدی خوان نے
کہا ان کے بعد امیر عثمان ہوں گے اور جب حضرت عثمان کے دور میں اُن کے ساتھ حج کیا تو
حدی خوان کے کہا ان کے بعد حضرت علی امیر ہوں گے۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے اپنی معجمین کی اور قتیبہ نے نقل کیا اور کہا
میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ دو حج کئے اور حدی خوان سے دوسرے حج میں
یہ بات سنی۔

خلافت و فتوحات :-

حضرت عثمان غنی نے ۱۰ محرم الحرام بروز ہفتہ ۳۴ھ ایک ہجوم میں لوگوں
سے خلافت کی بیعت لی جبکہ حضرت عمرؓ کی تدفین کو تین روز ہو چکے تھے۔ اس کا
بیان ابن قتیبہ اور ابو عمر وغیرہ نے کیا۔

حضرت عثمان نے اپنے غلام حمران کو دربان بنایا اور قلمدان مروان بن حکم
کے سپرد کیا۔

اس کا ذکر خجندی وغیرہ نے کیا اور آپ کی مہر پر اُمت باللہ مخلصاً
منقوش تھا۔

بعض نے کہا آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے :-

اُمت باقذی خلق فسوی

بعض نے کہا آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے :-

لتصربن او لتذمن

اس کا ذکر خجندی نے بھی کیا۔

اور آپ کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی تھی جس سے آپ ہر

لگاتے تھے۔ پھر وہ انگوٹھی آپ سے بٹرا لیں میں گر گئی جس کا ذکر قبل از یہی حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت اور پھر حضرت عثمان کی خلافت کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔ ابن قتیبہ نے حضرت عثمان غنی کی خلافت کے زمانہ میں پہلے اسکندریہ فتح ہوا پھر افریقہ، پھر قبرص، پھر روم کے سواحل اور آخری چٹانیں اور پہلا فارس فتح ہوا۔ بعد ازاں خوز اور آخری فارس فتح ہو گیا۔ پھر طبرستان، دارا الجرد کرمان اور سجستان فتح ہوا، اور پھر جزیروں میں رہنے والے عجیبوں پر فتح حاصل کی۔ پھر افریقہ میں قبرص کے قلعے، ساحل اردن اور مرد کا علاقہ فتح ہوا۔

ان فتوحات کے بعد ماہ ذوالحجہ ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت واقع ہو گئی۔

مجلس شوری کا مشورہ :-

عمر بن مہرون سے روایت ہے کہ جب ثور نے حضرت عمرؓ کو خنجر مارا تو ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض کی اپنے بعد خلیفہ کی وصیت فرمادیں۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ سوائے ان لوگوں کے اس امر کا حق کسی کو نہیں جن پر پر اپنے وقت وصال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش تھے تو ان کے نام یہ ہیں:- حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔

کہا کہ عبداللہ بن عمر موجود تھے اور ان کے لئے امر خلافت میں کوئی چیز نہ تھی جس طرح ان کے لئے تعزیت تھی۔

مجلس شوری کا قیام :-

پھر جب حضرت عمر فاروق فوت ہوئے تو ان کی تدفین سے فارغ ہو کر یہ اعیان اکٹھے ہو گئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا تم اپنا یہ امر خلافت خود میں سے تین افراد مقرر کر لو۔

حضرت زبیر نے کہا میں حضرت علی کو منتخب کرتا ہوں اور اپنا دوث انہیں دیتا ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا میں اپنی طرف سے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو نامزد کرتا ہوں۔

حضرت طلحہ نے کہا میں اپنی طرف سے حضرت عثمان کو نامزد کرتا ہوں۔ پھر حضرت علی، حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف تینوں علیحدگی میں گئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے دوسروں سے کہا کہ تم دونوں امر خلافت سے الگ ہو جاؤ اور اس کے لئے چھوڑ دو خدا کی قسم اس کا اسلام فتح و فساد ان سے افضل ہے اور یہ اصلاح پر حلیں ہیں۔ کہا کہ علی و عثمان دونوں بزرگ خاموش ہو گئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا کیا تم اپنا امر مجھ پر چھوڑتے ہو؟ خدا کی قسم کیا علی تم میں افضل نہیں ہیں۔

انہوں نے کہا ہاں افضل ہیں تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ سابق الاسلام ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی ہیں۔

اگو یہ تم پر خلیفہ نہیں تو ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت عثمان کو علیحدگی میں لائے اور یہی باتیں ان کیلئے کہیں۔

پھر جب عہد لپکا ہو گیا تو انہوں نے حضرت عثمان سے کہا ہاتھ لائیں میں آپ کی بیعت کروں۔ پھر ان کے بعد حضرت علی نے اور پھر دوسرے لوگوں نے اُن کی بیعت کی۔

اس روایت کی تخریج بخاری اور الاحقاف نے کی۔

بیعت سیرت شیعین پر :-

ابن جوزی نے ”منہاج اہل الاصابۃ فی محبة الاصابۃ“ کتاب میں یہ روایت اس طرح بیان کی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے حضرت علی اور حضرت عثمان سے کہا کیا آپ دونوں اپنا معاملہ میرے سپرد کرتے ہیں؟ دونوں حضرات نے کہا ہاں! حضرت عبدالرحمن نے حضرت علی سے کہا کیا آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی سیرت پر بیعت کر لیں گے؟

حضرت علی نے فرمایا علاوہ ازیں اجتہاد رائے سے بھی کام لوں گا۔ حضرت عبدالرحمن کو خوف پیدا ہوا کہ اس طرح یہ مباح کام میں رخصت سے کام لیں گے اور سیرت شیعین سے اس تشدد کی تالیف سے اس امر کو نہیں اٹھا سکیں گے۔

پھر انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ سے کہا کیا آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سیرت پر بیعت لیں گے؟

حضرت عثمان نے فرمایا ہاں! پھر انہوں نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی۔

حضرت عثمان غنیؓ ایک غرضہ تک حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کی سیرت پر خلافت کے امر کو چلاتے رہے۔ پھر مباحثات میں رخصت دینے لگے اور اس بوجھ کو نہ اٹھا سکے یہاں تک کہ لوگ اُن کا انکار کرنے لگے۔

مدینہ منورہ کے ایک گروہ کا مشورہ

حضرت سوان بن محرزہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ کے ایک گروہ کے لوگ جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے تو حضرت عبدالرحمنؓ نے انہیں فرمایا : تم میں سے امر خلافت کا مستحق کوئی نہیں۔ ہاں اگر تم چاہو تو خود میں سے کسی کو پسند کر لو۔

اُن لوگوں نے حضرت عبدالرحمنؓ ہی کو اس امر کے لئے مقرر کیا۔ پھر جب انہوں نے اپنے امر کا والی بنانا چاہا تو لوگوں نے حضرت عبدالرحمنؓ کو گھیر لیا اور اُن کی طرف مائل ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے دوسرے لوگوں میں سے کسی کو اس امر کی بیروی کرتے نہیں دیکھا۔

لوگ حضرت عبدالرحمنؓ کی طرف مائل تھے، اُن سے مشورہ کرتے تھے اور اس رات اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے۔ جب اس رات کی صبح ہوئی تو ہم نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لی۔

رات بھر جاگتے رہے

مسنور کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف تھوڑی سی نیند لینے کے بعد میرے گھر تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی۔ میں بیدار ہوا تو انہوں نے آپس میں

مشورہ کیا۔ پھر مجھے بلا کر کہا کہ حضرت علیؓ کو بلا لاؤ تو یہ لوگ اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تو انہوں نے مجھے کہا۔ حضرت عثمانؓ کو بلا لاؤ۔ میں اُن کو بلا لایا تو وہ اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان دینے والے سے ان دونوں کو الگ الگ کر دیا۔

پھر جب فجر کی نماز پڑھی گئی تو یہ جماعت منبر کے قریب جمع ہو گئی۔ بعد ازاں حضرت عبدالرحمنؓ نے دیگر مہاجرین و انصار اور لشکروں کے سپہ سالاروں کو بلوایا اور یہ لوگ حضرت عمرؓ کے ساتھ دلیل پر موافقت رکھتے تھے۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف نے توجید و رسالت کی گواہی دیکر کہا :۔

اے علیؓ! میں نے لوگوں کے امر میں دیکھا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی حضرت عثمانؓ سے اعراض نہیں کیا، کیا آپ اپنی ذات پر یہ راستہ نہیں اپنائیں گے؟

اور حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میں اللہ کے طریقہ پر اور اُس کے رسول کے طریقہ پر اور آپ کے بعد آپ کے دونوں خلفاء کے طریقہ پر ان کی بیعت کرتا ہوں۔

پس حضرت عبدالرحمنؓ نے بیعت کی اور مہاجرین و انصار نے اور امراء عساکر اور دیگر مسلمانوں نے بیعت کر لی۔

حضور عشرہ مبشرہ پر خوش تھے :-

سہل بن مالک اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی کچھ فرمایا کہ لوگو مجھے ابوسکر سے کوئی برائی نہیں پہنچی تو اس کے لئے یہ امر جان لو۔

اُسے لوگو! میں عمر، علی، عثمان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، سعید بن مالک اور عبدالرحمن بن عوف اور مہاجرین اولین سے خوش ہوں تو اُن کے لئے یہ امر تم جان لو۔

اس روایت کی تخریج خلعی نے اور حافظ دمشقی نے اپنی معجم میں کی۔ اسی بناء پر حضرت عمرؓ نے امر خلافت کے لئے اپنی لوگوں کو مخصوص کیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تخصیص فرمائی تھی حالانکہ عام حکم میں مہاجرین اولین پر خوش ہونے کا ذکر بھی آپ نے فرمایا تھا۔

اور آپ کا یہ ارشاد حجۃ الوداع کے بعد اور آپ کے وصال کے قریبی زمانہ کا ہے اور حضرت عمرؓ کا اس پر اعتماد کرنا اس کی تائید کرتا ہے اور اگرچہ اس سے بعد اس کے باقی رہنے کی اصل ہے۔ لیکن اس کا قرب زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ اس پر اعتماد کا مرتبہ سونا اور دوسرے حکم رضا زیادہ بعید ہے اور اگر جائز ہے تو وہ مرجوح ہے۔

اور اس امر سے لوگوں کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت باقی دسویں پر خوش تھے اور اگر یہ مراد ہو تو ان میں حضرت

سعید بن زید داخل ہیں تو وہ موجود تھے کیونکہ وہ اُمرائے عساکر میں سے تھے اور پہلے حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ لوگ اس سال میں موجود تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت و الحجۃ کی آخری تاریخوں میں ہوئی۔

اور اس پر یہ وجہ تنقیص دلالت کرتی ہے یعنی سعید بن زید کا داخل ہونا کہ وہ اس سال میں موجود تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے سفینہ کی حدیث ہے جس میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حج سے واپس آکر جمعہ کا خطبہ دیا تو حدیث سفینہ بیان کی۔

حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ اس روز انہوں نے حضرت سعید بن زید کو منبر کی طرف بیٹھے ہوئے پایا تو یہ اس پر دلالت کرتا ہے جو ہم نے بیان کیا کہ عشرہ مبشرہ اور ان کے علاوہ مہاجرین پر بھی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت خوش تھے۔ لیکن ان میں رضا پر تخصیص اُن کے تعین کے ساتھ نہیں ہو سکتی جیسا کہ عشرہ مبشرہ کے بارے میں وارد ہوا اور ان کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا اور نقص راجح ہے۔

چنانچہ امر خلافت کے لئے حضرت عمرؓ نے اس پر اعتماد کیا اور یہ اُن کے علاوہ سعید وغیرہ رضی اللہ عنہم کے ذکر سے اعتدال میں محمد بن جریر طبری کے جواب سے اولیٰ ہے۔ جب اُسے پوچھا گیا کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کو باوجود اُن کی جلالت شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی قربت و منزلت کے حضرت عمرؓ نے اُن کو شورعی کے چھ افراد میں شامل نہیں کیا۔

انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے سابقین اور اہل بدیہ میں سے لوگوں کا انتخاب کیا تھا اور حضرت عباس نہ مہاجر میں نہ سابق اور نہ بدیہ ہیں اور اس پر یہ اعتراض ہے

کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ دونوں بدر میں موجود نہ تھے اور اگر کہیں کہ ان دونوں کے لئے اہل بدر کا ثواب اور غنیمت کا حصہ ثابت ہے تو وہ بدریوں میں گئے جائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ سعید بن زید کے ساتھ اشکال ہے کیونکہ وہ پہلے اسلام لائے والوں اور مہاجرین سے ہیں اور وہ بدر میں موجود نہ تھے مگر یہ کہ انہیں بدر کا اجر اور غنیمت کا حصہ دیا گیا تو اس پر دونوں کا حکم ہے۔

تو جانیں کہ اگر یہ حالت ان پر تخصیص اور ان کے علاوہ سے ان کی تخصیص کے ذکر کا موجب نہیں مگر اس کو حدیث مذکور متفق ہے جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا اعتماد کیا۔ واللہ اعلم

تمام اہل شوریٰ کی پسند

حضرت اسامہ بن زید، حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ اس رات تمام اہل شوریٰ کو بلایا گیا اور ہر ایک کے مناقب بیان کئے گئے اور کہا تو امر خلافت کا اہل ہے۔ تو اگر تو کسی کو پسند کرے تو وہ کون ہے۔ کہا کہ اگر میں پسند کروں تو وہ عثمان ہوں گے۔

حضرت عثمانؓ ظلماً شہید کئے جائینگے :-

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کا ذکر فرمایا تو حضرت عثمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا :-

يَقْتُلُ فِيهَا هَذَا مَظْلُومًا - یعنی اس فتنے میں انہیں ظلماً شہید کیا جائے گا۔
اس روایت کا تخریج مصابیح الحسان میں کی گئی۔

دوسری روایت :-

اور ترمذی نے اسے نقل کیا تو حضرت عثمان کے لئے حضور علیہ السلام سے یہ الفاظ بیان کئے :-

يَقْتُلُ مَظْلُومًا - اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری روایت :-

احمد بن حنبل نے اس روایت کو بیان کرتے ہوئے حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے کہ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو دیکھ کر فرمایا یقتل فیما ہذا المقنع یومئذ مظلوماً۔ یعنی اس فتنے میں یہ سر پر رد مال باندھنے والا ظلماً قتل کیا جائے گا۔

حضرت عثمان مظلوم ہیں :-

موسیٰ بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی منڈیر پر تشریف لائے اور حضرت طلحہ مسجد میں مشرق کی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عثمان نے انہیں فرمایا طلحہ طلحہ نے کہا بلیک یعنی میں موجود ہوں۔

حضرت عثمان نے فرمایا طلحہ!

میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

من یشتری قطعۃ یزیدھا فی المسجد۔ یعنی کون ہے جو مسجد میں اضافے کے لئے اس قطعہ زمین کو خریدے۔
تو میں نے یہ زمین اپنے مال سے خرید کی۔

حضرت طلحہ نے کہا اللہم ہاں! آپ درست فرماتے ہیں۔

حضرت عثمان نے فرمایا اے طلحہ!

حضرت طلحہ نے کہا بلیک! یعنی میں حاضر ہوں۔

حضرت عثمان نے فرمایا!

”میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ میرے بارے میں جانتے ہیں کہ میں نے حبشِ عسرت میں سامان کے سوکودنٹ دیئے تھے؟“

حضرت طلحہ نے کہا خدا کی قسم ہاں!

پھر اس کے بعد طلحہ نے کہا، میں اس کے سوا نہیں جانتا کہ حضرت عثمان مظلوم ہیں۔

اس روایت کی تخریج دارقطنی نے کی۔

شہادت عثمان کے بعد بلائیں :-

اوزاعلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت کعب کی طرف پیغام بھیج کر بلوایا اور پوچھا،

اے کعب تو نے میری صفت کیسی پائی؟

کعب نے کہا میں نے آپ کی صفت ”قرنِ حدید“ پائی ہے۔

پوچھا! قرنِ حدید کیا ہے؟

کعب نے کہا، آپ کو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کہنے والے کی ملامت نہیں پکڑتی۔

پوچھا! پھر کیا ہوگا؟

کعب نے کہا! آپ کے بعد خلیفہ بننے والے کو اُمت ظلماً قتل کر دے گی۔
پوچھا! پھر کیا ہوگا؟

کعب نے کہا، پھر مصیبت اور بلا واقع ہوگی۔
اس روایت کی تخریج ابن صواک نے کی۔

اُمّ المؤمنین کا فتویٰ قاتل عثمان کیلئے :-

طلح بن حبیب سے روایت ہے کہ میں بصرہ سے مدینہ منورہ کی طرف نکلا۔ یہاں تک کہ
اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا
اور سلام عرض کیا۔

آپ نے پوچھا اے شخص تو کہاں سے آیا ہے؟
میں نے کہا میں بصرہ سے آیا ہوں۔

آپ نے پوچھا بصرہ کے کس قبیلہ سے آئے ہو؟
میں نے کہا بکر بن وائل سے!

آپ نے فرمایا بکر بن وائل کس قبیلہ سے ہیں؟
میں نے کہا قبیس بن ثعلبہ سے۔

آپ نے فرمایا یہ کون ہیں یعنی کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں؟

میں نے کہا اُمّ المؤمنین! قاتل عثمان میں حصہ لینے والوں سے ہیں۔

آپ نے فرمایا خدا کی قسم! عثمان کو ظلماً شہید کیا گیا۔ انہیں شہید کرنے والے پر

پر اللہ کی لعنت ہو۔

سرکارِ دو عالم کا افسوس فرمانا :-

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، کہا میں نے دیکھا کہ حضور رسالت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا اور فرمایا
کیف انتم ان اقتلتم امامکم و تجاوزتم
بأسیافکم و وارث دیناکم شرادکم؟ فتویل
لامتی! فتویل! لامتی! اذا فعلوا۔

یعنی تمہارا کیا حال ہوگا جو تم اپنے اماں سے لڑائی کرو گے اور اسے اپنی
تواریں سے قتل کر دو گے اور تمہاری دنیا کے وارث تمہارے شریک ہو گے
ہوں گے۔ میری اُمت کے لئے افسوس ہے، میری اُمت کے لئے افسوس
ہے۔ جب وہ اس کے نبی عثمان کے ساتھ ظلم کریں گے۔
اس روایت کی تخریج حاکمی نے کی۔

خدا کی تقدیر یہی تھی :-

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں
میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھے کہا کہ کیا میں عثمانؓ پر سختی کروں؟
جب اُس نے بات ختم کی تو میں نے اُسے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی زندگی میں ہم لوگ کیا کرتے تھے کہ آپ کی اُمت میں آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ
اور عمرؓ ہیں، پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ ہیں اور خدا کی قسم ہم جلتے تھے کہ

حضرت عثمان کو ناحق شہید کیا جاتے گا اور کبائریں سے کسی کا ارتکاب نہیں ہوا مگر اُن کا یہ مال و دولت ہے کہ اگر تمہیں دے دے تو تم خوش ہو جاتے ہو اور اگر وہ اپنے قریبیوں کو دے دیں تو تم ناراض ہو جاتے ہو۔

یقیناً تم چاہتے ہو کہ فارس اور روم کی طرح ہو جاؤ۔ اُن کا جو بھی امیر یا بادشاہ ہوتا اُسے قتل کر کے ہی پھوڑتے تھے۔

پھر حضرت ابن عمرؓ کی آنکھوں سے چار آنسو ٹپکے اور اُنہوں نے کہا حد کی قسم یہ آنسو آنکھوں میں واپس نہیں جاسکتے۔

اس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی۔

الہی عثمان کو صبر عطا فرما:-

حضرت زہیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

اللہم صبر عثمان بن عفان

یعنی الہی! عثمان بن عفان کو صبر عطا فرما۔

اس روایت کا تخریج خلیفہ بن سلیمان نے کیا۔

رسول اللہ کا عہد عثمانؓ سے:-

ابن سہل سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک دن گھر میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا اور میں اُس عہد پر صابر ہوں۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام احمد نے اس کی تخریج کی اور یہ الفاظ زائد کئے کہ قیس نے کہا کہ ہم اُنہیں یعنی حضرت عثمانؓ کو اُس روز دیکھ رہے تھے۔

حضرت عثمانؓ حوض کوثر پر کس طرح آئیں گے:-

زید بن روفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا:-

تورد علی الحوض وادد اجك تشخب وما قول!

من فعل بك هذا؟ منقول فلاں و فلاں۔

یعنی تم حوض کوثر پر ہمارے پاس آؤ گے تو تمہاری شہ رگ سے خون بہہ رہا ہو گا۔ تم سے جبریلؑ پوچھیں گے کہ یہ زخم کس نے لگایا؟ تو تم کہو گے کہ فلاں اور فلاں نے۔

اس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی اور اس سے پہلے اس معنی و مفہوم کی حدیث حضرت عثمانؓ کے بقیع سے ڈرانے کے باب میں ابن عمرؓ سے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مصر وغیرہ سے اُس امر میں معذرت کر لی جس کی بناء پر وہ طعن و تشنیع کرتے تھے اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔

بعد ازاں یہ لوگ پکڑے جانے والے خط کی وجہ سے پھر واپس وٹ آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مل کر کہا کہ ہم آپ کی معیت میں عثمان کی طرف کھڑا ہونا چاہتے ہیں۔

حضرت علی نے انکار کر دیا تو ان لوگوں نے آپ سے کہا کیا آپ نے ہمیں خط لکھ کر نہیں بلایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے تمہاری طرف ہرگز کوئی خط نہیں لکھا۔ اور آپ مدینہ منورہ سے باہر آگئے۔

پھر یہ لوگ حضرت عثمان کی طرف چلے گئے اور انہیں پکڑے جانے والے خط کے بارے میں بتایا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اس کا انکار کیا اور حلف اٹھا کر کہا کہ میں نے کوئی خط نہیں لکھا۔

بایں ہمہ ان لوگوں نے آپ کا محاصرہ کر لیا اور آپ اس پر صبر کرتے رہے اور آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان بات چیت جاری رہی۔

اسی ایام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے انہیں اپنے پاس روزہ افطار کرنے کو بھیج دیا۔ پھر لوگ حضرت عثمان کے گھر میں داخل ہو گئے اور آپ کو شہید کر دیا اللہ آپ سے راضی ہو

شہادت عثمان اور دیگر عنوانات :-

آپ کی شہادت: آپ کے محاصرہ کی مدت کے دوران لوگوں کے ناز پڑھنے اور

لوگوں کے ساتھ آپ کے حج کا بیان نیز آپ کے گھر میں کتنے لوگ تھے اور آپ کے محاصرہ کی مدت کتنی ہے۔

ابی سعید موسیٰ، ابی سعید انصاری سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے مصر کے وفد کی آمد کے بارے میں سنا تو آپ نے انہیں بلانا چاہا۔ انہوں نے جب سنا کہ آپ ملاقات کے لئے تیار ہیں تو وہ اس مکان کی طرف آگئے جس مکان میں آپ تشریف فرما تھے اور آپ سے کہا: قرآن کے ساتھ بلائیں۔ پس آپ نے قرآن کے ساتھ بلایا تو انہوں نے کہا سابعہ سے شروع کریں۔ انہوں نے سابعہ سورہ یونس کا نام رکھا تھا عقاب۔

حضرت عثمان نے سورہ یونس کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ اس آیت پہنچ گئے۔

قل اراکم ما انزل اللہ بحکم من رزق فی جعلتم
منہ حراما وحلالا قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ
تقتلون

تو مجھ :- آپ فرمائیں، بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف حرام حلال ٹھہرا لیا۔ آپ فرمائیں کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

انہوں نے کہا ٹھہر جائیں ہمیں بتائیں کہ رحمت سے کون سی جیت ہے جس کی اللہ نے آپ کو اجازت دی ہے یا اقتراء ہے۔

آپ نے فرمایا "امضہ" ایسے اور ایسے میں نازل ہوا ہے جبکہ حمی صدقہ

کے اونٹ میں ہے۔ پس جب اونٹ کا بچہ پیدا ہوتا ہے صدقہ کے اونٹ میں زیادہ ہوتا تو حئی میں زیادہ ہوتا ہے تو جب صدقہ کے اونٹ میں زیادہ ہو۔ کہا کہ وہ آپ سے آیت کے ساتھ آیت لیتے تو آپ فرماتے "امضہ" ایسے اور ایسے نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا تم چاہتے کیا ہو؟

انہوں نے کہا ہم آپ سے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے آپ کو معاہدہ کی شرطیں لکھ دیں کہ نہ لایچی توڑیں گے اور نہ جماعت متفرق ہوگی۔ آپ ان کی شرطوں پر قائم ہوئے اور فرمایا تم چاہتے کیا ہو؟ انہوں نے کہا آپ چاہتے ہیں کہ اہل مدینہ عطاء نہ لیں؟

آپ نے فرمایا نہیں! یہ مال اُس کیسے ہے جو اس پر جنگ کرتا ہے اور یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ کسے ہے۔

کہا کہ وہ راضی ہو گئے اور آپ کے ساتھ ملے اور راضی خوشی شہر کو چل پڑے کہا کہ پھر حضرت عثمان نے گھرے ہو کر خطاب کرتے ہوئے فرمایا سُنو! جس کی کھیتی ہے وہ اپنی کھیتی کے پاس رہے اور جس کے پاس دودھ دینے والی بکرے ہیں وہ اُس کا دودھ دوسے گھر یہ کہ ہمارے پاس تمہارے لئے دال نہیں۔ یہ مال اُس کے لئے ہے جو اس پر جنگ کرتا ہے یعنی یہ مال غنیمت مجاہدین کے لئے ہے اور یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ کسے ہے۔

کہا کہ لوگ غضبناک اور ناراض ہو گئے اور کہا! یہ بنی امیہ کا مکر ہے کہا کہ پھر اہل مصر واپس ہو گئے، اور وہ رستے ہی میں تھے کہ ایک سوار نے ان سے متہ موڑ لیا اور ان سے الگ ہو گیا۔ پھر ان کی طرف آیا اور انہیں گالیاں دینے لگا۔

انہوں نے کہا تجھے کیا ہو رہا ہے۔ ہم تجھے امان دیتے ہیں اپنا تعارف کراؤ۔ اُس نے کہا میں امیر المؤمنین کا قاصد ہوں اور مصر کے گورنر کی طرف جا رہا ہوں۔

انہوں نے کہا ہمیں تلاشی دے دو۔ پھر انہوں نے خط لکھ لیا جو حضرت عثمان کی زبان کا تھا اور اُس پر حضرت عثمان کی مہر تھی اور یہ خط مصر کے گورنر کی طرف لکھا گیا تھا کہ ان لوگوں کو یا مصلوب کر دو یا قتل کر دو یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو۔

یہ لوگ واپس مدینہ منورہ آگئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مل کر کہا کیا آپ نے دیکھا کہ اس خدا کے دشمن نے ہمارے بارے میں ایسے ایسے لکھا ہے۔ بیشک اللہ نے اس کا خون حلال کر دیا ہے آپ ہمارے ساتھ اُس کے پاس چلیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہارے ساتھ اس معاملہ میں کھڑا نہیں ہوں گا۔

انہوں نے کہا آپ نے ہمیں خط نہیں لکھا؟ یعنی ہمیں مصر سے خط لکھ کر نہیں بلوایا۔

آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تمہاری طرف کوئی خط نہیں لکھا۔ یہ سُن کر وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے اس کیلئے لڑتے ہو یا اس کیلئے غضبناک ہوتے ہو۔

پس حضرت علی دہاں سے نکلے اور مدینہ منورہ سے ایک بستی کی طرف چلے گئے اور وہ لوگ حضرت عثمان کے ہاں آگئے اور کہا کہ آپ نے ایسے اور ایسے لکھا ہے؟

حضرت عثمان نے فرمایا دو باتیں ہیں۔ یا تو مسلمان اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے رہیں یا اُس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ نہ میں نے خط لکھا اور نہ لکھوایا اور نہ ہی مجھے معلوم ہے۔
پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کس شخص کی زبان پر خط لکھا گیا ہے اور غم پر غم رگائی گئی ہے۔

اُن لوگوں نے کہا خدا کی قسم! آپ کا خون حلال ہے۔ پھر انہوں نے معاہدہ توڑ کر آپ کا محاصرہ کر لیا۔

دوران محاصرہ ایک روز آپ چھت پر تشریف لائے اور کہا اَللّٰمَّ عَلَیْکُمْ؛ تو کسی شخص نے وعلیکم السلام کہتے نہیں سنا گیا۔ سوائے اس کے کہ کسی شخص نے اپنے دل میں کہہ لیا ہو تو کہہ لیا ہو۔

پھر حضرت عثمان نے فرمایا! میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے بسر و مرہ خرید کیا اور مسلمان اُس سے بارش کی طرح مستفیض ہوتے تھے۔

بعض نے کہا ہاں یہ درست ہے۔

آپ نے فرمایا! مجھے ہی تم اس کنوئیں کے پانی سے روکتے ہو اور میں سمندر کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں۔

پھر فرمایا! میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے

سوائے اس کے کہ مسجد تنویر میں شامل کی ہے،

بعض نے کہا ہاں یہ درست ہے۔

آپ نے فرمایا کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جسے مجھ سے پہلے مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو؟

میں تمہیں خدا کو یاد دلا کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی شان میں متعدد باتیں سنی ہیں؟

کہا کہ پھر آپ کو دوسری مرتبہ چھت پر اُن سے باتیں کرتے دیکھا۔ آپ نے انہیں وعظ و تذکیر کی مگر انہوں نے آپ سے نصیحت نہ پکڑی اور اُن میں سے لوگ آپ کا وعظ سننے سے پہلے آپ سے نصیحت پکڑتے تھے۔ پھر جب آپ نے اُن پر بات لڑائی تو اُن سے نصیحت نہ پکڑتے یعنی آپ کی بات نہ سنتے۔

پھر آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا دروازہ کھول کر اپنے سامنے قرآن رکھو اور یہ کہ رات کو انہوں نے رات کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے انہیں فرمایا رات کو روزہ ہمارے پاس افطار کرنا۔

پھر ایک شخص اندر داخل ہوا تو حضرت عثمان نے اُسے فرمایا کہ میرے اور تیرے درمیان قرآن ہے تو وہ شخص آپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

پھر دوسرا شخص داخل ہوا تو آپ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان قرآن ہے مگر وہ آپ کی طرف تلوار لے کر لپکا۔ آپ نے اُس کے آگے ہاتھ کر دیا تو اُس نے ہاتھ کاٹ دیا۔ حضرت عثمان نے کہا خدا کی قسم! یہ پہلی خط مفصل مہمیل ہے۔

ابو سعید کے علاوہ حدیث میں ہے کہ بختری اندر داخل ہوا اور اُس نے تلوار ماری تو آپ کا بہتا ہوا خون اس آیت پر گرا۔

فشیخنا محمد بن عبد اللہ وهو السميع العليم -

پس تمہیں اللہ کافی ہے اور وہ سُسنے والا اور جلنے والا ہے۔

اور یہ قرآن میں ہے۔

ابن سید کی حدیث میں ہے بنت فرائصہ نے اپنی چادر لیکر اپنی گود میں رکھ لی اور یہ قتل سے پہلے ہے۔ پھر جب آپ شہید ہو گئے تو آپ نے رُخ پھیر لیا تو بعض نے کہا :-

قَاتِلْهَا اللَّهُ مَا عَظَمَ عَجِيزَتَهَا۔

تو میں نے جان لیا کہ اللہ کے دشمن سولے دینے کے کچھ نہیں جانتے۔

”آخر بہ ابوجاتم“

ابن قیس نے بیان کیا کہ آپ کے پاس آنے والوں میں اہل مصر سے محمد بن ابی

حنبلہ بن عقبہ بن ربیعہ بن زید اور کنانہ بن بشیر شکر میں ابن عدس بوی اور ریشہ میں سے حکیم بن جبلة عدی، سدوس بن عیسٰی الشنی اور ابن کوز کے آدمی تھے۔ ان لوگوں نے آپ پر اعتراض اٹھائے، آپ نے انہیں جواب دیا اور وہ خوش ہو گئے۔ پھر جب انہوں نے واپسی پر حضرت عثمان کی طرف سے مصر کے گورنر کے نام لکھا ہوا خط دیکھا جس پر آپ کی مہر تھی تو یہ لوگ غضبناک ہو کر حضرت عثمان کی طرف لوٹ آئے تو حضرت عثمان نے قسم کھا کر بتایا کہ نہ میں نے یہ خط لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ میں جانتا ہوں۔

انہوں نے کہا یہ آپ پر اور بھی سخت بات ہے کہ آپ کی مہر کو اور آپ کے قاصد کو بغیر آپ کے علم کے استعمال کیا گیا۔ تو اگر آپ کو اپنی ذات پر غلبہ حاصل ہے تو معزول ہو جائیں اور اگر آپ نے معزول ہونے سے انکار کیا تو وہ لوگ اُن سے لڑ نہ کریں گے۔ آپ نے انہیں رٹائی سے رزکا اور درود زدہ بند کر لیا

پھر اُن لوگوں نے محاصرہ کر لیا اور آپ کو بیس روز سے زیادہ اُن کے گھر میں محصور رکھا اور آپ چھ سو افراد میں گھرے ہوئے اپنے گھر میں تھے۔

پھر محرمی صہ بن ابی حزم انصاری کے گھر سے آپ کے گھر میں داخل ہوئے تو سیار بن عیاض اسلمی نے آپ کے چہرے میں پوڑے پھیل کا خنجر مارا تو آپ کے چہرے سے بہنے والا خون آپ کی گود میں رکھے ہوئے قرآن پر گرا۔

امیر حج اور نماز پڑھانے والے :-

اس سال لوگوں کے لئے امیر حج کے فرائض حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ادا کئے اور لوگوں کو نماز پڑھانے اور خطبہ ارشاد فرمانے کا کام حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذمہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت عثمان غنیؓ کا محاصرہ کیا گیا نماز پر حضرت ابو ہریرہؓ ولی تھے اور حضرت ابن عباسؓ ہمیں نماز پڑھاتے تھے اور اس سال امیر حج حضرت عبداللہ بن عمرؓ تھے۔ حضرت عثمانؓ کی امارت میں لوگ دس حج کر چکے تھے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی اور واقعہ سے کہا کہ حضرت عثمانؓ غنیؓ کا محاصرہ انچاس روز تک جاری رہا۔

ذہیر نے کہا کہ آپ کا محاصرہ دو ماہ بیس روز تک کیا گیا۔

ابن جوزی نے ”شرح صحیحین“ میں مسند عثمان سے پانچویں حدیث کی شرح کرتے ہوئے بیان کیا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر خروج کیا تھا انہوں نے مدینہ پر بمبوم کیا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے آتے تو یہ لوگ بھی آپ

کے پیچھے ایک ماہ تک نمازیں پڑھتے رہے۔

پھر جب آخری جمعہ کو آپ تشریف لائے تو ان لوگوں نے آپ کو کنکریاں ماریں یہاں تک کہ منبر سے بھی سنگباری کی گئی اور آپ میں ان کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہ رہی اور اُس روز ابو امامہ بن سہل بن عقیف نے ان لوگوں کو نماز پڑھاٹی۔

پھر ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا اور انہیں مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اور ان لوگوں کو حضرت عثمانؓ پر خروج کرنے والوں میں سے کبھی ابن عدس اور کبھی کنانہ بن بشر نماز پڑھاتا۔ یہ سلسلہ دس روز جاری رہا اور پھر ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چالیس روز تک محاصرہ جاری رکھا، اور ان دنوں حضرت طلحہؓ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان آیام میں حضرت علیؓ ان کو نماز پڑھا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ پر سنگباری کر کے انہیں منبر سے اتارنے کے بعد جب وہ غفاری نے آپ سے کہا کہ تجھے ریت کے ٹیلوں میں چھپا دیا جائے گا اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصا مبارک کو اپنے گھٹنے کے ساتھ توڑ دیا تو اُس کے گھٹنے کو گوشت خور بیماری نے کھایا۔

شہادت عثمانؓ کی دیگر روایات :-

ابن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ مجھے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بارے میں بتائیں کہ لوگوں کا کیا حال تھا اور آپ کس حال میں تھے؟ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟

سعید بن مسیب نے کہا حضرت عثمانؓ مظلوم ہیں اور ان کا قاتل ظالم ہے اور جس نے حضرت عثمانؓ کی مدد نہیں کی وہ معذور تھا۔

میں نے کہا یہ کیسے ہے؟

سعید بن مسیب نے کہا کہ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے کچھ لوگ آپ کی خلافت کو ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ اپنی قوم کو جوابدہ تھے۔

آپ کے دور خلافت میں بارہ حج ہوئے اور یہ امرائے حجاج الکثر بنی امیہ میں سے تھے جبکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے لئے یہ بات نہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ آپ کے امراء کی صحبت کو ناپسند کرتے اور وہ ان پر مدد کرتے تو ان کی مدد نہ ہوتی۔

پھر آخری چھ حجوں میں حضرت عثمانؓ نے اپنے چچا کے بیٹوں کو ولی اور امیر بنایا اور آپ نے اپنے جن رشتہ داروں کو گورنر بنایا ان میں مصر کے گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا جس سے اہل مصر کو شکایت تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے حضرت عثمانؓ نے وہاں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی ذر اور حضرت عمار بن یاسر کو امیر بنایا تھا

اور ان لوگوں کے دلوں میں ہزول اور بنو نہ برہ تھے جن میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود تھے اور بنو غفار اور ان کے حلیفوں کے دلوں میں حضرت ابوذر سے امارت واپس لینے کی ناراضگی تھی۔ اور بنو مخزوم حضرت عمار بن یاسر کی وجہ سے حضرت عثمان سے الگ ہو گئے تھے۔ پھر اہل مصر عبداللہ بن ابی سرح کی شکایت لیکر آئے تو حضرت عثمان نے اُس کی طرف تہدید نامہ تحریر کیا مگر ابن ابی سرح نے انکار کر دیا اور حضرت عثمان کی تہدید کو قبول نہ کیا اور اُس کا م سے نہ رکا جس سے روکا گیا تھا۔

یہاں تک کہ اہل مصر سے حضرت عثمانؓ کے پاس جو بھی شکایت لیکر آتا چاہتا اُسے قتل کر دیتا۔ اس پر اہل مصر کا چھ سوا دراد پر مشتمل لشکر حضرت عثمانؓ کے پاس آیا یہ لوگ مسجد نبوی میں اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے شکایت کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کی جگہ دوسرا شخص بدل دیں۔ اُسے اُن سے معزول کر دیں اور اگر گورنر پر حق واجب ہے تو آپ اُس سے انہیں انصاف لیکر دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مصر سے فرمایا تم کس شخص کو پسند کرتے ہو؟ انہوں نے حضرت محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کیا تو حضرت عثمان نے انہیں گورنری کا پروانہ لکھ دیا۔

مروان کا خط اور اُس کے اثرات :-

بعد ازاں اہل مصر کے ساتھ مہاجرین و انصار نکلے تاکہ اہل مصر اور ابن ابی سرح

کے درمیان صورت حال کو دیکھیں اور محمد بن ابی بکر اور اُن کے ساتھی بھی نکلے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ سے تین دنوں کی مسافت طے کر لی تو انہیں اونٹ پر ایک سیاہ فام غلام نظر آیا جس کا اونٹ مجنوں الحواس ہو کر ادھر ادھر گھوم رہا تھا۔ گویا کہ باتو اُسے کسی کی تلاش ہے یا وہ کسی کو تلاش کر رہا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ نے اُس سے پوچھا تیرا کیا قصہ ہے اور تیرا کیا معاملہ ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تو کسی کو تلاش کر رہا ہے یا پھر کہیں سے بھاگا ہوا ہے؟

اُس نے کہا میں امیر المومنین حضرت عثمان کا غلام ہوں اور مصر کے گورنر کے پاس جا رہا ہوں۔

ایک شخص نے کہا مصر کے گورنر تو ہمارے ساتھ ہیں۔

غلام نے کہا میری مراد ان سے نہیں۔

لوگوں نے حضرت محمد بن ابی بکر کو یہ واقعہ بتایا تو وہ افراد اس غلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور اُسے پکڑ کر حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے پاس لے آئے۔

محمد بن ابی بکرؓ نے غلام سے پوچھا تو کون ہے؟

غلام یہ سوال سن کر گڑبڑا گیا اور اُس نے ایک مرتبہ کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور ایک مرتبہ کہا میں مروان کا غلام ہوں۔

محمد بن ابی بکرؓ نے کہا تمہیں کس کے پاس بھیجا گیا ہے؟

غلام نے کہا مصر کے گورنر کے پاس۔

پوچھا تجھے مصر کے گورنر کے پاس کیوں بھیجا گیا ہے؟

اُس نے کہا میں پیغام لیکر جا رہا ہوں۔

پوچھا تیرے پاس کوئی خط ہے ؟

اس نے کہا نہیں ۔

پھر اُس کی تلاشی لی گئی تو اُس سے خط برآمد نہ ہوا اور اُس کے پاس مشکیزہ تھا جس میں کوئی خشک چیز تھی ۔ ان لوگوں نے مشکیزہ کو الٹ پلٹ کر دیکھا مگر خط برآمد نہ ہوا ۔ پھر انہوں نے مشکیزے کو پھاڑ دیا تو اُس میں سے خط برآمد ہو گیا ۔ جس میں لکھا ہوا تھا "عثمان کی طرف سے ابن ابی سرح کے نام"۔

پھر محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو جمع کیا جن میں ہاجرین و انصار وغیرہ تھے پھر خط کھولا گیا جس کا معنوں تھا :-

جب تیرے پاس فلاں شخص اور محمد بن ابی بکر اور فلاں شخص آئیں

تو انہیں قتل کر دینا اور خط ضائع کر دینا اور اپنے کام پر پھرتے

رہنا اور یہاں تک کہ اللہ نے چاہا تو تجھے میرا حکم آئے گا ۔

جب لوگوں نے خط پڑھا تو گھبرا کر مدینہ منورہ کی طرف آگئے اور محمد بن ابی بکر

نے اس خط کو اپنے ساتھ آنے والے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی لگو کر بند کیا اور ایک صحابی کے سپرد کر کے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے ۔

پھر حضرت طلحہ ، حضرت زبیر ، حضرت علی اور حضرت سعد اور دیگر اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جمع کر کے پھر ان کے سامنے خط کو کھولا گیا اور اُس کے معنوں سے آگاہ کیا گیا اور انہیں غلام کا واقعہ بتایا گیا ۔

یہ واقعہ سننے کے بعد اہل مدینہ میں سے ایک بھی شخص ایسا باقی نہ تھا جسے حضرت عثمان پر غصہ نہ آیا ہو اور ان میں سے سب سے زیادہ غصہ حضرت ابن مسعود ، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت عمار بن یاسر کو تھا ۔

اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھروں کو چلے گئے

اور ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اس واقعہ پر غمزدہ نہ ہو ۔

اہل مصر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر لیا ۔ جب حضرت علی

کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس صورت حال کو دیکھا تو حضرت طلحہ ، حضرت زبیر ، حضرت عمار

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر بعض اصحاب کو بیکر حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور آپ کے ساتھ وہ خط اور غلام اور اونٹ بھی تھا ۔

حضرت علیؑ نے حضرت عثمان غنیؓ سے کہا کیا یہ غلام آپ کا غلام ہے ؟

انہوں نے کہا ہاں !

حضرت علیؑ نے کہا یہ اونٹ آپ کا اونٹ ہے ؟

انہوں نے کہا ہاں !

حضرت علیؑ نے کہا یہ خط آپ نے لکھا ہے ؟

حضرت عثمانؓ نے کہا نہیں خدا کی قسم ! نہ خط میں نے لکھا اور نہ میں نے لکھنے کا حکم دیا

اور نہ میں جانتا ہوں اور نہ میں نے اس غلام کو مصر کی طرف بھیجا تھا ۔

خط کی تخریب کو لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ تخریب مردان کی ہے ۔ چنانچہ لوگوں نے

آپ سے سواں کیا کہ آپ مردان کو ان کے حوالے کر دیں ۔ مگر آپ نے اُسے لوگوں کے حوالے

کر سننے سے انکار کر دیا ۔ کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ لوگ اُسے قتل کر دیں گے ۔

جب آپ نے مردان کو لوگوں کے حوالے نہ کیا تو لوگ غضبناک ہو کر آپ

کے پاس سے اُٹھ آئے اور لوگ جانتے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے جھوٹی قسم نہیں کھائی ۔

پھر ان لوگوں نے آپ کا محاصرہ کر لیا اور پانی روک لیا ۔ آپ چھت پر تشہ اقلائے

اور لوگوں سے کہا کہ تم میں سے کون

لوگوں نے کہا نہیں۔

آپ نے کہا کیا تم میں سعد ہیں؟

لوگوں نے کہا نہیں۔

آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میں پانی پلاؤں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس بات کی خبر ہوئی تو پانی کی تین مشکیں بھر کر حضرت عثمان کو بھیجیں مگر یہ پانی آپ تک نہ پہنچنے دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے باعث بنی ہاشم اور بنی امیہ کے متعدد موالی اُن لوگوں سے الگ ہو گئے۔

بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ حضرت عثمانؓ کو شہید کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں عثمانؓ کو مروان کو ہمارے حوالے کر دیں۔ مگر عثمانؓ کو قتل کرنا نہیں چاہتے۔

پھر آپ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو فرمایا کہ آپ دونوں تنواریں لے کر جائیں اور حضرت عثمانؓ کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں اور کسی کو حضرت عثمانؓ تک نہ پہنچنے دیں۔

حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور حضرت طلحہؓ نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور بہت سے اصحاب انبیؓ نے اپنے بیٹوں کو بھیجا تاکہ لوگوں کو حضرت عثمانؓ پر حملہ کرنے سے روکیں اور اُن سے مروان کو باہر نکالنے کا مطالبہ کریں۔

پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر تیر چلائے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام اپنے خون سے رنگے گئے ہیں اور مروان کو تیر کے درودے میں تھا۔ ایسے ہی محمد بن طلحہ کو زخم آیا اور حضرت علیؓ کے غلام حضرت قنبر بھی زخمی ہو گئے۔

پھر بعض لوگ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ سے ڈرنے لگے کہ حضرت امام حسن

اور حضرت امام حسین علیہم السلام کی وجہ سے کہیں نبوہاشم ناراض نہ ہو جائیں۔ پھر یہ فتنہ پھیل گیا یعنی دو شخص ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ اگر نبوہاشم آگئے اور انہوں نے امام حسینؓ کے خون آلود چہرے کو دیکھ لیا تو لوگ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ سے الگ ہو جائیں گے اور جو تم چاہتے ہو وہ نہیں ہو سکے گا۔ تم ہمارے ساتھ اُن کے گھر چلو اور بغیر کسی کو معلوم ہوئے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دو۔

پھر یہ لوگ چلتے ہوئے ایک انصاری کے گھر میں آئے اور وہاں سے حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اُن کے ساتھ کون ہے۔ کیونکہ اُن کے ساتھ جو تھا وہ گھر کے اوپر تھا اور حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صرف اُن کی بیوی تھیں۔

پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا اور جس طرح دخل ہوئے تھے بھاگتے ہوئے نکل گئے۔ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے چیخ ماری مگر اُن کی چیخ شور و غل کی وجہ سے نہ سنی گئی تو وہ چھت پر چڑھیں اور کہا کہ امیر المؤمنین قتل کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام نے سنا تو اپنے ساتھیوں کو لیکر اندر داخل ہوئے اور دیکھا کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذبح کئے پڑے ہیں۔ حضرات حسنینؓ اُن کی لاش دیکھ کر رونے لگے۔ پھر اور لوگ داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ جام شہادت نوش کر چکے ہیں تو انہوں نے اس کا اطلاع حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ اور مدینہ کے دیگر لوگوں کو دی۔ سب لوگ گھروں سے نکل آئے اور اُن کی عقلیں گم ہو گئیں۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے گھر جا کر دیکھا کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے تو انہوں نے کہا :-

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ ابراہیم المؤمنین کو کیسے قتل کر دیا گیا جبکہ تم دروازے پر موجود تھے ؟

پھر آپ نے ہاتھ جمد کیا اور امام حسن علیہ السلام کو طمانچہ مارا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے سینے پر ضرب لگائی ، محمد بن طلحہ کو برا بھلا کہا اور عبد اللہ بن زبیر کو لعن طعن کیا ۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حالت میں باہر نکلے تو ان کی مذاقات حضرت طلحہ سے ہوئی حضرت طلحہ نے کہا :

اے ابا الحسن آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ آپ نے حسین کو مارا ہے ۔

آپ دیکھتے تھے کہ حضرت طلحہ نے حضرت عثمان شہید کرنے پر مدد دی ہے تو یہ تجھ پر ایسے اور ایسے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بدی صی بنی پر حجت قائم نہیں کی جاسکتی ۔

حضرت طلحہ نے کہا : اگر عثمان مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیتے تو نہ شہید ہوتے ۔

حضرت علی نے فرمایا : اگر تمہاری طرف مروان آئے تو اسے ضرور قتل کر دیتا قبل اس کے کہ اس پر حکومت ثابت ہو جائے ۔

حضرت علی سے لوگوں کی بیعت :-

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے در تمام لوگوں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تائب

آپ کی بیعت کریں ۔

حضرت علی نے فرمایا یہ کام تمہارا نہیں بلکہ بدر کا ہے ۔ یعنی تم لوگ خلافت قائم نہیں کر سکتے بلکہ یہ اہل بدر کا حق ہے ۔ تو جس سے اہل بدر خوش ہوں وہی خلیفہ ہوگا ۔ آپ کی یہ بات سن کر تمام اہل بدر نے اجتماعی طور پر کہا کہ ہم آپ سے زیادہ کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتے ۔ جب حضرت علی نے لوگوں کا یہ عالم دیکھا تو آپ مسجد میں تشریف لے آئے اور منبر پر چڑھ گئے ۔

سب سے پہلے جو آپ کی طرف منبر پر چڑھا اور آپ کی بیعت کی وہ حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص تھے ۔ پھر دیگر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی بیعت کھلی ۔

بعد ازاں جب مروان کو تلاش کیا گیا تو وہ کہیں بھاگ گیا تھا ۔ پھر جب مروان کے بیٹے اور ابی معیط سے بیٹوں کو تلاش کیا گیا تو وہ بھی بھاگ کر کہیں جا چکے تھے ۔ اس روایت کی تخریج ابن سمان نے اپنی کتاب المواقفت میں کی ۔

مجھے کیوں قتل کرتے ہیں :-

ابی امام بن سہیل سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کمر میں محصور تھے اور ہم ان کے ساتھ تھے تو حضرت عثمان نے کہا کہ ان لوگوں نے میرے قتل پر وعدہ کر لیا ہے ۔

ہم نے کہا : اے امیر المؤمنین انہیں اللہ کافی ہے ۔

حضرت عثمانؓ نے کہا وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے تین کے کہ کوئی شخص اسلام کے بعد کفر کرے یا اپنی عصمت کے بعد زنا کرے یا کسی جان کو قتل کرے تو اس کے ساتھ قتل ہوگا۔

خدا کی قسم میں اس وقت سے دین کی تبدیلی کو پسند نہیں کرتا جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دے رکھی ہے اور میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ ہی کسی جان کو قتل کیا ہے تو یہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

ابراہیم بن ہل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے کہا اگر تم اللہ کی کتاب میں پاؤ کہ قید میں میرے پاؤں کو ضائع کر دو تو اسے ضائع کر دو۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

پہلے بیان کی طرف رجوع زیارت رسولؐ :-

حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے لوگوں کی طرف

کھڑے ہو کر کہا! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا آپ کی ذات کو حکومت سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قسمیں پہنائی ہے اُسے

نہیں آتا ردوں گا۔

کسی نے پوچھا تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے؟

آپ نے فرمایا! اگر مجھے قتل کریں گے تو میرے بعد حمایتی نہیں پائیں گے اور اگر مجھے قتل کریں گے تو میرے بعد تمام دشمن ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔

پھر جب حضرت عثمانؓ پر گھیرا تنگ کر دیا گیا اور محاصرہ سخت کر دیا گیا تو آپ نے جمعۃ المبارک کو روزہ رکھا ہوا تھا۔ پھر آپ نے دن کے وقت کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت دیکھا ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا ہے عثمانؓ تو اس رات ہمارے ساتھ افطار کرے گا۔ پھر آپ کو اسی دن شہید کر دیا گیا۔

زیارت و افطار کی دوسری روایت :-

حضرت عثمانؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے کا ذکر اس سے

پہلے ہو چکا ہے اور پہلے ذکر میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ حضور تھے تو میں نے اُن کے پاس جا کر سلام کہا۔

تو آپ نے فرمایا اے بھائی مرحبا! اے بھائی مرحبا! کیا تجھے میں وہ خواب بتاؤں جو میں نے رات کو دیکھا تھا؟

میں نے کہا ہاں! کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کھڑکی میں دیکھا تھا اور کھڑکی ان کے گھر میں تھی۔

آپ نے مجھے فرمایا! تیرا محاصرہ کیا گیا ہے؟

میں نے کہا ہاں!

آپ نے فرمایا، تجھے پیاس لگی ہے؟

میں نے عرض کیا ہاں!

آپ نے پانی کا ڈول مجھے عطا کیا تو میں نے پانی پیا۔ یہاں تک دیکھا کہ میرے کندھوں اور سینے کے درمیان ٹھنڈک پہنچ گئی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو ان ٹولوں پر تمہاری مدد کی جائے اور اگر چاہو تو ہمارے پاس افطار کرنا۔

کہا کہ پھر حضرت عثمانؓ نے ان کے پاس افطار کرنے کو پسند کیا اور اسی دن شہید ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج حاکمی قرظ دینی نے کی۔

حنو کے ساتھ خلیفہ اول دوم کی آمد:-

مسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولیٰ ابی سعید سے روایت کی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں غلاموں کو آزاد کیا۔

و دعا یسوا ویل منشد ہا علیہ اور اسے جاہلیت اور اسلام میں کبھی نہیں پہنا۔

کہا کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں صبر کرو تو ہمارے پاس روزہ افطار کرے گا۔

پھر آپ نے قرآن مجید سنا دیا اور اپنے سامنے کھول لیا۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

خواب دوبار آیا:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے صبح کو لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا! میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

آپ نے فرمایا! اے عثمان کل تو ہمارے ساتھ افطار کرے گا۔ پھر انہوں نے صبح کو روزہ رکھا اور پھر اسی دن شہید ہو گئے۔

اور اختلاف روایات کو مکرر خواب دیکھنے پر محمول کیا جائے گا کہ ایک مرتبہ آپ نے دن کے وقت خواب دیکھا اور ایک مرتبہ رات کو۔

حضرت علی کا تعاون اور مشورہ:-

شہاد بن ادس سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا تو ایک دن آپ نے چپت پر آکر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا! اے اللہ کے بندو! کہا کہ میں نے اس کے جواب میں دیکھا کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ پہنے اور تلوار حائل کئے ہوئے نکلے۔ آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار کے افراد میں امام حسن اور عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے لوگوں پر حملہ کیا اور انہیں متفرق کر دیا۔

پھر حضرت علیؓ عثمانؓ کے پاس گئے اور انہیں فرمایا السلام علیکم یا امیر المؤمنین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا امر نہیں ملا یہاں تک کہ آگے پیچھے سے ضرب لگائی، اور خدا کی قسم میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں یہ آپ کو ضرور شہید کر دیں گے

س لئے ہمیں حکم دیں کہ ہم ان کے ساتھ لڑیں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا:

انشد الله رجلا رآى الله حقا و اقران لى عليه حقا

ان يعمريق فى سبيلى ملّ حجة من دم اديهمريق دمه فى

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم یمن کر لوٹ آئے اند انہیں یمن کی مثل جواب دیا
کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو ان کے دروازے سے نکلنے ہوتے دیکھا۔ آپ فرماتے
تھے الہی تو دیکھ رہا ہے کہ ہم امداد کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ پھر آپ مسجد
میں داخل ہوئے تو نماز کے لئے حاضر ہونے والوں نے آپ سے کہا اے ابابا الحسن
آگے آئیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔

آپ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ نماز نہیں پڑھوں گا اس لئے کہ تم نے عثمانؓ کا محاصرہ
کو رکھ لیا ہے مگر میں اکیلا ہی نماز پڑھوں گا۔ پھر آپ نے اکیلے ہی نماز پڑھی اور اپنے
گھر تشریف لے گئے۔

پھر ان کا بیٹا انہیں ملا اور اس نے ان سے کہا، ابا جان! خدا کی قسم عثمانؓ
کے گھروں لوگوں نے بلا جانے بوجھے حملہ کر دیا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ سَاجِدُونَ خدا کی قسم وہ
انہیں قتل کر دیں گے۔

لوگوں نے کہا اے ابابا حسن عثمانؓ کہاں ہوں گے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا! خدا کی قسم جنت میں ہوں گے۔

لوگوں نے کہا اے ابابا حسن ان کے قاتل کہاں ہوں گے۔

آپ نے خدا کی قسم کھا کر تین مرتبہ فرمایا آگ میں۔

صحابیوں کے جنگ کے مشورے:-

ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ابو قتادہ اور ایک دوسرا شخص حضرت

عثمانؓ کے پاس گئے۔ اور حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ ان دونوں نے آپ سے

حج کے لئے اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر ان دونوں نے آپ سے کہا

اگر یہ لوگ غالب آگئے تو ہم کس کے ساتھ ہوں گے؟

آپ نے فرمایا جماعت کے ساتھ۔

کہا اگر جماعت نے آپ پر غلبہ حاصل کیا تو کس کے ساتھ ہوں؟

آپ نے فرمایا جہاں بھی ہو جماعت کے ساتھ رہو۔

پھر دونوں باہر نکلے تو گھر کے دروازے پر دیکھا کہ امام حسن بن علیؓ حضرت عثمانؓ سے

پاس آ رہے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ واپس آگئے تاکہ کہیں کیا باتیں ہوتی ہیں۔

حضرت امام حسنؓ نے حضرت عثمانؓ غنی سے کہا! اے امیر المومنین آپ مجھے

حکم دیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے ابنی اخى آپ واپس جا کر بیٹھ جائیں یہاں تک کہ

اللہ تعالیٰ اپنے امر کو لائے۔

امام حسنؓ علیہ السلام واپس آگئے اور امام بھی واپس آگئے تو ہمیں حضرت ابن عمرؓ

ملے جو حضرت عثمان کے پاس جا رہے تھے۔ ہم ان کے ساتھ واپس ہو گئے تاکہ سبیل کی کیا بات ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو سلام کہا اور پھر کہا اے امیر المؤمنین میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ کی بات کو سنا اور اطاعت کی۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کی صحبت میں رہا تو میں نے ان کی بات سنی اور اطاعت کی۔

پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو میں نے ان کی بات سنی اور اطاعت کی اور ان کے لئے باپ کا اور خلافت کا حق دیکھا اور اے امیر المؤمنین میں نے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تو آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔

پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے ابن عمرؓ! اللہ تمہیں جزا اور دوسری خیر عطا فرمائے، مجھے خون پہلنے میں کوئی حاجت نہیں۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ اپنی تلوار حائل کئے آئے اور کہا ۳۱ وقت من لگانا ہی اچھا کام ہے۔

حضرت عثمانؓ نے انہیں فرمایا اے ابو ہریرہؓ! تجھ پر حق واجب ہے کہ اپنی تلوار پھینک دے۔

کہا کہ پھر میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تلوار کو پکڑا ہے۔

پھر حضرت عثمانؓ کے پاس میخرو بن شعبہؓ نے آکر کہا کہ یہ لوگ آپ پر جمع ہوئے ہیں اور آپ کو تکلیف دے رہے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو مکہ معظمہ چلے جائیں اور اگر چاہیں تو شام چلے جائیں کیونکہ وہاں معاویہؓ ہے اور اگر چاہیں تو محاصرہ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کریں کہونکہ آپ کے ساتھ متعدد لوگ اور قوت ہے اور آپ

آپ وہاں سے گزر کر مکہ معظمہ چلے جائیں اور یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یا آپ شام کو چلے جائیں جہاں اہل شام ہیں اور ان میں معاویہؓ ہے تو حضرت عثمانؓ نے وہ فرمایا جس کا ذکر ابھی سلمہ کی حدیث میں ہو چکا ہے۔ یہ دونوں روایتیں ابو احمد نے نقل کی ہیں۔

تلوار پھینک دو :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تو میں ان کے گھر میں ان کے ساتھ تھا۔ کہا کہ ہم سے ایک شخص نے کہا اے امیر المؤمنین اس وقت ضرب لگانا اچھا ہے کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ جنگ میں پہل کرے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ تم پر حق واجب ہے مگر تم اپنی تلوار پھینک دو اور میری ذات مومنوں کی ساقی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے اپنی تلوار پھینک دی اور میں نہیں جانتا کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔

اس روایت کی تخریج ابو عسمر نے کی :-

شیخین کی سنت پر چلیں حضرت علیؓ کا مشورہ :-

علاءؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا اے ابا الحسن اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ امت مجھ پر پڑھ دوڑے تو میں مخالفت نہیں کروں گا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اگر میرے پاس دنیا کے اموال اور ان کی آرائش و زیبائش ہوتی تو بھی مجھ میں طاقت نہ تھی کہ لوگوں کا لاکھ آپ سے دُور کر دیتا تاہم

میں مقترب اس امر پر دلیل دوں گا جو اس سے افضل ہے جس کا سوال آپ کرتے ہیں۔ آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے عمل کے مطابق عمل کریں اور میں آپ کیلئے لوگوں سے پیٹ لوں گا۔ ان میں سے کوئی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی اور ان دونوں کے درمیان تضاد نہیں بلکہ دونوں کا حال مختلف ہے۔

تو یہ بات حقیقت ابتدائی امر میں لوگوں کے حضرت عثمان پر جمع ہونے سے پہلے اُس وقت کی ہے جب آپ اپنی طرف سے مشہر ہونے والی بیروں کے مطابق حضرت شیخین کی سنت پر عمل پیرا تھے اور کسی کی آپ پر حجت باقی نہ تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس مقالہ میں اُن لوگوں کو فرمایا ہے کہ انہیں اُمید تھی کہ حضرت عثمانؓ حضرات شیخین کی سنت پر عمل کریں گے اور اُس امر میں کوتاہی نہیں کریں گے جو اُن پر واجب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس پر انکار کیا اور نہ ہی یہ امر اُن کیلئے درست ثابت ہوا مگر یہ کہ ان دونوں کی پیروی کرنے کا حکم انہوں نے دیا ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ جاننے کے باوجود کہ حضرت عثمانؓ لامحالہ امام برحق ہیں اُن کے امر میں تامل اور غور فکر کرنے والوں کے ساتھ تھے۔ تاہم جب آپ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت عثمانؓ کا گھیراؤ کرنے والوں کو دُور ہٹا دیا جائے تو بغیر فتوؤں کو دیکھنے کے لوگوں کو حضرت عثمانؓ سے دُور کر دیا اور اُن لوگوں کو مشورہ دیا کہ حضرت عثمانؓ کو خلافت سے الگ کر دینے سے بہتر ہے کہ اُن کی اطاعت کی جائے۔

تاہم بعد میں آپ اس معاملہ سے الگ ہو گئے اور محاصرین کو روکنا چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم۔

محاصرین سے مقابلہ ہو سکتا تھا:-

حضرت خلافت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فصول میں وہ بیان آ رہا ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی نصرت و حمایت پر آمادہ اور کمر بستہ ہوئے اُس وقت حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا تھا۔

پیش از یہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ہاں چھ سو افراد جمع تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو محاصرہ کرنے والوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ ان لوگوں کو مقابلہ میں لانے کا مشورہ ان لوگوں نے دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت حسن بن علی، حضرت ابوسریہ، حضرت محمد بن عاتق، حضرت زید بن ثابت مروان بن حکم اور مخیرہ بن احنس یعنی حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دن لوگوں کا ایک گروہ آپ کے ساتھ تھا۔

اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت محمّد بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مولیٰ کنانہ سے روایت ہے کہ میں مقتبل عثمانؓ میں موجود تھا۔ حضرت عثمانؓ کے گھر سے میرے آگے قریش کے چار جوان زخمی حالت میں نکلے تھے اور اُن کا خون بہہ رہا تھا۔ ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر، محمد بن عاتق کے علاوہ مروان بن حکم بھی تھا۔

قاتل عثمان کا نام:-

محمد بن طلحہ نے کہا کہ میں نے اُسے کہا! کیا حضرت عثمانؓ کا خون یہاں میں محمد بن ابی بکرؓ

کا بھی کچھ حصہ ہے ؟

اُس نے کہا معاذ اللہ ہاں ! محمد بن ابی بکر حضرت عثمان کے پاس آئے اور اُن سے باتیں کیں اور باہر نکل گئے اور اُن کا خون عثمان میں کچھ ہی حصہ نہیں۔

میں نے کہا حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا ؟

اُس نے کہا حضرت عثمان کو مصر کے ایک شخص جعید بن اسیم نے شہید کیا تھا۔ اس روایت کی تخریج ابونعمر نے کی۔

فرشتے چلے جائیں گے تو اب بے نیام رہی پینتیس ہزار قتل ہو گئے

جعید بن ہلال سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے محاصرہ میں سے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہاں تشریف آوری ہوئی ہے تو ہمارے اس شہر مدینہ کو فرشتے گھیرے رکھتے ہیں۔ اگر تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا تو یہ فرشتے چلے جائیں گے۔ اور پھر تمہاری طرف نہیں آئیں گے یا یہ کہ تمہاری تلوار کبھی میان میں نہیں جائے گی اور خدا کی قسم اگر تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا تو ضرور تم پر تلوار سونپی رہے گی اور تم کبھی اسے میان میں نہیں کر سکو گے یہ کہا کہ قیامت تک تلوار میان میں نہ کر سکو گے۔

یہ نیز کہ کسی نبی کو قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے ساتھ ستر ہزار لوگ قتل ہوئے اور کوئی خلیفہ قتل نہیں ہوا مگر اُس کے ساتھ پینتیس ہزار افراد قتل ہوئے۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر عاکلی نے کی اور قاضی ابوبکر بن ہشاک نے مختصر روایت بیان کی۔

دوسرا اور تیسرا قتل :-

ابونعمر نے کہا، روایت میں آیا ہے کہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے مگر حضرت عثمانؓ نے اُن سے کوئی بات کی جیسے سُن کر حضرت محمد بن ابی بکرؓ کو حیا آئی اور وہ وہاں سے نکل گئے۔

بعد ازاں ایک کوتاہ قامت شخص امیا جس کی آنکھیں نیلی تھیں اور تمام رومان بن سرخان تھا۔ اس شخص نے حضرت عثمانؓ کے سامنے خنجر لہرا کر پوچھا اے نعلی تو کس دین پر ہے ؟

حضرت عثمانؓ نے فرمایا : میں نعلی نہیں عثمان ابن عفان ہوں اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت حنیف پر ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بایں ہمہ اُس شخص نے آپ کی کنپیٹی پر وار کر کے آپ کو شہید کر دیا اور آپ گھر گئے بعد ازاں آپ کی بیوی نائلہ آئیں تو اُن کے اور نائلہ کے درمیان نائلہ کے کپڑے تھے اور جناب نائلہ کا جسم بھاری تھا۔ اسی آئنا میں ایک مصری شخص تنگی تلوار لئے آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں عثمان کی ناک کاٹ دوں گا۔

جناب نائلہ نے مسئلہ کرتے ہوئے اُسے روکنا چاہا تو اُس نے تلوار کا وار کر کے جناب نائلہ کا انگوٹھا کاٹ دیا۔

جناب نائلہ نے حضرت عثمانؓ کے غلام رباح کو فرمایا یہ شخص نکال کر نہ جانے پائے۔ غلام کے پاس حضرت عثمانؓ کی تلوار تھی اس نے تلوار کا دار لے کر اس شخص کو قتل کر دیا۔

بعض نے کہا حضرت عثمان کو جلیل بن ایہم نے شہید کیا۔

بعض نے کہا آپ کو اسود بن جحش نے قتل کیا۔

بعض نے کہا آپ کو یسار بن عیاض نے شہید کیا۔

اور یہ ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اکثر لوگ روایت کرتے ہیں کہ آپ کے خون کا قطرہ باقطرات قرآن کی اس آیت پر گرسے تھے۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ -
تو انہیں اللہ کافی ہے اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

جب وقت شہادت تھا آیا۔

ہارون بن یحییٰ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان غنی پر تلوار اچلائی گئی اور آپ کا خون بہہ کر وارضی مبارک پر بہنے لگا تو آپ کی زبانی یہ الفاظ تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ -

نہیں کوئی معبود مگر تو پاک ہے۔ میں ظالموں میں سے ہوں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ وَأَسْتَغْفِرُكَ عَلَى جَمِيعِ أُمُورِي وَأَسْأَلُكَ الصَّبْرَ عَلَى بَلِيَّتِي -

اے میرے تمام امور پر تیری امداد و استغداد کا فرما ہے اور میں تجھ سے بلاؤں پر صبر کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ کہ میں حضرت عثمان کی شہادت کے وقت حاضر ہوا۔ آپ اپنے خون میں تھکے ہوئے فرماتے تھے۔ اے اللہ امت محمد کو جمع فرما۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر حضرت

عثمان اس حال میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیتے کہ مسلمان کبھی جمع نہ ہوں تو قیامت تک جمع نہ ہوتے۔

اس روایت کی تخریج فضائل نے کی۔

ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدھ کے دن عصر کے وقت شہید کیا گیا اور ہفتہ کے روز ظہر سے پہلے دفن کر دیا گیا۔

بعض نے کہا آپ کی شہادت ۳۵ھ ذوالحجہ کی سات یا دس تاریخ کو ہوئی

بدائینی نے ابی سفثر سے انہوں نے نافع سے روایت کی اور ابو عثمان مہدی نے

کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایام تشریق کے وسط میں واقع ہوئی لیکن نے کہا آپ کی شہادت وسط حج میں ۳۵ھ کو ہوئی۔

واقعات تدفین پہلا واقعہ :-

ابو عمر نے کہا کہ شہادت کے بعد حضرت عثمان کا جنازہ اُس روز رات تک پڑا رہا پھر آپ کی تدفین کی غرض سے لوگ آپ کو دروازہ تک لائے تو کچھ لوگوں نے تعرض کیا تا کہ دفن نہ کیا جاسکے۔ پھر لوگوں نے ایک ایسی قبر دریافت کی جو کسی اور شخص کے لئے کھودی گئی تھی، اُس میں آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے پڑھائی۔

تدفین کی دوسری روایت :-

واقفی نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہفتہ کی رات کو رات کے وقت حش کو کب میں دفن کیا گیا اور آپ کی قبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔

لو کب ایک انصاری اور حش اُس کے باغ کا نام ہے یعنی انہیں کو کب نامی

انصاری کے ہاں میں دفن کیا گیا اور یہ باغ وہ ہے جسے حضرت عثمان نے خرید کر جنت البقیع میں شریک کیا تھا اور اس میں پہلی قبر آپ ہی کی بنی تھی۔
 مالک نے کہا حضرت عثمان حبش کو کب سے گزرے تو فرمایا کہ یہاں ایک صالح شخص دفن ہوگا۔
 اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

نماز جنازہ اور تدفین میں کون کون شریک تھا۔

- ۱۔ واقعی وغیرہ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے مزار پر تپتی لگائی اور آپ پر نماز جنازہ جبیر بن معظم نے پڑھائی اور آپ کے ساتھ صرف تین افراد آئے تھے۔
- ۲۔ بعض نے کہا آپ کی نماز جنازہ مسور بن مخزوم نے پڑھائی۔ بعض نے کہا حکیم بن حزام نے پڑھائی جبکہ بعض نے کہا کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر بن عوامؓ نے پڑھائی تھی۔ کیونکہ حضرت عثمان نے انہیں اس امر کی وصیت فرمائی تھی۔ (رواہ احمد)
- ۳۔ قلعی نے بیان کیا کہ بعض نے کہا کہ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے عمرو بن عثمان نے پڑھائی تھی۔
- ۴۔ حضرت عروہؓ نے کہا کہ ہم نے حضرت عثمان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہی تو لوگوں نے ہمیں روک دیا تو قریش کے ایک شخص ابو جہم بن حذیفہ نے اسے بدیا تو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھائی۔
- اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔
- ۵۔ بعض نے کہا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان کی تکفین و تدفین کی ان کی تعداد پانچ یا چھ ہے اور وہ یہ ہیں۔

جناب جبیر بن معظم، جناب حکیم بن حزام، جناب ابو جہم بن حذیفہ، جناب یسار بن مکرم اور حضرت عثمان کی دونوں بیویاں چنانچہ نائلہ بنت فرافضہ اور جنابہ اُمّ البنین بنت عقیبہ۔ آپ کی قبر میں بیان ابو جہم اور جبیر بن معظم اترے اور حکیم نائلہ اور اُمّ البنین آپ کے جنازہ کے قریب رہے اور پھر آپ کی تدفین کے بعد آپ کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا۔

۶۔ حسن سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ کو ان کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا گیا۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

حضرت عثمانؓ کی نماز جنازہ فرشتوں نے پڑھی، فرشتوں کی شرکت

۷۔ ابراہیم بن عبد اللہ بن فروغ اپنے باپ سے ایسی ہی روایت بیان کی اور کہا کہ آپ کو غسل بھی نہیں دیا گیا تھا۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے بغوی سے اپنی معجم میں کی۔

۸۔ فہمیدی نے کہا کہ حضرت عثمان کا جنازہ حبش کو کب میں تین روز تک پڑی رہی اور آپ پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی یہاں تک کہ ہائف نے آواز دی کہ انہیں بغیر نماز جنازہ پڑھنے کے ہی دفن کر دو۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھی ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور انہوں نے نماز جنازہ پردہ میں پڑھی اور آپ کو تاریکی میں دفن کیا گیا۔ جب لوگ تدفین سے فارغ ہوئے تو انہیں آواز دی گئی کہ ثابت قدمی

سے رہو تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں، اور یہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ منادی کونے والے فرشتے تھے۔

۹۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم بن عبد الملک بن ماجشون نے مالک سے روایت کی کہا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ کی لاش کو تین روز تک گورے کرکٹ کی جگہ پڑا رہنے دیا۔ پھر رات کے وقت دس افراد آئے جن میں حو لیط بن عبد العزیٰ حکیم بن حزام، عبد اللہ بن زبیر اور میرا دارا تھے۔ ان لوگوں نے جنازہ اٹھایا تاکہ دفن کریں۔ جیب یہ لوگ آپ کو دفنانے لگے تو بنی مازن کے لوگوں نے کہا اگر تم نے انہیں یہاں دفن کیا تو لوگ صبح کو قبر اُکھاڑ دیں گے چنا پھر یہ لوگ آپ کا جنازہ آپ کے دروازے پر سے آئے اور آپ کا سردر واڑہ پر تھا تاکہ پتھر پر چوٹ پڑنے کی آوازیں پیدا ہوں۔ پھر یہ لوگ آپ کا جنازہ حش کو کب کی طرف لے گئے اور وہاں آپ کی قبر کھودی گئی اور حضرت عثمان کی بیٹی عائشہ بھی ساتھ تھیں جنہوں نے ہاتھ میں پیرا نکھڑ رکھا تھا۔ جیب یہ لوگ آپ کو دفن کرنے کے لئے نکلے تو جناب عائشہ بنت عثمان نے چیخ ماری۔ حضرت زبیرؓ نے انہیں کہا خدا کی قسم اگر تو خاموش نہ ہوئی تو میں تیری آنکھیں پھوڑ دوں گا پھر وہ خاموش ہو گئی تو حضرت عثمان کی تدفین کی گئی۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

اس سے پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور حضرت عثمانؓ کے قصائص میں پہلے بیان ہوا ہے کہ ان کے فوت ہونے کے دن ان پر فرشتوں نے نماز پڑھی۔

۱۰۔ سہم بن خنیس جو کہ حضرت عثمانؓ غنی کی شہادت کے وقت موجود تھے نے کہا کہ پھر ہمیں رات ہو گئی تو میں نے لوگوں سے کہا اگر آپ نے اپنے صاحب کو ایسے ہی چھوڑ

دیا تو لوگ صبح تک آپ کا منہ نہ کر دیں گے۔ پھر ہم جنت البقیع کی طرف نکلے اور وہاں رات کی تاریکی میں بٹھہرے رہے۔ پھر جب تاریکی خوب گہری ہو گئی تو ہم نے آپ کا جنازہ اٹھالیا اور پیچھے آنے والے لوگ اکیلا اکیلا ہو کر آ رہے تھے کہ منادی کرنے والے نے کہا ثابت قدمی سے چلتے رہو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری طرف دیکھو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ابن خنیس کہتا ہے کہ وہ فرشتے تھے۔

اس روایت کی تخریج ابن صہاک نے کی۔

حضرت عثمان کا خزانہ :-

پہلے بیان ہوا کہ صحابہ کرام حضرت عثمانؓ سے رٹائی کو دور کرتے رہے تھے اور حضرت عثمانؓ نے قنادرہ کو وصیت کا قلعی کر جماعت کے ساتھ رہنا۔

علامہ ابن فضل اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کا خزانہ تلاش کیا گیا تو اُسے ایک مقفل صندوق میں پایا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اُس میں ایک ورق تھا جس پر لکھا ہوا تھا، ”یہ عثمان کی وصیت ہے۔“

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عثمان بن عفان گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور بیشک جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اُس روز لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا جس میں شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دعوے کے خلاف نہیں کرتا۔ وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا

ہے اور وہی الشاہد اللہ محشور کرے گا۔

اس روایت کی تخریج فضائل اور رازی نے کی اور نظام الملک نے اس کی تخریج کرتے ہوئے مزید کہا کہ اُس ورق کی پشت پر یہ شعر لکھ ہوئے تھے:-

غنى النفس يغنى النفس حتى يحلها
و ان غفها حتى يضربها الفقر
وما عسى فا صبر لها ان يقبها
بعائنة الاستيعاب يسر
ومن لم يقاس الدهر لم يعرف الايام
و فاعين الايام ما وعد الدهر

حضرت عثمانؓ کی خلافت کی مدت اور عمر مبارک :-

ابن اسحاق نے آپ کی خلافت کی مدت بارہ یوم کم بارہ سال بیان کی ہے اور آپ کو اسی سال کی عمر میں شہید کیا گیا اور آپ کی خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ اور چودہ دن ہے۔

بعض نے کہا حضرت عثمان کی عمر مبارک اٹھاسی سال تھی بعض نے کہا نوے سال تھی۔ قتادہ نے کہا چھپاسی سال تھی جبکہ واقفی نے کہا کہ ہمارے ہاں اس میں اختلاف نہیں کہ آپ کو بیاسی سال کی عمر میں شہید کیا گیا۔

جنات کے نوے :-

عثمان بن مڑہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے کہا کہ مدینہ کی مسجد میں یا کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں، حضرت عثمان کی شہادت پر جنات روتے تھے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو حضرت زبیرؓ اپنی ذات کو دیوان سے مٹا دیا۔ پھر جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو حضرت زبیرؓ نے اپنی ذات کو دیوان سے محو کر دیا۔

اس روایت کی تخریج ابو عسمر نے کی۔

حضرت ابن عباسؓ کا خواب جنت میں عرس عثمانؓ :-

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترکی گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ نے نور کا عمامہ باندھ رکھا ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں فردوس کی چھڑی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ جلدی میں ہیں۔

حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف انتفاک کرتے ہوئے مسکرا کر فرمایا: عثمان بن عفان جنت میں ہمارے ساتھ ضعیف کریں گے اور جنت میں فرشتے ان کی شادی کریں گے اور میں انہیں ان کے دلہن کی دعوت دینے آیا ہوں اس لئے میں جلدی میں ہوں۔

اس روایت کی تخریج ابو علی الحسین بن عبد اللہ بن ابی النضر الفقیہ نے کی اور ہم حدیث

علامہ ابن مسیب کی حدیث سے غریب ہے اور اس میں محمد بن معاویہ حدیث سے بیان کرنے میں اکیلا ہے۔

نیز یہ کہ اس روایت کی تخریج ابو شجاع شیرازی نے کتاب المستقی میں کی اور اس میں حضرت ابن عباسؓ کے یہ الفاظ ہیں کہ :-

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ ترکی ابلق گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ نے فوراً عمامہ پہنا ہوا تھا جس سے شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اور آپ کی تعلین پاک سبز گھاس کی تھی جسے موتیوں کے تسمہ سے باندھا گیا تھا اور آپ کے ہاتھ میں جنت کی چھڑی تھی۔ آپ نے مجھے سلام کہا تو میں نے آپ کے سلام کا جواب دیتے ہوئے عرمین کی یا رسول اللہ میرے مال باپ آپ پر قربان مجھے آپ کے دیدار کا بے حد شوق ہے، آپ کو کہاں جانے کی جلدی ہے؟

آپ نے فرمایا کل عثمان کو جنت میں دہلایا جائے گا اور میں اُسے اُس کی شادی کی دولت دینے آیا ہوں۔“

اس سے پہلے حضرت ابن عباس سے ملاء کی حدیث میں حضرت عثمان کے صدقہ کے فضائل کی فصل میں ایسی ہی روایت بیان ہوئی۔ ممکن ہے حضرت ابن عباس نے دوبار خواب دیکھا ہو اور یہ ظاہر ہے کیا تو نے دونوں روایتوں کے الفاظ کو نہیں دیکھا؟

خون عثمان بارگاہِ نزدان میں :-

امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ میں نے یہ خواب دیکھنے کے بعد لڑائی چھوڑ دی۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے عرش پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا ہے یعنی انہوں نے ایک دوسرے کو پکڑ رکھا ہے۔

علاوہ ازیں میں نے خون دیکھا تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟
انہوں نے کہا یہ عثمانؓ کا خون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس خون کے ساتھ ہی طلب کیا ہے۔

اس روایت کی تخریج دہلی نے ”المستقی“ میں کی۔

قاتل عثمان کی ہلاکت و بربادی :-

ابی جعفر انصاری سے روایت ہے کہ انہیں مصریوں کے ساتھ حضرت عثمانؓ پر حملہ آور ہوا۔ پھر میں آپ پر وار کرنے کے بعد باہر نکلا تو میرا حال بہت خراب تھا۔ یہاں تک کہ میرا تہبند میری شرم گاہ کا دشمن بن گیا۔ پھر میں مسجد میں آیا تو ایک شخص اپنے جیسے افراد میں بیٹھے پایا۔ اُس کے سر پر سیاہ دستار تھی۔ اُس نے مجھے کہا تیری بربادی ہو تو کیا کر کے آیا ہے؟

میں نے کہا واللہ! میں ایک شخص سے فارغ ہو کر آیا ہوں۔

اُس نے کہا تیرے لئے دوسری دنیا میں ہلاکت اور بربادی ہے۔

تو اس روایت کو دیکھیں جسے قلعی نے نقل کیا اور ابن سمان نے ان لفظوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

”اُس شخص نے کہا میں حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے دن اُن کے گھر میں داخل ہوا جب میں نکلا تو تکلیف میں مبتلا ہو چکا تھا۔ میں مسجد میں آیا تو ایک شخص کو عورتوں کے سائے

میں دیکھا۔ اُس نے سیاہ دستار پہنی ہوئی تھی اور اُس کے ارد گرد ایسے ہی دس افراد تھے پھر حبیب حضرت علی تشریف لائے اور پوچھا آدمی کیا کرتا ہے؟ میں نے کہا آدمی کو قتل کرتا ہے۔ آپ نے کہا ایسے لوگوں کیلئے آخرت کی بریاری اور ہلاکت ہو۔

حضرت علی قتل عثمانؓ سے بری ہیں :-

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو شخص وین عثمان سے نکل گیا ایمان سے نکل گیا۔ خدا کی قسم! میں نے عثمان کے قتل پر نہ معاونت کی نہ اُن کے قتل کا حکم دیا اور نہ اُن کے قتل پر راضی ہوں۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

اس روایت کو ابن سمان نے مزید ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا کہ "ولا شارکت" یعنی نہ میں قتل کرنے والوں میں شریک ہوں۔

۲۔ قیس بن عباد سے روایت ہے کہا کہ میں نے مجمل کے دن حضرت علیؓ سے سنا آپ فرماتے تھے اے اللہ! میں تیری طرف خون عثمان سے بری ہوں اور یقیناً میری عقل قتل عثمان کے دن بیمار تھی۔ میری ذات اس کام کو ناپسند کرتی تھی۔ لوگ میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے کہا مجھے اُن لوگوں سے بیعت لینے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حیا آتا ہے جنہوں نے ایسے شخص کو شہید کر دیا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

الاستحی متن تستحي منه الملائكة۔

کیا میں اُس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ عثمان قتل ہو کر زمین پر پڑے ہوں

۱۔ میں بیعت لوں۔ پہلے عثمان کی تدفین کر دو۔

پھر حبیب لوگوں نے حضرت عثمان کو دفن کرنے کے بعد حضرت علی سے بیعت کا سوال کیا تو آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی :-

اللهم ان مشفق مما اقدم عليه

پھر حبیب ہزیمت آئی تو آپ نے بیعت لی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا لوگ یا ایہ المؤمنین کہتے ہیں تو گو یا میرے دل کو دکھی کھستے ہیں اور میں کہتا ہوں اے اللہ! مجھے پکڑ یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافقت میں اور انجندی نے اربعین میں کی۔ ۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا! خدا کی قسم نہ میں نے عثمان کو قتل کیا اور نہ ہی اُن کے قتل کا حکم دیا بلکہ میں تو اس کا کرتا تھا۔ خدا کی قسم میں نے نہ عثمان کو قتل کیا اور نہ اُن کے قتل کا حکم دیا ولکنی غلبت یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ ایک روایت میں آپ کے الفاظ ہیں ولکنی غلبت حتی قتل عثمان۔

۴۔ محمد بن سیرین سے روایت ہے کہا کہ جب حضرت علی بصرہ میں تشریف لائے تو منبر پر قتل عثمان سے عذر خواہی کرتے ہوئے فرمایا، خدا کی قسم! میں نے نہ تو قتل عثمان کی طرف مائل تھا، نہ میں اس قتل میں شریک ہوں اور نہ ہی میں اس قتل سے راضی ہوں۔

۵۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے گھر کے محاصرہ کے دنوں میں حضرت علی کو پیغام بھیجا۔ کیونکہ حضرت عثمان کی خواہش تھی کہ حضرت علی حاضر بن کو باز رکھیں۔ اسی اثناء میں حضرت علی تشریف لائے تو آپ نے

سیاہ عامہ باندھ رکھا تھا، آپ نے تین مرتبہ فرمایا: "الہی! نہیں قتل عثمان پر خوش ہوں
نہیں نے اس کا حکم دیا ہے۔"

دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی ہے۔

حضرت عثمان کا قصاص کون لے؟

۱۔ وائل بن حجر سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ سے سختی سے کہا کہ تو حضرت عثمان
کی امداد نصرت سے بچھے رہا ہے۔ پھر کہا تو ایسے شخص سے لڑائی کرتا ہے جو تجھ
سے زیادہ عثمان کا حقدار ہے۔

معاویہ نے کہا مجھ سے زیادہ عثمان کا حق دار کون اور کیسے ہو سکتا ہے جبکہ
میں نسب میں عثمان کے قریب تر ہوں۔

وائل کہتے ہیں میں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور
حضرت عثمان کے درمیان اخوت اور بھائی چارہ قائم فرمایا، تو بھائی چچا زاد سے
ادنیٰ ہوتا ہے۔

عثمان کے قاتل پر لعنت کر نیوالے؟

۲۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے جہل کے دن فرمایا: حضرت عثمان
کے قاتل پر میدان اور پہاڑ میں لعنت ہو۔

اور انہی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معلوم ہوا کہ حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان کے قاتل پر لعنت کرتی ہیں تو آپ نے
دونوں ہاتھ چہرے تک بلند کئے اور دو یا تین مرتبہ فرمایا: "اے عثمان کے قاتل پر
لعنت کرتا ہوں اور عثمان کے قاتلوں پر اللہ میدان اور پہاڑ میں لعنت کرے۔"

ان دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی اور اس دوسری روایت
کی تخریج ماکہ نے بھی کی ہے۔

قاتل عثمان کو شکست ہو جائے؟

۸۔ یحییٰ بن سید نے کہا کہ مجھے میرے چچا یا میرے باپ کے چچا نے بتایا کہ
حضرت علی نے جہل کے دن اپنے لوگوں میں منادی کر دئی کہ نہ کوئی تیر چلے
نہ نیزہ مارے، نہ تلوار کا وار کرے اور نہ ہی وہ جنگ کا آغاز کرے
اور لطف و مہربانی سے نرم گفتگو کریں۔

پھر آپ نے مزید بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں کامیاب ہونے والا شخص قیامت
کے دن کامیابی حاصل کرے گا۔

کہا کہ ہم نے اس پر موافقت کی یہاں تک کہ ہم گرم ہو جائیں۔
بعد ازاں دوسرے لوگوں نے لکٹھے ہو کر آواز دی کہ اے عثمان کیخلاف
فتنہ کو بھڑکانے والو!

کہا کہ محمد بن حنفیہ اپنے پرچم کے ساتھ ہمارے آگے تھے۔ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں آواز دی اے ابن حنفیہ یہ کیا کہتے ہیں؟
انہوں نے کہا! یا امیر المؤمنین یہ کہتے ہیں اے عثمان کے خلاف فتنہ
پہنچا کرنے والو۔

یہ سن کر حضرت علی نے دونوں ہاتھ بندھ کر کہا اے اللہ! جن لوگوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے ان کے سرداروں کو آج شکست سے دوچار کر دے۔

اس روایت کی تخریج حسین قطان نے اور الموافقت میں ابن سمان نے کی۔

۹۔ اسماعیل بن ابی خالد ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے جبل کے دن فرمایا

یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ پھر فرمایا: کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو قتل کیا۔ پھر

آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

کہ حضرت عثمان کو قتل کرنے والے کو آج بدلہ مل جائے۔

اس روایت کی تخریج بھی ابن سمان نے کی۔

امام حسن کا قاتل عثمانؓ پر لعنت برسانا

۱۰۔ عبداللہ بن زرارہ سے روایت ہے کہا کہ مجھ سے حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک

ساتھی نے روایت بیان کی کہ حضرت امام حسنؓ نے اپنے ہاتھ مبارک دیوار پر رکھے

اور فرمایا حضرت عثمانؓ کے قاتل پر اللہ کی لعنت ہو۔

اُس شخص نے کہا لوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ عثمانؓ کو علیؓ نے قتل کیا ہے؟

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: انہیں قتل کرنے والا قتل ہو اور فرمایا

قاتل عثمانی پر اللہ کی لعنت ہو۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حاکمی نے روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قاتل عثمانؓ پر لعنت فرماتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن امام حسن علیہم السلام کے پاس حضرت عثمانؓ کی شہادت کا ذکر ہوتا تو آپؓ نے لگتے اور آپؓ کی وارث مبارک اشکوں سے تر ہو جاتی۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

حضرت حذیفہ کی قتل عثمانؓ سے بریت :-

۱۔ حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ انہیں حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو

انہوں نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں اور جن لوگوں

نے عثمانؓ کو قتل کیا اگر وہ صواب پر ہوں تو بھی ان سے بری ہوں اور اگر وہ

غلطی پر ہیں تو مجھے اس سے برأت کا حال معلوم ہے۔

۲۔ جندبہ سے روایت ہے کہ جب حضرت حذیفہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے حضرت

عثمانؓ کے بارے میں پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟

میں نے کہا لوگ انہیں قتل کر دینا چاہتے ہیں۔

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اگر انہوں نے عثمانؓ کو قتل کر دیا تو عثمانؓ جنت میں

ہوں گے اور یہ لوگ جہنم میں ہوں گے۔

اور اس سے پہلے یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: حضرت عثمانؓ

کے قاتل جہنم میں جائیں گے اور حضرت عثمانؓ جنت میں ہوں گے۔

۳۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ پہلا فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت اور آخری فتنہ

دجال کا نکلنا ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس شخص

کے دل میں ایک دلہنے کے برابر بھی قتل عثمانؓ کی پسندیدگی ہوگی۔ اگر وہ دجال

کو دیکھے گا تو اُس کی پیروی کرے گا اور اگر دجال کو نہیں دیکھے گا تو اپنی قبریں اُس پر ایمان لے آئے گا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

شہادت عثمان کے فتنہ سے بچنے والے :-

۱۔ طاؤس سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان کا فتنہ برپا ہوا تو ایک شخص نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں لوہے کے ساتھ عہد رقم کرتا ہوں کہ میں مجنون اور پاگل ہوں۔

پھر جب حضرت عثمان کی شہادت واقع ہو گئی تو اُس نے مجھ سے الگ ہوتے وقت کہا ! خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے جنون و دیوانگی سے شفا دی اور مجھے قتل عثمان سے عافیت میں رکھا۔

اس روایت کی تخریج خیر بن سلیمان نے کی۔

۲۔ حضرت سبید بن ذبیح سے روایت ہے کہ :-

ولو ان احد القتل الذي ضعتوه بعثمان لكان محقوقا ان ينقض۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ لوگوں نے شہادت عثمان سے اپنی جانوں پر فتنے کا دروازہ کھول لیا ہے جو قیام قیامت تک بند نہیں ہوگا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

۴۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر لوگ حضرت عثمان کے قتل پر اجماع و اتفاق

کر لیتے تو ضرور اُن پر قوم لوط کی طرح پتھر برسائے جلتے۔ "خریجہ الحاکم"

حضرت عثمان کا بدلہ خدا لے گا :-

طاؤس سے روایت ہے کہ اُسے ایک شخص نے کہا کیا تو نے فلاں شخص سے اللہ تعالیٰ پر کسی کا بدلہ دیکھا ہے ؟ کہا تو نہیں دیکھتا کہ وہ حضرت عثمان کو شہید کرتے والا ہے۔ "خریجہ المنجوی"

سنگ بربڑے برسانے والے :-

حضرت امام حسن سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان کو اُن لوگوں نے قتل کیا ہے جو مسجد میں اُن پر سنگ بربڑے برساتے تھے۔ یہاں تک کہ کنکریوں کی اس بوچھاڑ میں آسمان نظر نہ آتا تھا اور اگر حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں سے کسی انسان نے قرآن اٹھایا تو آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے دین کے فرقے سے بری ہیں اور وہ لوگ شیجہ تھے۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

حضرت عثمان سے اعتراضات اور انکے جوابات

اعتراض نمبر ایک :- حضرت عثمان کے خلاف بغض و ناراضگی کی پہلی وجہ

یہ ہے کہ آپ نے اُن تمام صحابہ کو معزول کر دیا جو آپ کے عامل اور گورنر تھے۔

آپ نے بصرہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ کو معزول کیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو گورنر بنایا۔ نیز عمر بن عامر کو معزول کر کے مصر کا گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بنا دیا۔ یہ شخص حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مُرند ہو کر مشرکین سے جا ملا تھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جہاں دوسرے لوگوں کو امان دی، اس شخص کا خون جائز رکھا یعنی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جہاں بھیڑے سے قتل کر دیا جائے۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے لئے امان حاصل کر لی، پھر اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

بصرہ و مصر کے گورنروں کے علاوہ حضرت عثمان نے کوفہ کے گورنر حضرت عمار بن یاسر کو معزول کیا اور کوفہ ہی سے مجہور بن شعبہ کو معزول کیا گیا اور پھر کوفہ ہی سے حضرت عبداللہ بن سعد کو معزول کر دیا اور وہ وہاں سے مدینہ منیرہ لوٹ گئے۔

عثمان پر کئی شکوک پر مبنی دوسرا اعتراض :-

حضرت عثمان کا بیت المال میں سے اصراف فرمانا اور اس ضمن میں یہ چند امور ہیں :-
ایکے جاتے یہ کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص کو مردود و مطرود قرار دیتے ہوئے مدینہ منورہ سے طائف کا طرف نکال دیا تھا۔ مگر حضرت عثمان غنی نے اسی حکم بن عاص کو بیت المال سے ایک لاکھ درہم پہنچائے اور اُسکی بیٹے حارث کو مدینہ منورہ کے چوبہری بنا دیا یا دیا تاکہ وہ بازار میں

فروخت ہونے والی ہر چیز کا دھواں حصہ لیں وصول کرے۔

دوسری بات یہ حضرت عثمانؓ نے مروان بن حکم کو افریقیہ کا ختم کیا۔

تیسری بات ہے :- یہ تھی کہ عبداللہ بن خالد بن اسد بن ابی عاص حضرت عثمان کے پاس آیا تو آپ نے اُسے بیت المال سے تین لاکھ درہم دے دیئے۔

چوتھی بات ہے وہ ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ سے روایت ہے کہ میں

جب حضرت عمرؓ کے پاس مالِ غنیمت لیکر حاضر ہوتا تو آپ بلا تاخیر سونے چاندی کے زیور مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے یہاں تک کہ کوئی چیز باقی نہ رہتی۔ پھر جب حضرت عثمان خلیفہ بنے تو آپ یہ زیورات اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو بھیج دیتے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت عثمانؓ کو ایسا کرتے

دیکھا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور میں رونے لگا۔

حضرت عثمانؓ نے مجھے فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو؟

میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت عمرؓ زیورات وغیرہ کی تقسیم اس طرح کرتے تھے

اور آپ اس طرح کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اللہ عمرؓ پر رحم فرمائے وہ اچھے کام کرتے تھے میں

بھی اچھا کرتا ہوں اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ کرتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنی اولاد میں سے کسی بچے

کے پاس ایک درہم پاتے تو اُسے اللہ کے مال یعنی بیت المال میں لوٹا دیتے اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیتے۔

تو آپ نے دیکھا کہ آپ نے یا قوت اور پچھتے موتوں سے جڑی ہوئی سونے کی انگوٹھی
اپنی ایک بیٹی اور دو ایسے انمول موتی دوسری بیٹی کو دے دیے ہیں جن کی قیمت نہیں
جانتے کہ کتنی ہے۔

حضرت عثمان غنی نے فرمایا! حضرت عمر اپنی رائے سے عمل کرتے اور خیر سے
کوٹا ہی نہ کرتے تھے اور میں اپنی رائے پر عمل کرتا ہوں اور خیر سے کوٹا ہی نہیں کرتا۔ اور
اللہ تعالیٰ نے مجھے ذوی القربیٰ سے احسان کی وصیت فرمائی ہے اور میں انہیں ان پر
احسان کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

مبغملہ ایک امر یہ تھا کہ حضرت عثمان بن مالک کا بہت سامان اپنے گھر اور
اور اپنی اولاد کے گھروں کی تعمیر میں ضائع کر دیتے تھے۔ جبکہ حضرت عمر کے
زمانہ میں عبداللہ بن ارقم اور مصعب بن عمیر کو بیت المال پر بنایا گیا۔
پھر جب ان سے ایسا امر دیکھا تو حضرت عمر نے ان کو معزول کر کے زید بن ثابت
کو عامل بنا دیا اور چابیاں اپنے ہاتھ میں رکھیں۔

پھر آپ نے ایک دن زید بن ثابت سے فرمایا! بیت المال میں فاضل مال موجود ہے
تو یہ پھیلی تیرے لئے ہے۔

حضرت زید نے وہ پھیلی لے لی تو اس میں ایک لاکھ درہم سے زائد کی رقم تھی۔
قیسی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود و ابی عطار دونوں سے

جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود ربذہ کی طرف چلے گئے تھے اور وہیں وفات تک وہیں رہے اور زبیر کو
وصیت، زبیر بھیجا اور وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ وہ پڑھائیں اور حضرت عثمان نے اس کی اجازت نہ
دی تاکہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ پھر جب انہیں دفن کیا گیا تو حضرت عثمان ان کے باپ کی
عطا کے ساتھ ان کے وارثوں کو پانچ سال ملتے رہے۔

چوتھا اعتراض :-

چوتھی وجہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے بقیع کے ایک حصہ کو چراگاہ بنا رکھا
تھا اور لوگ اس سے منع کرتے تھے اور آپ نے چراگاہ میں دگنی جگہ ملا دی۔

پانچواں اعتراض :-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے مدینہ منورہ کے بازار میں ایک جگہ بھڑ رکھی
تھی جہاں خرید و فروخت نہ ہوتی تھی۔ تو کہتے ہیں کہ اس سے کھجور کی گٹھلی بھی خرید سکتے تھے
یہاں تک کہ حضرت عثمان کا دیکھیں اس چیز کو خرید لیتا جس کی حضرت عثمان کو اپنے اونٹ
کے چارے کے لئے ضرورت ہوتی۔

چھٹا اعتراض :-

یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے سمندر میں جگہ مخصوص کر رکھی تھی جہاں
سے ہر اس کشتی کو نکال دیا جاتا جس میں حضرت عثمانؓ کا سامان تجارت نہ ہو۔

ساتواں اعتراض :-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے ان اصحاب کو اسلامی شہروں سے ہٹا لیا
کر دیا تھا جن سے انہیں کام نہ ہوتا تھا۔

آٹھواں اعتراض :-

لوگ کہتے ہیں حضرت عثمان غنیؓ نے بڑے بڑے صحابہ کرام کو اُن کے دلوں سے دودھ کر دیا جن میں سے حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت جندب بن جنادہؓ ہیں اور اُن کا قصہ جس میں یہ اور نقل ہوا یوں ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ شام میں تھے کہ حضرت عثمانؓ کو اُن کے بارے میں یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگوں کے یثوب و نقائص بیان کرتے ہیں ۔ حضرت عثمانؓ نے معاویہ کو خط لکھا کہ اُنہیں گھوڑے کی نگلی پشت پر بٹھا کر ہماری طرف بھیج دے اور گھوڑے کو تیغی سے ہانکنے والا شخص بہت سخت اور تند خو ہونا چاہیے تو معاویہ نے اُنہیں اسی صورت میں حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت ابوذر سے فسوب عجیب حدیث :-

جب حضرت ابوذر غفاریؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت ابوذر نے فرمایا آپ نے مجھ پر فساد کیوں کیا ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے :-

اذ بلغ بنو ابی العاص ثلاثین رجلاً جعلوا مال اللہ دولاً

وعباد اللہ حولا و دین اللہ وغلا ثلثین رجلاً جعلوا مال اللہ العباد منهم

یعنی جب بنو ابی العاص تیس افراد ہو جائیں گے تو یہ اللہ کے مال کو اپنی

دولت و مال اللہ کے بندہ کو اپنے نوکر چاکر سمجھیں گے اور اللہ کے دین میں جہلہ اور مکاری کریں گے ۔ پھر اللہ تعالیٰ بندہ کو ان سے آزادی اور راحت دے گا۔

حضرت عثمانؓ نے یہ اس شخص کو جو مسلمانوں میں سے آپ کی خدمت میں حاضر تھا

فرمایا ! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا تھا؟
لوگوں نے کہا نہیں !

پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلوایا اور اُن سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا :-

آپ نے فرمایا نہیں ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہیں سنی ۔

بلکہ آپؐ نے یہ فرمایا ہے :-

ما اظلت الخضراء ولا اقلت الخيلاء اصدق لهجة

من ابی ذر۔

یعنی آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر نہ ابوذر کی مثل ہے اور نہ ان سے زیادہ کسی کا لہجہ صادق ہے۔

پھر حضرت عثمانؓ غصہ میں آگئے اور حضرت ابوذر کو فرمایا ! اس شہر سے نکل جائیں تو حضرت ابوذر یہ سن کر رعبہ کی طرف تشریف لے گئے اور اپنے وصال مبارک تک وہیں پر رہے۔

نوواں اعتراض شراب کی مشکیں :-

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت شام کے لشکر میں تھے تو ان کے پاس سے اونٹوں کی قطار گزری جن پر شراب لدی ہوئی تھی ۔ کسی نے کہا یہ شراب معاویہ کے لئے ہے ۔ حضرت عبادہ ہاتھ میں چھری لے کر کھڑے ہو گئے اور شراب کی کوئی مشک ایسی نہ چھوڑی جسے پھاڑ نہیں دیا ۔ پھر اہل شام کے سامنے حضرت عثمانؓ اور معاویہ

کی بُرائی بیان کی۔

معاویہ نے حضرت عثمانؓ کو خط لکھا جس میں عبادہ بن صامت کی شکایت کی اور انہیں مدینہ منورہ بھیج دینے کی اجازت طلب کی۔ پھر اُس نے عبادہ بن صامت کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔

جب وہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اے عبادہ تیرے لئے کیا ہے اور ہمارے لئے کیا ہے۔ تو ہمارا انکار کرتا ہے اور ہماری اطاعت سے نکل گیا ہے۔

حضرت عبادہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:-

لا طاعة لمن عصى الله تعالى
یعنی جو اللہ کی نافرمانی کرے اُس کی اطاعت نہیں۔

دسواں اعتراض صحابہ کی جلا وطنی :-

لوگ کہتے ہیں حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو جلا وطنی میں مبتلا کیا اور وہ اُلیسے ہے کہ جب انہیں کوفہ سے معزول کیا گیا اور زبردستی مدینہ کو بھیجا گیا تو انہیں چار سال تک مجبور رکھا یہاں تک کہ مجبور ہی فوت ہوئے۔

یہ لوگ اس امر کے سبب میں یہ گمان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ سے معزول کیا اور ولید بن عقبہؓ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ نے دیکھا کہ ولید ظلم و جور کرتا ہے تو انہوں نے اسے بُرا جانا، اور لوگوں کو مسجد کوفہ میں جمع کیا اور اُن کے سامنے حضرت عثمانؓ کے احداث و بدعات کا ذکر کیا۔

پھر کہا اے لوگو! تمہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے یا اللہ نے تم پر تمہارے شریر لوگوں کو مسلط کیا ہے؟
پھر تمہارے نیک لوگوں کو بلایا تو تمہیں کوئی جواب نہ دیا۔ یونہی انہیں حضرت ابی ذرؓ کے ربذہ کی طرف نکال دینے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ لہذا انہوں نے اہل کوفہ کی محض میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے:-

ثم انتم هؤلاء تقتلون انفسكم وتخرجون
قويقا منكم من ديارهم۔

پھر یہ جو تم ہو اپنے آپ کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو اُن کے وطن سے نکالتے ہو۔

اور یہ بات حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لوٹائی۔ پھر ولید نے حضرت عثمانؓ کی طرف خط لکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو زبردستی مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے تو حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سیاہ فام غلام کو بھیجا تو اُس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے نکال باہر کیا اور پھر پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اُن کے قرآن کو جلا دینے کا حکم اور انہیں اُن کے گھر میں قید کر دیا اور وہ اپنی وفات تک

چار سال تک کا عرصہ اپنے گھر پر قید رہے اور حضرت زبیر کو وصیت کی جس پر حضرت عثمانؓ نے اُن پر نماز جنازہ ترک نہیں کی۔

یہ لوگ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس گئے تاکہ انہیں واپس لائیں اور انہیں کہا کہ میرے لئے اللہ سے استغفار کریں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: یا اللہ تو بہت بڑا معافی دینے والا اور بہت درگزر فرمانے والا ہے مگر عثمانؓ سے درگزر نہ فرمانا یہاں تک کہ اس سے میرے لئے قید ہے۔

گیارہواں اعتراض ابن عوف کو منافی کہا:-

یہ لوگ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ وہ منافق ہیں اور یہ کہ جب صحابہ کرامؓ حضرت عثمانؓ غنیؓ پر ناراض ہوئے تو اُن سے بات نہ کیے تھے بلکہ ان کو خلیفہ بنانے پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو مدد کرتے تھے کہ انہیں تم نے ہی پسند کیا تھا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اس پر نادم ہوتے ہوئے کہا: میں نہیں جانتا تھا کیا ہوگا اور اس وقت یہ امر تمہاری طرف ہے۔

جب اُن کی یہ بات حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھی تو حضرت عثمانؓ نے کہا عبدالرحمن بن عوفؓ منافق ہے اور مجھے اُس کی باتوں کا پروا نہیں۔

عبدالرحمن بن عوفؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو قسم کھا کر کہا میں زندگی بھر اُس سے بات نہیں کروں گا اور وہ اپنی ہجرت پر قوت ہوتے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ منافق ہیں جیسا کہ حضرت عثمانؓ

نے کہا تو اُن کی بیعت کیسے درست ہے اور انہیں اس کا اختیار نہیں۔ اور اگر وہ منافق نہیں تو حضرت عثمانؓ کا یہ قول فسق ہے اور وہ امامت کی اہلیت سے نکل گئے۔

بارہواں اعتراض حضرت عمار کو پیش کیا:-

یہ لوگ ایک یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو مارا اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہاجرین و انصار سے بچا پس اصحاب نے حج ہو کر حضرت عثمانؓ کی بدعات لکھیں اور خط میں اُن پر اپنا بغض ظاہر کیا اور حضرت عثمانؓ سے کہا کہ یہ خط حضرت عثمانؓ کے پاس لے جائیں تاکہ وہ پڑھ لیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اس ناپسندیدہ امر سے رجوع کر لیں۔

حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ رجوع نہیں کرتے تو صحابہ اُن کی بیعت سے نکل جائیں گے اور اُن کی جگہ کسی دوسرے کو بدل دیں گے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ پھر جب حضرت عثمانؓ نے خط پڑھا تو انہوں نے خط کو پھینک دیا۔ حضرت عثمانؓ نے انہیں کہا کہ خط پھینکنے کی بجائے اسے دیکھیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا لکھا ہوا ہے اور خدا کی قسم میں آپ کو نصیحت کرنے والا ہوں اور آپ کے لئے خوفزدہ ہوں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے سمیرہؓ کے بیٹے! تو جھوٹ کہتا ہے۔ پھر آپ نے لڑکوں کو حکم دیا کہ اسے مارو۔ یہاں تک کہ اُن کے پہلو میں چوٹ آئی اور وہ اس پر بے ہوش ہو گئے۔

ان لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت عثمان غوث کھڑے ہوئے اور حضرت عمارؓ کے پیٹ پر ضرب لگا دی اور وہ اس ضرب شدید سے بیہوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کی چار نمازیں قضا ہو گئیں جو انہوں نے ہوش میں آنے کے بعد ادا کیں اور نازک حصہ پر چوٹ آنے کی وجہ سے انہوں نے کپڑوں کے نیچے جا لگیہ مہینا شروع کر دیا اور حضرت عمارؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جسم کے نازک حصہ پر ضرب کی وجہ سے نیچے جا لگیہ پہنا۔ حضرت عثمانؓ پر حضرت عثمان کی اس سختی کے بارے میں سنا تو بنو مخزوم نے غضبناک ہو کر کہا خدا کی قسم اگر عمارؓ اس ضرب کے ساتھ فوت ہو جاتے تو ہم بنو امیہ کے بہت بڑے شیخ کو ضرور قتل کر دیتے اور شیخ سے ان کی مراد حضرت عثمانؓ تھے۔

پھر یہ کہ حضرت عمارؓ نے خود کو اپنے گھر یا بند کر لیا۔ یہاں تک کہ فتنے کا امر پیدا ہو گیا۔

تیسرا سوال اعتراض کعب بن عبدہ کی بے حرمتی کرنا:-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے کعب بن عبدہؓ البہری کی بے حرمتی اور بے عزتی کی ہے اور یہ کہ اہل کوفہ کی ایک جماعت نے اکٹھے ہو کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں ان کی بدعات کا ذکر کرتے ہوئے ان سے کہا کہ اگر آپ ان کاموں سے باز رہیں تو ہم آپ کی بات سنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے بصورت دیگر ہم یہاں آپ کو برا بھلا کہیں گے اور ہم پر آپ کی اطاعت واجب نہیں اور عذر خواہی دے رہے ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے عنزہ کے ایک شخص کے پاس ایک خط بھیجا تاکہ وہ اسے حضرت عثمان کی طرف لے جائے۔

بادیہ دیگر اہل کوفہ کے کعب بن عبدہؓ نے ذاتی طور پر آپ کو بہت سخت لکھا

حضرت عثمانؓ نے ان خطوط سے آگاہی کے بعد سعید بن عاص کو خط لکھا کہ کعب بن عبدہ کو فوراً پکڑ کر کوفہ کے کسی پہاڑ پر برہنہ کر کے بیس کورے لگائے جائیں اور پھر اسے کسی دوسرے پہاڑ پر پھینچا دینا۔

چودھواں اعتراض اشتر نخعی کی بے حرمتی کی:-

ان لوگوں کا چودھواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اشتر نخعی کی بے عزتی اور بے حرمتی کی ہے اور یہ اس طرح کہ حضرت عثمانؓ کے کوفہ میں پہلے گورنر سعید بن عاص جب مسجد میں داخل ہوئے تو ان کے پاس کوفہ کے سردار گئے اور ان سے کوفہ در سواد کوفہ کے بارے میں ذکر کیا۔

سعید بن عاص کے ایک درباری عبد الرحمن بن حنین نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کوفہ کے تمام گرد و نواح کا علاقہ امیر یعنی گورنر سعید بن عاص کے لئے ہو۔

اشتر نخعی نے کہا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہماری تلواروں سے دیلے ہے وہ امیر کے لئے نہیں۔

عبد الرحمن نے کہا اے اشتر خاموش رہ۔ اگر امیر چاہے تو تمام علاقہ اسی کے لئے ہے۔

اشتر نخعی نے کہا اے عبد الرحمن تو جھوٹ کہتا ہے اگر امیر چاہے بھی تو اس پر اسے قدرت حاصل نہیں۔ اس کے ساتھ ہی عام لوگ اٹھ کر اشتر نخعی کو مارنے لگے یہاں تک کہ اس کے پہلو میں سخت چوٹ لگائی۔

سعید نے اس واقعہ کے بعد حضرت عثمانؓ کو خط لکھا کہ اے اجازت دی جائے کہ وہ اشتر اور اس کے ان ساتھیوں کو کوفہ سے شام کی طرف نکال دے جنہوں نے

اُس کی مدد کی۔

حضرت عثمانؓ نے اُسے اجازت دے دی تو اُس نے کوفہ کے بیس صلحاء اور نیک آدمیوں کے ساتھ اشتر نخعی کو زبردستی کوفہ سے شام بھیج دیا اور وہاں انہیں قید کر دیا۔ یہاں تک کہ فتنہ عثمان واقع ہو گیا۔

پھر سعید مدینہ منورہ کی طرف چلا گیا تو کوفہ حضرت عثمان کے عمال پر تنگ ہو گیا اور کوفہ کے سرداروں نے اشتر کی طرف خط لکھا۔

”اما بعد! تمہاری برادری کے سرداران کوفہ نے جمع ہو کر حضرت عثمان کے اعدا و بدعات کے بارے میں مذاکرات کئے اور جو اُمہوں نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے اُس کا بھی ذکر ہوا۔ اور وہ دیکھتے ہیں کہ کیا اُن پر اللہ تعالیٰ کی معصیت میں حضرت عثمان کی اطاعت واجب ہے؟ اور کوفہ کا گورنر سعید یہاں سے چل گیا ہے اور ہم نے اُس سے وعدہ لیا ہے کہ وہ کبھی گورنر بن کر کوفہ میں نہیں آئے گا۔ پس تم ہمیں آکر ملو اور اگر تم چاہو تو ہمارے ساتھ مل کر اپنے ساتھ پیش آنے والے معاملہ کی گواہی دو۔“

پھر کوفہ کے سرداروں نے اکٹھے ہو کر سعید بن عاص گورنر کے ایک درباری ثابت بن قیس کو کوفہ سے نکال دیا۔ پھر اشتر اور دیگر اہل کوفہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ حضرت عثمانؓ کو کوفہ میں گورنر بھیجنے سے منع کریں۔

جب یہ خبر حضرت عثمانؓ کو پہنچی تو آپ نے اُن کی طرف سعید کو بھیجا۔ جب وہ

مقام عذیب پر پہنچا تو اُس کی کوفہ سے آنے والے لشکر کے ساتھ ملاقات ہو گئی اہل لشکر نے کہا اے اللہ کے دشمن واپس چلا جا۔ تو فرات کا پانی تیار کرنے کے بعد کوفہ میں اُسے نہیں چکھ سکے گا۔ پھر انہوں نے اُس سے لڑائی کی اور اُسے بھگا دیا۔ سعید خائب و خوار حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عثمانؓ نے اشتر کو خط لکھا جس میں اُسے امام کی مخالفت پر وعید کی گئی۔

حضرت عثمانؓ کے خط کے جواب میں اشتر نے انہیں خط لکھا جس کا عنوان یہ تھا: ”مالک بن حویرث کی طرف سے اپنے نبیؐ کی سنت سے نکل جانے والے اور حکم قرآن کو پس پشت ڈال دینے والے خلیفہ کے نام۔“

اما بعد! اگر اُسے خلیفہ پر طعن کیا جائے جو عدل کرنے والا اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے تو یہ وہاں ہوگا اور جب خلیفہ ایسا نہیں ہوگا تو اُسے اللہ تعالیٰ کی قربت اور وسیلے کی طرف الگ کر دینا چاہیے۔

یہ خط لے کر کھیل بن زید و حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچا تو اُس نے سلام کہا مگر امیر المومنین کہہ کر مخاطب نہ کیا۔ لوگوں نے اُسے کہا تم نے امیر المومنین پر خلافت کے ساتھ سلام کیوں نہیں کیا؟

کھیل بن زید نے کہا اگر یہ اپنے افعال سے توبہ کر لیں! ہمیں وہ دیدیں جو ہم چاہتے ہیں تو یہ ہمارے امیر ہیں ورنہ نہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا جو تم چاہتے ہو وہ میں تمہیں دوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارا

گورنر کسے بنائیں؟ انہوں نے ابوموسیٰ اشعری پر اظہارِ رضا مندی کیا تو حضرت عثمان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اُن کا گورنر بنا دیا۔

پندرہواں اعتراض قرآن کے نسخے جلا دیئے :-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابی بن کعب کے قرآن کے نسخے جلا دیئے اور لوگوں کو حضرت زید بن ثابتؓ کے جمع کردہ قرآن پر جمع کر لیا۔ اور جب حضرت عبداللہ ابن مسعود کو پتہ چلا کہ اُن کا نسخہ قرآن جلا دیا گیا اور اُن کا نسخہ قرآن اُن کے کوفہ میں رہنے والے ساتھیوں کے پاس تھا جنہیں اُن کی حفاظت کے لئے کہا گیا تھا۔ پھر انہیں کہا میں نے اُس وقت قرآن مجید کی ستر سورتیں پڑھ لی تھیں جب زید بن ثابت ابھی بچوں میں سے ایک بچہ تھے۔

سولہواں اعتراض ابن عمرؓ پر حد کیوں قائم نہ کی :-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبید اللہ بن عمرؓ پر اُس وقت اللہ کی حد قائم کرنا ترک کر دیا تھا جب اُس نے ہرمزان اور حنیفہ اور اُس کی دو چھوٹی بیٹیوں کو حضرت عمرؓ کے قاتل ابی ولوک دجہ سے قتل کر دیا تھا۔

چنانچہ صحابہ کرام اکٹھے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور انہیں عبید اللہ بن عمرؓ سے قتل کا قصاص لینے کے لئے کہا اور حضرت علیؓ نے بھی حضرت عثمان کو یہی مشورہ دیا مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ اسی بنا پر حضرت عثمان کی شہادت کے بعد عبید اللہ بن عمرؓ معاذیہ کے پاس بھاگ گیا۔ کیونکہ اُسے غوثِ تھا کہ حضرت علیؓ اُسے ہرمزان کے قتل کے بدلہ میں قتل کر دیں گے۔

سترہواں اعتراض منیٰ میں نماز پوری کیوں پڑھی :-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے منیٰ میں نماز پڑھ لی اور لوگوں سے مخالفت کی باوجود یکہ آپ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منیٰ میں نمازیں قصر کرتے تھے۔

اٹھارہواں اعتراض :-

یہ لوگ کہتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرائض وغیرہ کے مسائل میں تمام امت کا مخالفت کرتے ہیں اور اپنے شاذ اقوال ہی اکیلے ہیں۔

انیسواں اعتراض وعدہ خلافتی کرتے تھے :-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ وعدہ خلافتی کرتے تھے۔ کیونکہ اہل مصر نے اُن سے اپنے گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی شکایت کی تو آپ نے اُن سے وعدہ کیا کہ اُن کا گورنر اُس شخص کو بنایا جائیگا جسے وہ پسند کرتے ہیں۔

پھر اہل مصر نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اُن کا گورنر بنا دیا اور انہیں مصر کی طرف بھیج دیا۔

بعد ازاں اپنے گورنر مصر ابن ابی سرح کو خط لکھا جس میں آپ نے اُسے حکم دیا کہ محمد بن ابی بکر کو پکڑ لیں اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں، اور اسی وجہ سے اہل مصر مدینہ منورہ واپس لوٹ گئے اور حضرت عثمان کا محاصرہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

ان اعتراضات کے جوابات

پہلے اعتراض کے جواب :-

یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو معزول کر دیا تھا اور ان صحابہ میں سے ایک حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہیں جنہیں معزول کیا گیا تو ان کے معزول کرنے کا حضرت عثمانؓ نے عذر پیش کیا ہے اور وضاحت سے بیان ہوا کہ چونکہ اگر آپؐ انہیں معزول نہ کرتے تو بصرہ اور کوفہ کے لوگ اور ان کے گورنر پر لیٹان ہو کر آپس میں ٹکرا جاتے اس لئے کہ دونوں شہروں کے لشکروں میں اختلاف واقع ہو جاتا تھا۔

یہ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے حضرت عمارؓ کے زمانہ خلافت میں انہیں ٹیٹ لکھا جس میں ان سے مدد مانگی گئی تھی اور حضرت عمرؓ نے کوفہ کے لشکر کی مدد کی تو حضرت ابوموسیٰؓ نے کوفہ کے لوگوں کے اپنے پاس آنے سے پہلے انہیں حکم دیا کہ براہِ مز کی طرف جاؤ۔

یہ لوگ اُس کی طرف گئے اور اُسے فتح کیا اور وہاں کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا تو حضرت ابوموسیٰؓ نے اس پر ان کی تعریف کی۔ مگر وہ بصرہ کے لشکر کے

برعکس کوفہ کے لشکر کی فتح کو نسبتاً ناپسند کیا۔ پس حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے انہیں کہا کہ میں تمہیں امان دیتا ہوں اور سچے ماہ کی مہلت دیتا ہوں۔ اس میں دونوں لشکروں کے درمیان اختلاف واقع ہو گیا تو لوگوں نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا جس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کے لشکر میں موجود حضرت براءؓ، حضرت خذیفہؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت سعید بن عمروؓ الفزاری جیسے صالحین کو خط لکھا اور انہیں حکم دیا کہ ابوموسیٰؓ سے اس امر میں حلف لیں۔ اگر وہ حلف دے دیں تو انہیں امان دے دیں اور ان پر مہلت ہو جائے۔

بعد ازاں ان لوگوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے حلف مانگا تو انہوں نے حلف اٹھا لیا اور ان کے قیدی واپس کر دیئے اور ان کی مہلت کا انتظام کرنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوموسیٰؓ کے متعلق فوج کے دلوں میں کینہ باقی رہا۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ کو حضرت عمرؓ کی طرف بھیجا جس نے اُسے کہا کہ اگر انہیں امان دے دی گئی تو اس کا تمہیں علم ہے۔

پس حضرت عمرؓ نے انہیں زبردستی بلوایا اور ان سے قسم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حق پر قسم کھائی ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا: میں نے لشکر کو ان کی طرف حکم نہیں دیا تھا یہاں تک کہ انہوں نے کیا جو کیا، اور ہم قسم کے بارے میں تمہارے امر کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑنے میں تو اپنے امر کی طرف لوٹے جاتے ہیں۔ مگر تم اس وقت اس مقام کو نہیں یاد کے جہاں تم کھڑے ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہم وہ امر یا لیں جو تمہارے عمن کے لئے ہیں کافی ہو جس میں ہم نے اُسے ولی بنایا۔

پھر حب حضرت عثمان کے راستے سے ہٹ گئے اور حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو بصرہ کے لشکر نے حضرت ابو موسیٰ کے نخل کی شکایت کی اور کوفہ کے لشکر نے شکایت کی جو ان پر طاعت کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ پر دونوں فریقوں کے معاملہ سے دُور اور انہیں بصرہ سے معزول کر دیا اور بصرہ کے گورنر ایک صاحب کرامت نوجوان عبداللہ بن عامر بن کریم کو بنا دیا جو کہ سادات قریش میں سے تھے اور یہ وہ شخص ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس وقت اپنی زبان مبارک چوسائی تھی جب وہ اپنے پالنے میں آپ کی طرف لپکا تھا۔

عمر بن عاص کی معزولی کی وجوہ :-

رہا عمرو بن العاص جسے حضرت عثمانؓ نے معزول کیا تھا تو یہ اس لئے تھا کہ بہت سے اہل مصر نے اس کی شکایت کی تھی اور اس سے پہلے حضرت عمرؓ بھی اُسے معزول کر چکے تھے۔ جب آپ کو اُس کی طرف سے ناگوار امر پہنچا تھا۔ پھر اُس نے ظاہر طور پر تو یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے اُسے گورنری پر واپس بھیج دیا۔ ایسے ہی حضرت عثمان نے اُسے معزول کر دیا۔ کیونکہ اُس کی رعایا نے اس کی شکایت کی تھی۔

اور رافضی کیسے گمان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اسلام میں منافق تھے جبکہ حضرت عثمان نے اُن کا عمرو بن عاص کو معزول کرنا درست سمجھا تھا۔

تو حضرت عثمان پر کیسے اعتراض ہو سکتا ہے جبکہ معزولی عمرو بن عاص میں وہاں لوگوں کے نزدیک راہِ صواب پر ہیں۔

ابن ابی سرح کی گورنری کا حوالہ :-

رہا آپ کا عبداللہ بن ابی سرح کو گورنر بنانا تو یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسن نظر آمدنیک گمان ہے۔ کیونکہ ابن ابی سرح نے توبہ کی تھی اور اپنے عمل کی اصلاح کر لی تھی۔ سوا اس میں اُس کے لئے یہ ہے کہ اس کی گورنری کے آثار اچھے تھے۔ کیونکہ اس نے گرد و نواح کے ایک بڑے علاقہ کو فتح کیا تھا یہاں تک کہ وہ بلاد مغرب کے سمندر میں جزیروں تک پہنچ گیا اور اس کی فتوحات میں ڈیڑھ کروڑ دینار حاصل ہوئے۔ علاوہ اس مالِ غنیمت کے جو مختلف اموال کے معنفوں میں تھا اس مالِ غنیمت سے اُس نے حضرت عثمانؓ کی طرف خمس بھیجا اور باقی اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا اور اس کے لشکر میں صحابہ کرام اور صحابہ کی اولاد میں سے بھی کچھ لوگ موجود تھے جیسے کہ عقبہ بن عامر الجہنی، عبدالرحمن بن ابی بکر، عبداللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ یہ لوگ اس کے پرچم تلے لڑتے تھے اور اس کی اطاعت کرتے تھے اور اُمورِ مہم میں اُسے عمرو بن عاص سے زیادہ بہتر اور طاقتور پاتے تھے۔ پھر اس نے یعنی ابن ابی سرح نے قسطنطنیہ واقع ہونے کے وقت اپنی ذات میں اپنے حصّہ رائے سے ابتدا کی۔ پھر جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو دونوں فریق معزول ہو گئے۔ پھر نہ وہ مشہد میں موجود تھا نہ اُس نے مشرکوں سے جنگ کے بعد کسی سے لڑائی کی۔

حضرت عثمانؓ یا مشرک کی معزولی :- رہا حضرت عثمانؓ یا مشرک

کو معزول کرنا تو لوگ اس گمان میں غلطی پر ہیں۔ اس لئے کہ انہیں حضرت عثمان نے نہیں بلکہ حضرت عثمان نے معزول کیا تھا اور وہ اس طرح کہ اہل کوفہ نے حضرت عثمان سے حضرت عمار کی شکایت کی تو حضرت عثمان نے انہیں فرمایا اہل کوفہ سے کون پورا آسکتا ہے کہ اگر ان پر پہیز گارا اور متقی شخص کو عامل بنایا جاتا ہے تو اسے کمزور سمجھ لیتے ہیں اور اگر ان پر طاقتور شخص کو عامل بنا دیں تو اسے کھینچا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت عمار بن یاسر کو معزول کر کے ان کی جگہ مغیرہ بن شعبہ کو گورنر بنا دیا۔

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو اہل کوفہ نے ان سے مغیرہ بن شعبہ کی شکایت کی اور اس کے بارے میں بتایا کہ بعض امور میں رشوت لیتا ہے۔

حضرت عثمان نے جب دیکھا کہ ان لوگوں کے نزدیک مغیرہ بن شعبہ کی کچھ عزت و توقیر نہیں تو انہوں نے اسے وہاں سے معزول کر دیا۔ اگرچہ اہل کوفہ کا اس پر افتراء تھا۔

ان رافضیوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ مغیرہ بن شعبہ کی معزولی پر حضرت عثمان کو ملامت کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مغیرہ کی تکفیر کرتے ہیں۔

اس پر ہم کہتے ہیں کہ حضرت عثمان سے پہلے بھی اور بعد میں بھی خلفاء اپنے گورنروں کو تبدیل کرتے رہے ہیں۔ وہ جس عامل کو دیکھتے کہ اس کا معزول ہونا مناسب ہے اس کو معزول کر دیتے۔ اور جو شخص ان کا نگاہ میں لوگوں کے لئے مناسب ہوتا اسے عالی بنا دیتے۔

چنانچہ حضرت عثمان نے شام سے حضرت خالد بن ولید کو معزول کر کے حضرت

ابو عبیدہ کو مدینہ کا عامل بنایا اور مصر سے قیس بن سعد کو معزول کر کے اس کی جگہ اشتر نخعی کو گورنر مقرر کیا۔

کیا تو نے معاویہ کو دیکھا کہ جب اس نے خلافت کے دوران جزیرے پر غلبہ حاصل کیا اور روم کی حدود میں کئی شہروں اور جزیرہ قرص کو فتح کیا اور مال غنیمت میں ایک لاکھ بکریوں کے علاوہ چاندی اور مال کی دیگر امانات حاصل کیں تو حضرت عثمان نے اسے گورنر بنا دیا اور اس کی سیرت کی تحریف کی۔ چنانچہ اس کی جنگوں نے اسے اس کی ولایت پر توقیر دی۔

دوسرے اعتراض کا جواب حکم بن عمار کی واپسی :-

رہا دوسرا قصہ کہ حضرت عثمان بیت المال میں اسراف کرتے تھے یعنی اپنی ذات پر بہت زیادہ مال خرچ کرتے تھے تو اس روایت کا بہت صاحب آپ پر افتراء ہے اور جو قصہ درست ہے اس میں آپ کا اندر واضح اور ظاہر ہے۔

رہا حکم بن عمار کو مدینہ منورہ میں واپس بلانا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسے واپس بلانے کی اجازت لے لی تھی اور اس کے ساتھ یہ وعدہ کر لیا تھا۔ پھر حضرت ابو بکر خلیفہ بنے تو حضرت عثمان نے حکم بن عمار کی واپسی کیلئے کہا۔

حضرت عثمان کے جواب میں حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں اسے مدینہ کی طرف کیسے

بلاؤں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے دُور کیا ہے ؟

حضرت عثمان نے انہیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

اس کی اجازت لے رکھی ہے۔
حضرت ابو بکر نے کہا میں نے آپ کو اس کے لئے یہ فرماتے ہوئے
نہیں سنا۔

حضرت ابو بکر نے اس دلیل پر حضرت عثمان کا ساتھ نہیں دیا۔ پھر جب
حضرت عمر خلیفہ بنے تو حضرت عمر نے اُس سے یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی انکار کیا۔
چنانچہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ نے حکم کے بارے میں ایک ہی بات کی کہ اُسے
مدینہ منورہ میں نہیں لایا جاسکتا۔

پھر جب حضرت عثمانؓ خود خلیفہ بنے تو انہیں اس اجازت کا علم تھا، اور
یہی قول اکثر فقہاء کا ہے اور یہی حضرت عثمانؓ کا مذہب ہے اور یہ اس کے بعد ہے کہ
حکم نے توبہ کر کے اس امر میں اپنی اصلاح کر لی تھی جس کی وجہ سے اسے مدینہ منورہ
سے دُور کیا گیا تھا اور جو توبہ کا اعادہ کرتا ہے وہ لائق تعریف ہے۔

حکم اور مروان کو مال دینے کا جواب :-

ربانیہ کہ حضرت عثمانؓ نے حکم بن عاص کو ایک لاکھ درہم بھیجے تھے
تو یہ امر درست ہے۔ کیونکہ حکم سے بیٹے حارث کی بیٹی سے حضرت عثمانؓ کے بیٹے
کا شادی ہو چکی تھی، تو حضرت عثمانؓ نے اپنے ذاتی مال سے ایک لاکھ درہم اُسے
دیئے تھے اور حضرت عثمانؓ جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں صاحب ثروت شخص
تھے اور ایسے ہی حضرت عثمانؓ نے اپنی بیٹی ام ابان کا نکاح مروان بن حکم کے بیٹے
سے کیا تھا اور اُسے اپنے مال غنیمت سے ایک لاکھ درہم کا سامان دیا تھا کہ بیت المال

سے اور یہ صلہ رحمی ہے جو لائق تعریف ہے۔

ربانیہ کا حضرت عثمانؓ پر یہ طعن کرنا کہ انہوں نے افریقہ کے مال غنیمت
سے مروان بن حکم کو خمس دیا تھا تو ان کی یہ بات غلط ہے۔ اور اس قضیہ میں مشہور
امر یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ابن ابی سرح کو دو ہزار کے لشکر پر امیر بنایا تھا
اور وہ افریقہ کی جنگ میں موجود تھا۔

پھر جب مسلمانوں نے غنیمت کا مال جمع کیا تو ابن ابی سرح نے اُس مال میں سے
پانچواں حصہ سونا نکال لیا جس کی قیمت پچاس لاکھ دینار تھی اور یہ سونا اُس نے
حضرت عثمانؓ کی طرف بھیج دیا اور مال غنیمت کی دیگر اصناف اور موشیوں وغیرہ
میں سے بھی اُس نے خمس نکالا تاکہ اُسے مدینہ منورہ بھیجا۔ اُس مال میں سے مروان نے
ایک لاکھ درہم کا سامان خرید لیا اور باقی رہنے دیا۔ پھر وہ افریقہ فتح ہونے کی خوشخبری
لے کر حضرت عثمانؓ کو خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمانوں کے دل ڈر رہے تھے کہ افریقہ کی
جنگ میں ہتھیار لینے والے مسلمانوں کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

مروان نے فتح کی خوشخبری کے ساتھ باقی ماندہ مال حضرت عثمانؓ کی خدمت میں
پیش کر دیا اور امام کہہ حق حاصل ہے کہ وہ خوشخبری دینے والوں کو اپنی مرضی کے ساتھ
بشارت کی حیثیت کے مطابق بیت المال سے مال دے سکتا ہے۔

عبداللہ بن خالد کو بیت المال سے قرض یا تھا :-

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن خالد بن اسد کو تین لاکھ درہم
بھیجے تھے۔ کیونکہ جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تو اہل مصر عبداللہ بن خالد کو یہ رقم دینے
پر حضرت عثمانؓ کو ملاقات کرتے تھے۔

جبکہ حضرت عثمان نے انہیں اس کا یہ جواب دیا تھا کہ بیت المال سے یہ رقم عبداللہ بن خالد کو بطور قرض دی گئی ہے اور حضرت عثمانؓ بیت المال کا حساب ذاتی طور پر رکھتے تھے۔

مدینہ کے بازار کا چوہدری :-

ربا اُن کا یہ دعویٰ کہ حضرت عثمانؓ نے حارث بن حکم کو مدینہ منورہ کے بازار میں چوہدری مقرر کیا تھا کہ وہ فروخت ہونے والے مال سے دسواں حصہ لیا کرے۔ اُن کا یہ دعویٰ درست نہیں اس لئے کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن حکم کو مدینہ منورہ کے بازار میں اس لئے مقرر کیا تھا کہ وہ تاپ تول کے پیمانوں کو چیک کرے مگر وہ دو یا تین دن چارے کا فروخت پر مشغول ہو گیا اور اُسے اپنی ذات کے لئے خریدا تھا۔

پھر جب یہ بات حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے اسے ناپسند کیا اور حارث کو معزول کر دئے ہوئے اہل مدینہ سے کہا کہ میں نے اسے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

تو بعض کارندوں کی زبردستی میں بادشاہ پر ملامت نہیں ہو سکتی جبکہ وہ اپنے علم میں آئے کے بعد اُس کا سد باب کر دے۔

روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن حکم کو مدینہ منورہ کے بازار میں دو درہم یومیہ پر مقرر کیا تھا اور اہل مدینہ سے کہا تھا کہ جب تمہاری کوئی چیز چوری ہو جائے تو وہ اس سے ملے لو اور یہ انتہائی انصاف ہے۔

حضرت ابوموسیٰ کا واقعہ کھوٹا ہے :-

ربا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا قوتہ قریب میں کوئی چیز درست نہیں کیونکہ اسے ابن اسحاق نے حدیث عن ابی موسیٰ کہہ کر روایت کیا اور مجهول روایت سے استدلال درست نہیں۔

اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حضرت ابوموسیٰؓ عملاً حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر نہ تھے مگر اُس آخری سال میں جس سال حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی اور وہ اُن کی طرف واپس نہیں آئے۔ کیونکہ جب انہیں عبداللہ بن عامر کے ساتھ معزول کیا گیا تو حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال سے اہل کوفہ کی طرف بھیجنے کے لئے اُس سال کوئی عامل نہیں تھا جس سال آپ کو شہید کیا گیا۔ تو حضرت موسیٰؓ کوفہ کے گورنر تھے اور گورنری سے اور آپ کی طرف واپس نہیں آئے۔

پھر اہل خارجیوں اور رافضیوں سے کہتا ہوں کہ خارجی حضرت ابوموسیٰؓ اشعریؓ اور رافضی حضرت عثمانؓؓ کا تکفیر کرتے ہیں تو اُن کے ایک دوسرے پر دعویٰ میں نہ حجت ہے نہ دلیل۔

بیت المال کے عامل کیوں معزول کیے تھے ؟

ربا بیت المال کی ولایت سے ابن ارقم اور معبقیب کو حضرت عثمانؓ کا معزول کرنا۔

تویہ دونوں حضرات کیرالشن تھے اور بیت المال کی حفاظت کر لے کر
ضمیف و کمزور تھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کیا تو لوگوں
سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

”جان میں کہ عبداللہ بن ارقم حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
زمانہ سے کر آج تک تم پر جرات و طاقت والے تھے اور اب وہ بوڑھے اور کمزور
ہو چکے ہیں تو میں نے ان کی جگہ زید بن ثابت کو عامل بنا دیا ہے۔“

بیت المال سے ذاتی عمارتیں نہیں بنائیں :-

اور یہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دور خلافت میں بیت المال
کے مال سے ذاتی عمارتیں بنائیں اور بیت المال کی رقم ضائع کی تو یہ بہتان آپ پر فرا
ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ جبکہ حضرت عثمانؓ صحابہ کرام میں سے زیادہ مالدار تھے
اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی طرف سے صحابہ کرام کے درمیان ایسی چیز ظاہر ہو جبکہ
وہ کثرت حیا و متصف ہیں اور کثرت حیا کی زیادتی کی وجہ سے فرشتے ان سے حیا
کرتے ہیں۔

ہم جہالت کی زیادتی اور ہوا و ہوس کے باقی رہنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ
مانگتے ہیں آمین، ثم آمین۔

بیت المال کا فاضل مال :-

ان کا یہ کہنا کہ بیت المال کا فاضل سامان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

دے دیا جاتا تھا، قطعی طور پر افتراء و اختلاف ہے۔ بلکہ صحیح صحیح یہ کہ آپ نے
اپنے ساتھیوں پر مال تقسیم تو بیت المال میں ایک ہزار درہم فاضل تھے۔ آپ نے
انہیں اس کام میں خرچ کرنے کا حکم دیا جس میں مسلمانوں کی بہتری سمجھتے تھے۔

چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کی مسجد مبارک کی عمارت پر خرچ کی اور یہ جگہ مسجد میں اضافہ کیلئے حضرت
عثمانؓ نے خریدی تھی۔ تو یہ دونوں حضرات اپنے کام پر مشکور و محمود ہیں۔

تیسرے اعتراض کا جواب :-

یہ تیسرا قضیہ جو کہتے ہیں کہ ابن مسعود کی عطا روک لی، تو یہ اس خبر کی
صورت میں ظاہر تھا جو آپ کو پہنچی تھی اور آئمہ کرام ہمیشہ اسی مثل پر قائم رہے
ہیں۔ اگر دونوں مجتہد ہوں تو وہ دونوں یا تو مصیبت ہوں گے یا غلطی کرنے والے
اور مصیبت جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو محروم کرنے کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقتضاء کی طرف تاخیر تو ان کی طرف تاخیر کو دیکھنا ادا ہے
مگر جب ان پر فیصلہ ہوا تو یہ یا تو اس غایت کے حصول کو پہنچنے کے ساتھ ہے یا اس
کے علاوہ اس کے وارث کو پہنچنے کے ساتھ اور ہو سکتا ہے حضرت عثمان کے
نزدیک یہ نفع ہو۔ یعنی حضرت عثمانؓ حضرت ابن مسعود کا حق ان کے وارثوں کو لانا دیا ہو

چوتھے اعتراض کا جواب :-

یہ چوتھا قضیہ تو یہ جملہ یعنی چراگاہ کا مسئلہ ہے۔

جب حضرت عثمانؓ پر اہل مصر نے یہ اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ چراگاہ

زکوٰۃ کے آؤٹوں کے لئے ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے چراگاہ چھوڑ رکھی تھی۔

ان لوگوں نے کہا یہ زمین زیادہ ہے۔

حضرت عثمانؓ نے انہیں فرمایا اس لئے کہ اب زکوٰۃ کے آؤٹ بھی زیادہ ہو گئے ہیں اور یہ ایسی بات نہیں جس پر امام کو ملامت کی جلتے۔

پانچویں اعتراض کا جواب :-

یہ پانچویں بات تو وہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مدینہ منورہ کے باغوں میں مقررہ جگہ سے دوسری جگہ چراگاہ بنائی جبکہ یہ بھٹ ہے۔ اور وہ اس واقعہ کی آپ کے لئے کوئی اصل نہیں اور یہ درست نہیں سوائے اس حدیث کے جو حارث بن حکم کے واقع میں بیان ہوئی۔

ہاں! یہ ہو سکتا ہے کہ حارث بن حکم نے یہ کام کر کے حضرت عثمانؓ کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ اور اس روایت کے درست ہونے کی بنا پر اس امر پر عمل کیا جاتے گا کہ حضرت عثمانؓ نے یہ جگہ زکوٰۃ کے آؤٹوں کے لئے مخصوص فرمائی اور یہ جگہ چراگاہ کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ کیونکہ اس کے معنی میں یہی امر ہے۔

چھٹے اعتراض کا جواب :-

چھٹا قضیہ سمندر کی چراگاہ کا ہے تو اس واقعہ کے درست نقل ہونے کی بناء پر اسے اس امر پر محمول کیا جاتے گا کہ سمندر کا یہ علاقہ حضرت عثمانؓ کی ملکیت ملکیت میں تھا۔ کیونکہ آپ کی تجارت کا دائرہ کھلا ہوا تھا اور آپ کے جہاز ملکیت

اور اسلام کے زمانہ میں وسیع تر مال داغے تھے۔

ساتویں اعتراض کا جواب :-

ساتواں قضیہ یہ بتایا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے بہت سے صحابہ کرامؓ کو بلاد اسلامیہ سے دور ہٹا دیا تھا؟

اول یہ کہ انہوں نے اپنی زندگی میں حضرت عثمانؓ سے اجازت لی تھی اور ان کی اپنی اموات عراق کی زمین پر واقع کرنے پر قادر تھے اور جس زمین پر زندگی میں قادر ہو گا اُس کے مرنے کے بعد بھی اس زمین پر ہو گا۔

دوم اہل سبیر بیان کرتے ہیں کہ اہل یمن کے سردار مدینہ منورہ کے سردار مدینہ منورہ میں آئے اور انہوں نے اپنے شہروں اور علاقوں سے اس کی شکل حضرت طلحہؓ نے ایک جگہ دی اور اس کے عوض اُس سے وہ چیزیں جو اُس کے پاس تھیں اور اُسے ہی جو کوئی چیز دیتا وہ چیز مسلمانوں کے ہوتی اور وہ اپنی رائے سے جس میں مصلحت پاتے کرتے یا اگر جاریہ ہے تو ہم کہیں گے کہ نواح مدینہ کی ارا منی وقف تھی اور اگر ملکیت ہے تو ہم کہتے ہیں ان کی ملکیت ہے۔

آٹھویں اعتراض کا جواب :-

آٹھواں قضیہ کہ حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ کی ایک جماعت کو مدینہ منورہ سے دور کر دیا تھا۔ ان میں سے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

تو روایت ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ پر جھارت کرتے تھے اور ان کی شان میں بہت سخت کلام کرتے اور ان پر فتنہ و فساد برپا کر دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوذر

کی حضرت عثمان پر اس جسارت کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت عثمان کا رعب چلا جاتا اور آپ کی حرمت کم ہو جاتی تو انہوں نے منصب شریعت کی صیانت اور حرمت دین کی حفاظت کے لئے کیا جو کیا۔

اور حضرت ابوذرؓ نے اپنے فعل میں غلطی پیش کیا کہ وہ حضرت عثمانؓ کو اس طرف بلاتے ہیں جس پر اس کے دوزں صاحب تھے یعنی دنیا سے تخرید و علیحدگی اور اس میں زہد اور بے رغبتی اور اموال پر قناعت کی وجہ سے مباح اور جائز امور میں بھی مخالفت کرتے اور لوگوں کو جمع کر لیتے جن سے لڑائی پر مدد لیتے اور ان دونوں یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوذرؓ سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پر تھا اور حضرت ابوذرؓ ربذہ کی طرف نکالے جانے کے بعد ہمیشہ حضرت عثمانؓ کی اطاعت میں رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

جب حضرت ابوذرؓ مدینہ منورہ کی طرف آئے تو حضرت عثمانؓ کا غلام لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت ابوذرؓ نماز کے لئے آگے بڑھے اور کہا کیا تو خلیفہ ہے؟ اور خلیفہ زیادہ حقدار ہے۔ اور یہ قصہ زیادہ درست ہونے کی صورت میں رافضیوں کا نقل کر دیا ہے جو انہوں نے حضرت ابوذرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں بیان کیا

محمد سیرین کی روایت :-

جبکہ محمد بن سیرینؒ نے اس کے برعکس بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب حضرت ابوذرؓ شام میں آئے تو انہوں نے ربذہ میں رہنے کے لئے حضرت عثمانؓ سے اجازت طلب کی تو حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس قیام فرمائیں کل شام کو کھجوریں وغیرہ دیکر جائیں۔

حضرت ابوذرؓ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے تعلق رکھنے والی کسی چیز کی ضرورت نہیں تو حضرت عثمانؓ نے اُنہیں ربذہ جانے کی اجازت دے دی۔

قتادہ کی روایت :-

قتادہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو فرمایا :-

اِذَا سَأَلْتَ الْمَدِيْنَةَ بِلَاغٍ بِنَاذِرٍ هَاسِلٍهَا فَاَخْرِجْ مِنْهَا
یعنی جب تو دیکھے کہ مدینہ منورہ کی بنیادوں میں دراڑیں پڑ گئی ہیں تو اس سے نکل جانا۔ اور آپؐ نے شام کی طرف جانے کا اشارہ فرمایا۔

پھر جب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ آیا اور مدینہ منورہ کی بنیادوں میں دراڑیں پڑ گئیں تو حضرت ابوذرؓ شام کی طرف نکل گئے اور وہاں جا کر معاویہ کے کاموں پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ معاویہ نے اس امر کی شکایت حضرت عثمانؓ سے کی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو خط لکھا کہ ہمارے پاس آجائیں۔ ہمیں آپ کے مل جانے کی خوشی ہوگی اور مدینہ منورہ کی یہ ہمسائیگی معاویہ کی ہمسائیگی سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا! میں نے سنا اور اطاعت کی اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ پھر انہوں نے ربذہ جانے کی اجازت چاہی تو حضرت

عثمانؓ نے انہیں اجازت دے دی اور حضرت ابوذرؓ ریدہ چلے گئے اور وہیں پر آپ نے وفات پائی۔

یہ دونوں روایتیں تابعین سے عالمین کے دو اماموں کی بیان کردہ ہیں اور اہل سنت ان دونوں روایتوں کے علاوہ اہل بدعت سے اس قصہ کے مشابہ بیان کرتے ہیں۔

نوویں اعتراض کا جواب :-

یہ اعتراض حضرت عبادہ بن صامت کا قضیہ ہے۔ تو یہ دعویٰ باطل اور کذب و افتراء ہے۔ اور اس لئے کہ حضرت عبادہ نے نہ تو معاویہ کی شکایت کی اور نہ ہی حضرت عثمانؓ نے انہیں زبردستی بلوایا۔

اور وہ امر اس کے خلاف پر ہے جس میں ثقہ روایات بیان کی گئی ہیں اور ان کے اثبات میں علماء کا اتفاق ہے اور حق میں ایک نے دوسرے کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اس کی شہادت اس روایت سے ملتی ہے کہ جب معاویہ جزیرہ قبرص میں جنگ کر رہے تھے تو عبادہ بن صامت ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب مسلمانوں نے جزیرہ فتح کر لیا اور مال غنیمت لے لیا تو معاویہ نے خمس نکال کر حضرت عثمانؓ کی طرف بھیج دیا اور بیٹھ کر باقی ماندہ مال غنیمت اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا۔

صحابہ کی ایک جماعت ایک طرف بیٹھ گئی جن میں حضرت عبادہ بن صامتؓ

حضرت ابو درداءؓ، شداد بن اوسؓ، واثلہ بن اشقیقؓ، ابوامامہ باہلیؓ اور عبداللہ بن بشر المازنیؓ تھے تو وہاں پر گدھوں پر سوار دو شخص گزرے۔ حضرت عبادہ بن صامت نے انہیں کہا کہ تم نے یہ دونوں گدھے کہاں سے لئے ہیں؟ انہوں نے کہا! یہ ہمیں معاویہ نے مال غنیمت سے دیئے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ انہیں پہنچ کریں گے۔

حضرت عبادہ نے کہا کہ نہ تو تمہارے لئے یہ امر جائز ہے اور نہ ہی معاویہ کے لئے جائز ہے کہ تمہیں مال غنیمت کی چیزیں دے دے۔ وہ شخص دونوں گدھوں پر سوار ہو کر واپس معاویہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت معاویہ نے حضرت عبادہ بن صامت سے اس کے بارے میں پوچھا۔

عبادہ نے کہا میں غزوہ خنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھا اور لوگ آپ سے غنائم کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔ پھر آپ نے اونٹ کے بال پکڑتے ہوئے فرمایا :-

صالحی معاخاء اللہ علیکم من ہذا الغنائم

الا الخمس والایم خمس مردود علیکم۔

میرے لئے ان غنائم سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کئے

صرف خمس ہے اور تم پر خمس مردود ہے۔

تو اے معاویہ اللہ سے ڈر اور غنیمت کو جنگ کرنے والوں میں تقسیم کر اور اس میں سے کسی کو اس کے حق سے زیادہ نہ دے۔

معاویہ نے ان سے کہا! کہ میں تمہیں تقسیم غنائم پر حامل مقرر کرتا ہوں اور میرے علم میں شام میں تم سے افضل کوئی نہیں۔ لہذا تم اسے ان کے اہل

کے درمیان تقسیم کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

پس حضرت عبادہؓ نے مالِ غنیمت کو اُن کے اہل کے درمیان تقسیم کیا جبکہ حضرت ابو درداءؓ اور حضرت ابو امامہؓ نے تقسیم اموال میں ان کی امداد اعانت کی اور یہ صورت حضرت عثمانؓ کے آخری وقت تک ہمیشہ ایسے ہی رہی تو اس قسم سے حضرت عبادہؓ کا حضرت عثمانؓ کی اطاعت کرنا اور اُن میں آپ کے عامل کی اطاعت کرنا لازم آتا ہے۔ تو جو اس کے برعکس روایت بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔

دسویں اعتراض کا جواب :-

وہ اعتراض جس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر حضرت عثمانؓ کا زیادتی کو نا بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ جب تک یہ اقرار نہ کرے اسے مارے رہو، تو یہ سب بہتان اور اختلاف ہے اور اس میں کچھ بھی درست نہیں اور یہ جھلّاء اُس کذب کی حمایت کرتے ہیں جس میں وہ اپنی اغراض کے موافق دیکھتے ہیں۔ اس لئے کہ اس سے اُن کا ذکرنا دیانت نہیں۔ تو اگر حضرت ابن مسعودؓ بات کے ساتھ حضرت عثمانؓ سے معاملہ طے کرتے تو وہ اُن سے ملے اور انہیں نالہ نہ کرتے اور اگر یہ اُن سے صحیح ہے تو ضرور اُدب پر معمول ہوگا۔ کیونکہ منصبِ خلافت اس کا تحمل نہیں اور اُن سے یہ امر عوام کے درمیان پایا جاتا ہے اور یہ ضرب اُس سے بڑی ضرب نہیں جو حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سر پر اُس وقت دے ماری تھی جب حضرت سعدؓ حضرت عمرؓ کے لئے کھڑے نہیں ہوئے تھے اور حضرت عمرؓ کو انہوں نے کہا تھا کہ آپ خلافت

کا رعب نہ ڈالیں۔ تو اگر آپ چاہیں تو خلافت کو پہچانا جائے مگر رعب نہ ڈالیں۔

تاہم حضرت عثمانؓ کا حضرت سعدؓ کو فائدہ لگانا حضرت سعدؓ کو تبدیل نہ کر سکا اور نہ انہوں نے اس کو عیب جانا۔

ایسے ہی حضرت عثمانؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو اُس وقت مارا جب انہوں نے دیکھا کہ ابی بن کعب جارہے ہیں اور اُن کے پیچھے لوگ ہیں تو انہوں نے درہ بلند کرتے ہوئے کہا کہ یہ تابع کی ذلت اور متبوع کے لئے فتنہ ہے تو

حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عثمانؓ پر اس امر کا طعن نہیں کیا بلکہ انہیں اُدب کی وجہ سے دیکھا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں نفع دیا۔

بہر کیف یہ امر ہمیشہ سے ہے کہ خلفاء اور اُمراء جس سے اختلاف دیکھتے اُسے تادیب کرتے اور اسی پر روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن مسعودؓ کے لئے عند بنش کیا اور اُن کی دو بہنیں اُن کے گھر میں مقیم رہیں۔ جب وہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمانؓ اُن کی عیادت کو گئے اور کہا کہ میرے لئے استغفار کریں اور کہا اے ابابعد الرحمنؓ میں یہ کچھ آپ کو دیتا ہوں آپ لے لیں۔

پھر ابن مسعودؓ نے فرمایا مجھے آپ میری موت کے وقت ایسے عالم میں کیوں دے رہے ہیں جب مجھے اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت عثمانؓ کی پیشکش کو قبول نہیں فرمایا۔

پھر حضرت عثمانؓ حضرت اُمّ حبیبہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ آپ

ابن مسعودؓ کے پاس جائیں تاکہ وہ ان سے راضی ہو جائیں۔ حضرت اُمّ حبیبؓ نے اس بارے میں حضرت ابن مسعودؓ سے بات چیت کی۔

پھر حضرت عثمانؓ نے عند الملاقات انہیں کہا اے ابا عبد اللہ کیا آپ وہ بات نہیں کریں گے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کی تھی کہ: لَا تَشْرِبْ عَلَيْكُمْ الْبِئْرَ لِغَفَرِ اللَّهُ لَكُمْ۔

ابن مسعودؓ نے اس کے جواب میں کوئی بات نہ کی۔ اور جب فیہ بات ثابت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے حق اور اپنے منصب کے لائق اقل و آخر تک وہ کیا جو ان کے لئے ممکن تھا۔ بالفرض اگر آپ نے خطا بھی کی ہے تو ان کا توبہ و استغفار کرنا ظاہر ہے اور گناہ کے ساتھ اس وقت عذر خواہی کی جب اُسے قبول نہیں کیا تو بیشک اللہ تعالیٰ سے یہ خبر ہے کہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس میں اس کے ساتھ پیروی کی ترغیب دی گئی۔

نقل ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عثمانؓ سے راضی تھے اور ان کے لئے استغفار کرتے تھے۔

سلمہ بن سعیدؓ نے کہا کہ میں حضرت ابن مسعودؓ کے پاس ان کے مرض الموت کے دوران گیا تو ان کے پاس لوگ حضرت عثمانؓ کا ذکر کر رہے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اُنہیں فرمایا عنقریب تم لوگ اُنہیں قتل کر دو گے اور تمہیں اُن جیسا نصیب نہیں ہوگا۔

اور جب حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو کوفہ سے معزل کیا گیا اور زبردستی مدینہ منورہ کی طرف لایا گیا اور انہیں مجبور بنایا گیا اور ان پر جفا کی گئی تو یہ امر پہلے اور بعد کے خلفاء میں بھی پایا جاتا ہے اور ابن مسعودؓ کا پھر حضرت علیؓ سے زیادہ

روایت کی گئی ہے کہ ایک اعرابی جو کہ ہمدان سے تھا مسجد میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ ابن مسعودؓ، حذیفہ اور ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ان پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے کر رہے ہیں۔ اس نے ان سے کہا۔

”میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر عثمان تمہیں تمہارے اعمال کی طرف لوٹا دے دے اور تمہیں تمہارے عطیات واپس کر دے تو کیا تم لوگ راضی ہو جاؤ گے۔“

انہوں نے کہا اے اللہ ہاں۔ پس ہمدانی نے کہا اے اصحاب محمد اللہ سے ڈرو اور اپنے امیر پر طعن و تشنیع نہ کرو۔ اور اس بیان سے معلوم کہ جس کسی نے حضرت عثمانؓ پر طعن کیا تو اپنی مغرولی کے سبب خاص طور پر اور یا اسکی تولیت کسی اور کو دینے کے سبب سے یا اس کے عطیات قطع کرنے کی وجہ سے اور یہ بات امام کے لیے انتہائی مناسب ہے جبکہ یہ اسکا اجتہاد اسے اس بات کی طرف پہنچائے۔

گیارہواں اعتراض : اور یہ ان کا قول کہ عبدالرحمن ابن عوف عثمانؓ کو والی بنانے پر نادم رہتے تھے۔ صریحاً جھوٹ ہے۔ اگرچہ وہ ان کو اسطرح خلافت سے معزول بھی کر سکتے تھے جبکہ ان کے لیے کوئی مانع نہ تھا۔ پس اگر اجل صحابہ کرام اپنے گمان کے مطابق حضرت عثمانؓ کے منکر تھے تو وہ ان کو ان کے کارناموں کی سزا دے سکتے تھے اور لوگ ان کی اتباع کرتے اور حضرت عثمانؓ کی خلافت اترانے میں انہیں کوئی مانع نہ تھا۔

اور یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ یہ ایک دوسرے کے حق میں ایسے الزامات لگائیں جو کہ نامناسب ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے درمیان موآخات قائم فرمائی

اور ان کو بھائی بنایا اور ایک دوسرے کے حق میں حق اخوت ثابت ہو گیا اور مشترک ہونا نبی کریم علیہ السلام کی صحبت میں اور ہر ایک کے لئے نبی کریم علیہ السلام کا شہادت دینا کہ وہ جنتی ہے اور قرآن کی تنزیل کا خبر دینا کہ اللہ ان سے راضی ہے اور نبی علیہ السلام کا اس حال میں فوت ہونا کہ وہ ان دونوں پر راضی تھے اور بعید ہے ان تمام کے ساتھ ان امور کا صادر ہونا جن کا یہ لوگ ذکر کرتے ہیں۔ ان دونوں میں سے کسی ایک سے اور اس میں کچھ بات صرف یہ ہے کہ بے شک عثمان اس سے ڈرتے تھے۔ پس بے شک عبدالرحمان ابن عوف ان پر بات کرنے میں سختی کرتے تھے کہ لوگ ان کو ایسا ایسا نہ کہیں۔

اور روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان نے عبدالرحمان بن عوف کے متعلق فرمایا کہ اے ابن عوف میں ڈرتا ہوں کہیں تو میرا خون نہ بہا دے۔
(حاشیہ) اس طرح واقع ہوا جس طرح کہا کہ تو میرا خون بہائے گا۔

بارہواں اعتراض : اور وہ یہ ہے کہ حضرت عمار کو مارا گیا۔ پس اس قصہ کا سیاق و سباق صحیح نہیں ہے۔ یعنی سیاق اس واقعہ کی صحت نہیں کرتا جو انہوں نے روایت کی ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ عمار کو حضرت عثمان کے خدام نے مارا تھا جبکہ حضرت عثمان نے حلفاً فرمایا کہ انہوں نے ان خدام کو انہیں مارنے کا حکم نہیں دیا تھا اور ان خدام کے اس عتاب پر حضرت عثمان نے معذرت کی ان سے یہ بیان کرتے ہوئے کہ عمار اور ^{سعد} دونوں مسجد میں آئے اور انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا کہ ہرے پاس آؤ میں پس ہم کسی کام میں مشغول تھے میں نے ان کو پیغام بھیجا کہ میں کام میں مشغول ہوں پس آپ اب تو واپس چلے جائیں اور فلاں وقت فلاں دن تشریف لے آئیں۔ پس سعد ٹوٹ گئے اور

انہوں نے لوٹنے سے انکار کیا۔ پس میں نے ان کو دوبارہ پیغام بھیجا وہ پھر منکر ہوئے۔ میں نے پھر پیغام بھیجا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ پس ان کو میرے پیغام رساں نے بغیر میرے حکم کے لٹھی مارا۔ خدا کی قسم میں نے نہ مارنے کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر راضی ہوا اور یہ میں عمار کے سامنے حاضر ہوں اگر وہ چاہے تو مجھے قصاص لے اور یہ ہی وہ بات ہے جو قرین انصاف ہے۔ اسی کی تائید کرتی ہے وہ بات جو کہ انہوں نے روایت کی ہے کہ جو ابوالزناد نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ جب حضرت عثمان کا محاصرہ کیا گیا اور ان سے پانی روکا گیا تو ان کو عمار نے کہا۔ سبحان اللہ بے شک جس نے غرور و خرید اتم اسی کو اس کے پانی سے منع کرتے ہو۔ چھوڑ دو پانی کا راستہ پھر وہ حضرت علی کے پاس گئے اور عثمان تک پانی پہنچانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ پہنچائیں یہ بات دلالت کرتی ہے۔ حضرت علی کے حضرت عثمان پر راضی ہونے پر۔

اور روایت کیا گیا کہ عمار ان سے راضی ہو گئے جبکہ انہوں نے ان کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے بحسن و خوبی معذرت پیش کی۔ پس ان اصل بدعت کا کیا حال ہے جو ان پر راضی نہیں ہوتے اور اسکی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہا گیا ہے کہ دونوں دشمن تو آپس میں راضی ہو گئے مگر قاضی نہ ہوا راضی۔

تیسرہواں اعتراض : حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ہتک عزت کی ہے۔

جواب: ہم لوگوں نے انصاف نہیں کیا بات کا کچھ حصہ ذکر کیا اور باقی چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو راضی کر لیا تھا اور حضرت سعد بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اُن کو باعزت میری طرف روانہ کر۔ انہوں نے بھیج دیا۔ جب وہ

حضرت عثمان کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے کعب تو نے میری طرف ایک غلط خط لکھا اگر تو کوئی نرم بات لکھتا تو میں تیرا مشورہ قبول کرتا لیکن تو نے مجھے برا بھلا کہا اور ناراض کیا۔ یہاں تک کہ مجھے میری طرف سے وہ تکلیف پہنچی جو تو دیکھ رہا ہے۔ پھر آپ نے اپنی قمیض اتاری اور ایک ڈنڈا منگوا یا۔ انہیں پکڑا کر فرمایا، کھڑا ہوا اور مجھ سے قصاص لے تو حضرت کعب نے عرض کی میں تمہیں اللہ تعالیٰ کیلئے معاف کرتا ہوں اور میں خلفاء سے قصاص لینے والا پہلا آدمی نہیں بننا چاہتا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خاص دوست بن گئے اور ان کو مارنے اور جلا وطن کرنے کا عذر یہ تھا کہ جو شخص امام پر خرد ج کرے تو خلفاء اسے بھی سزا دیتے ہیں۔

چودھواں اعتراض : اشتر نخعی کا معاملہ ہے۔ ہم کہیں گے بدعت کا اندھیرا ہے اور حق کو دیکھے بغیر محض عصبیت سے پیدا ہونے والی غیرت ہے۔ اور کونہ میں اٹھنے والے اس فتنے کا دار و مدار اشتر کا فعل ہی تھا اس نے حضرت عثمان کی ہتک عزت کی اور یہ آپ کے عامل کو عوام سے پھوایا۔ اس لئے حضرت عثمان اس کو جلا وطنی پر مجبور نہیں بلکہ یہ تو کم از کم سزا تھی۔ پھر بھی یہ شخص باز نہ آیا یہاں تک کہ شام سے کونہ آیا اور فتنہ کی آگ بھڑکادی جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی طریقہ کار کے مطابق ان کا مطالبہ قبول فرمایا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کا حاکم قدر فرما دیا اور حضرت حذیفہ بن یمان کو خراج وصول کرنے کیلئے روانہ کیا۔

پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اشتر نے اپنے کوئی ساتھیوں اور مصر کے باغیوں کو ساتھ ملا کر حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کی اور انہیں شہید کر دیا۔ (انا لله وانا اليه

راجعون) اور بعض روایات کے مطابق اشتر آپ کے قتل میں شریک تھا۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت قیامت تک کیلئے ایک فتنہ کا سبب بن گئی۔ پس ان معترضین کی آنکھیں اور عقلیں اشتر اور اسکے ساتھیوں کی مذمت سے اندھی ہو گئیں اور ان لوگوں نے اس ذات کی مذمت شروع کر دی جن کے متعلق زبان نبوت نے گواہی دی کہ وہ حق پر ہوں گے اور آپ ﷺ نے جن کا ساتھ دینے کا حکم فرمایا تھا اور خبر دی تھی ان کو ظلماً شہید کیا جائیگا۔ اس پر وہ حدیث صحیح شاہد ہے جن کا ذکر ہم نے شہادت کے باب میں کیا ہے۔

پندرھواں اعتراض : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ نسخہ قرآن جلا دینے کا حکم دیا۔ پس آپ نے ایک بہت بڑے فتنہ کی یہی دواء تجویز فرمائی تھی اس لئے کہ اس نسخہ میں اہل علم قراء کے نزدیک بہت سی شاذ و منکر قراءتیں موجود تھیں۔ اور اس لئے بھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک معوذتین کا قرآن ہونا حد شہرت تک پہنچ چکا تھا جبکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے معوذتین کو اپنے نسخہ سے حذف کر دیا تھا۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب ابن مسعود کو اس پر سرزنش کی گئی تو مجھے قرآن کے متعلق فتنہ کا اندیشہ ہوا۔ اور لوگوں کے درمیان اختلاف اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے میرا قرآن تیرے قرآن سے بہتر ہے۔ اس وقت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے امیر المؤمنین لوگوں کی خبر لو پس آپ نے لوگوں کو نسخہ عثمانی پر جمع فرما دیا۔

پھر اہل بدعت سے کہا جائے اگر حضرت عثمان کا مصحف حق نہ تھا تو حضرت علی

کرم اللہ وجہ اور اہل شام نے قرآن کو حکم کیوں تسلیم کر لیا تھا؟ جب اہل شام نے قرآن کے نسخہ کو نیزہ پر بلند کیا تھا اور وہ قرآن معصی عثمانی کے مطابق لکھے گئے تھے۔

سوال ہوا اعتراض: حضرت عثمان نے عبید اللہ بن عمر پر حد کیوں قائم نہیں

کی جبکہ انہوں نے تین انسانوں کو قتل کر دیا تھا؟

تو جواب یہ ہے کہ ابولؤلؤ کی بیٹی کے بدلے اس لئے قتل نہ کیا کیوں کہ وہ تجوی باب کی بیٹی تھی۔ اپنے باپ کے تابع تھی اسی طرح ہفینہ اہل حیرہ میں سے ایک عیسائی تھا البتہ ہر قرآن کے قصاص میں قتل نہ کرنے کے اس کی طرف سے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب: کہ ہرمزان نے حضرت عمر کو شہید کرنے میں ابولؤلؤ کی مدد کی تھی۔ اگرچہ ابولؤلؤ نے حضرت عمر کو شہید اکیلے ہی کیا تھا۔ امام عادل کو شہید کرنے والے کی مدد کرنے والے کا قتل جائز ہوتا ہے اور یہی آئمہ کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اور بہت سارے فقہاء نے اہل نما مور دونوں پر قصاص واجب فرمایا ہے۔ اسی لیے عبید اللہ بن عمر نے عذر پیش کیا کہ بیشک عبدالرحمن بن ابی بکر نے اسے خبر دی کہ بیشک اس نے ابولؤلؤ ہرمزان اور ہفینہ کو ایک کمرے میں داخل ہو کر مشورہ کرتے دیکھا ہے اور ان کے سامنے دودھاری خنجر رکھا ہوا تھا۔ جس کا دستہ درمیان میں تھا۔ اسی رات کو صبح حضرت عمر شہید کر دیئے گئے۔ تو حضرت عثمان نے عبدالرحمن کو بلایا اور اس بارے میں سوال کیا تو عبدالرحمن کہنے لگے اس خنجر کو دیکھو جس سے حضرت عمر شہید کیے گئے اگر وہ دھاری ہے تو ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کیسے جمع ہوئے تھے۔ حضرت عثمان نے اس خنجر کو دیکھا تو اسی طرح تھا جس طرح حضرت

عبدالرحمن نے بیان کیا اس لیے حضرت عثمان نے عبید اللہ کو ہرمزان کے قصاص میں قتل نہیں کروایا کیونکہ ان کا قتل واجب نہ تھا یا اس لیے قتل نہیں کیا تاکہ غور و فکر کر لیں۔ پھر آپ نے شک کی بناء پر اس کو بری کر دیا۔

دوسرا جواب: کہ حضرت عثمان نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر ان کو قتل کیا تو بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ اس لیے کہ بنی تمیم اور بنو عدی قتل سے منع کر رہے تھے اور اسکی طرف سے دفاع کر رہے تھے۔ اور بنو امیہ بھی ان کی طرف داری کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ عمرو بن العاص نے کہا امیر المؤمنین حضرت عمر کو قتل کیا گیا۔ اور آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جائے گا؟ نہیں! خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ پس جب حضرت عثمان نے یہ صورت حال دیکھی تو دفع فتنہ کو غنیمت جانا اور فرمایا کہ ہرمزان کے گھروالوں کو میں راضی کر لوں گا اس کا معاملہ میرے سپرد کر دو۔

ستر ہوا اعتراض: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میدان منی میں پوری نماز پڑھنا۔

اس میں آپ رضی اللہ عنہ کا عذر ظاہر ہے اس لئے کہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جن پر قصر واجب نہیں ہوتی۔

آپ رضی اللہ عنہ وہی کرتے تھے جو بعد میں مدینہ منورہ کے فقہاء امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب تھا۔ منی میں قصر فقہاء کو فسخ نے واجب کہی ہے بہر حال یہ اجتہادی مسئلہ تھا اسی لئے فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ منی میں قصر کرنے یا نہ کرنے سے کفر لازم آتا ہے اور نہ فسق۔

اتھار ہوا اعتراض: یہ کہ آپ نے بہت سے شاذ اقوال روایت فرمائے

ہیں جن میں آپ منفرد ہیں۔

اس طرح صحابہ کرام قول روایت کرتے ہیں اور تمام اس کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ علی کرم اللہ وجہہ ہیں جو ائمہ ثلاثہ کی بیعت میں قول شاذ کے منفرد راوی ہیں۔ اور فرائض میں بہت سارے مسائل ایسے ہیں جس پر بہت سے صحابہ کرام نے شاذ اقوال روایت فرمائے ہیں۔

انبیواں اعتراض : کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (محمد بن ابی بکر) کو دھوکہ دیا تھا۔

تو ہم کہیں گے کہ وہ خط جو مصر کے عامل کی طرف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے نہیں بھیجا گیا۔ آپ نے قسم کھا کر انہیں تسلی کرائی تھی اور اس بات کا ذکر فصل مقلبہ میں گذر چکا ہے۔ اور ہم نے ذکر کیا تھا کہ تہمت لگانے والا جھوٹا ہے اور ان لوگوں نے اس بات کی تحقیق کر لی تھی اور خواہش عقلوں پر غالب آگئی۔ یہاں تک کہ آپ کی شہادت میں گم ہو گئی۔ اعاذنا اللہ منہ

یہ ان باتوں کے جوابات ہیں جن کی بنیاد پر ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہم سے انتقام لیا اور اہل بدعت کے تمام اعتراضات کا احسن جواب یہ ہے۔

کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان کے دور میں فتنہ واقع ہونے کی خبر ارشاد فرمائی اور بتایا کہ وہ حق پر ہوں گے جیسا کہ حضرت کعب بن عجرہ کی حدیث جس کا ذکر فصل فضائل فی ذکر شہادۃ النبی ﷺ انہ علی الحق میں ہے۔ اور روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ آپ ہدایت پر ہوں گے جس کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت فرمایا اور حدیث کو حسن، صحیح قرار دیا اور آپ ﷺ نے پیشگوئی فرمادی کہ ان کو ظما

شہید کیا جائے گا جن کا ذکر ابن عمر کی حدیث میں جس کا ذکر فصل مقلبہ میں ہے۔ اور امام بغوی نے روایت فرمایا کہ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جب فتنہ اٹھے تو تم نے عثمان کی اتباع کرنی ہے جس کا ذکر مرہ بن کعب کی حدیث میں ہے جس کو امام ابو حاتم اور امام احمد نے نقل فرمایا ہے اس حدیث کا ذکر فصل مقاتلہ میں گذر چکا ہے۔

اور جس شخص کے متعلق حضور ﷺ فرمادیں کہ وہ حق پر ہوگا۔ اور وہ ظلماً قتل کیا جائے گا اور جس کی اتباع کا حکم دیا ایسے شخص کے متعلق کیسے وہم کیا جاسکتا ہے کہ وہ باطل پر ہے؟

پھر حدیث صحیح میں وارد ہو چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک قمیض پہنائے گا اور منافقین اس کو اتارنا چاہیں گے اور آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اسے نہ اتاریں اور تاکید فرمائی کہ اسے نہ اتاریں۔

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے وہ قمیض اتارنے کی صورت میں وعید سنائی اور صبر کرنے کا حکم دیا۔ پس آپ نے ﷺ کے حکم پر عمل کیا جس مصیبت میں مبتلا کئے گئے پر صبر کیا۔

اور یہ حدیث سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟

پس جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی باطل پر ہوگا۔ کیوں نہ ہو جن لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنا چاہا حضور ﷺ نے انہیں مرفق قرار دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ روایت جس سے آپ رضی اللہ عنہ پر طعن ثابت ہو

من گفرت اور جھوٹ ہے۔ ان روایات کی احسن تاویل کی جائیگی اسلئے کہ خیر نبوت قطعی
سچ ہوتی ہے۔

آپ سابقون الاولون سے ہیں

یہ تمام فضائل آپ رضی اللہ عنہ کو اس لئے حاصل ہوئے کہ سابقون الاولون یعنی پہلے
ایمان لانے والوں میں سے ہیں اور اللہ کی راہ میں کثرت سے خرچ کرنے والے ہیں
اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ حضور ﷺ کے داماد ہیں حضور
ﷺ کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔ اور آپ کو دین میں عظیم مقام حاصل ہے
اور آپ میں خوبصورت عادات و خصائل ہیں جس کا ذکر ہم نے آپ کے مناقب کے
نصل میں کیا ہے تو ایسی باتیں جن کا اہل بدعت نے دعویٰ کیا ہے ان میں کیسے پائی جاسکتی
ہیں!

بہر حال انکی اپنے رشتہ داروں سے محبت اور صلہ رحمی اور ان کیلئے خیر خواہی کی
شدت یہ تو ایک ایسی فطری عادت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کے دلوں میں
پیدا کرتا ہے۔

اور حضور ﷺ بھی بنی ہاشم کے بارے میں اسی طرح تھے جس کو ہم بنی
ہاشم اور قریش کے مناقب میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

ایسی عادت اس وقت تک قابل تعریف ہے جب تک گناہ کی طرف نہ جاتی ہو
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کچھ اس میں نافرمانی اور گناہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ آپ
میں ایسی شاندار اور صاف عادتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کوئی حرام فعل
نہیں کیا بلکہ کوئی مکروہ فعل بھی آپ سے ثابت نہیں۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں ترک
اولیٰ کا ارتکاب کیا ہے۔ یا اس کام کو چھوڑا جو افضل تھا اس لائق تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ
شیخین کی طرح اس پر عمل کرتے۔

شاید اس لئے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سمجھا ہو کہ شیخین کی طرح افضل پر عمل
کرنا ان کے زمانہ میں ممکن نہیں رہا پس ہر زمانہ کا حکم ملکہ ہوا کرتا ہے۔

بالاخر وہ چیز جس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اور اس کے خلاف عقیدہ حلال نہیں
وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں جو بھی سنت جاری کی اس
میں آپ رضی اللہ عنہ کی روایت سے خارج نہ ہوئے اس لئے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ
نے آپ رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمادی تھی۔ وراگر آپ نے کوئی کام اپنی خواہش اور
مرضی سے کیا تو وہ ایسی خواہش تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
نے اس میں وسعت پیدا کی ہے۔ اور گواہی دی ہے کہ

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ بَغْيَ هَٰذَا مِّنَ اللَّهِ

یعنی اس سے زیادہ گمراہ کیوں ہو سکتا ہے جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش
کی پیروی کرتا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی خواہش وہ تھی جو اللہ کی ہدایت
کے بغیر ہو بلکہ آپ کی خواہش وہ تھی جو اللہ کی ہدایت سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

اور حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اس بات کی گواہی دی کہ وہ ہدایت پر ہوں
گے اور وہ حق پر ہوں گے اور بے شک وہ مظلوم ہوں گے۔

اور آپ ﷺ نے انکا اتباع کا حکم دیا تھا۔ (و اللہ تعالیٰ اعلم)

یارھویں فصل

آپ کی اولاد کے بارے میں

آپ رضی اللہ عنہ کے سولہ بچے تھے نو بیٹے اور سات بیٹیاں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے

عبداللہ المعروف اصغر جن کی ماں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔
یہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ اور بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ آپ کی عمر دس سال
ہوئی تو ایک مرغ نے آپ کی آنکھ میں ٹھونگ مار دیا جس سے آپ یہ رسوا ہو گئے۔
جانبہ نہ ہو سکے۔ عبداللہ اکبر ان کی ماں فاختہ بنت غزوہ اور عمرو ان کی اولاد میں
سب سے بڑے تھے اور ان میں سب سے بہتر جانشین تھے آپ نے میدان منی میں
وفات پائی۔ ابان وہ جنگ جمل میں شریک ہوئے حضرت عائشہ کا ساتھ دیا۔ آپ کی
اولاد بہت زیادہ تھی۔ خالد اور عمران کی بھی اولاد ہوئی جس کی ماں جندبہ بن الازد کی بیٹی
ہے۔ سعید اور ولید ان کی ماں فاطمہ بنت وید تھیں۔ اور عبدالملک ان کی ماں کاغیب
ام البنین تھا وہ عید بن حصن کی بیٹی ہیں۔ عبدالملک مکرکین میں وفات پائے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں

مریم یہ ماں کی طرف سے عمرو کی بہن اور اُمّ سعید جو ماں کی طرف سے سعید کی
بہن ہیں۔ اور عائشہ اور اُمّ ابان اور اُمّ عمرو ان کی والدہ کا نام رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ
ہے اور مریم ان کی ماں کا ناکلہ بنت العزافہ اور اُمّ النبین ان کی ماں ایک اُمّ ولد تھیں۔

بیوتھا باب

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب کے بارہ فصلوں مشتمل مناقب

فصل اول :- آپ کا نسب -

فصل دوم :- آپ کا نام اور کنیت -

فصل سوم :- آپ کا علیہ شریف -

فصل چہارم :- آپ کا اسلام -

فصل پنجم :- آپ کی ہجرت -

فصل ششم :- آپ کے خصائص -

فصل ہفتم :- آپ کی افضلیت -

فصل ہشتم :- آپ کے جنتی ہونے کی گواہی -

فصل نہم :- آپ کے فضائل -

فصل دہم :- آپ کی خلافت -

فصل یازدہم :- آپ کی شہادت -

فصل دوازدہم :- آپ کی اولاد -

فصل اول

حضرت علی کا نسب شریف :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے آباء و اجداد کا تذکرہ عشرہ مبشرہ کے انساب میں پہلے گزر چکا ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی سب سے زیادہ قرابت نسبی ہے اور یہ قرابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جمع ہو جاتی ہے۔ آپ چونکہ حضرت ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہیں اس لئے آپ کو قریشی ہاشمی اور نسبت والدین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد کہا جاتا ہے۔

حضرت علی کے والدین :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ کریمہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔

ابو عمر وغیرہ نے کہا کہ آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جنہوں نے ہاشمی کو جنم دیا۔ آپ نے سلام قبول کیا تھا اور مدینہ منورہ میں سحابت اسلام رحلت فرمائی۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے جنازہ میں موجود تھے آپ نے ان کی تدفین فرمائی اور انہیں اپنی قمیص مبارک پہنائی اور ان کی قبر انور

میں لیٹے۔

اس کا ذکر البخاری نے کیا اور سلفی نے بیان کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور اُن کی قبر میں لیٹے تھے۔

طاہی نے اربعین میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیص اتار کر انہیں پہنائی اور اُن کی تدفین کے متوالی بنے اور اُن کی قبر میں پہلو کے بل لیٹے اور لوٹے پھر جب مٹی برابر ہو گئی تو انہیں قبر میں اتارا گیا۔

صحابہ کرام نے آپ سے اس اعزاز کے بارے میں پوچھا کہ اس کے ساتھ

یہ خصوصیت کیوں ہے؟

آپ نے فرمایا: میں نے انہیں اس لئے اپنی قمیص پہنائی ہے تاکہ انہیں جنت کا لباس پہنایا جائے، اور ان کے ساتھ قبر میں اس لئے لیٹا ہوں کہ ان سے قبر کی تنگی میں تخفیف ہو جائے یہ کہ ابوطالبؓ کے بعد میرے ساتھ سب سے زیادہ اچھا سلوک کیا کرتی تھیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ روپڑے اور فرمایا: اُمی جان! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے تو بہتر ماں تھی۔

حضرت فاطمہ بنت اسدؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت و پرورش فرمائی تھی۔ آپ نے حضرت ابوطالبؓ کے چار بیٹوں اور ایک بیٹی کو جہنم دیا جن کے نام یہ ہیں:-

حضرت طالب، حضرت عقیل، حضرت جعفر، حضرت علی اور حضرت کریمؓ بانی جن کو فاختہ اور حجاز بھی کہتے تھے۔

ابن قتیبہ اور ابو عمرؒ نے کہا کہ حضرت علیؓ حضرت ابوطالبؓ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ حضرت جعفرؓ سے دس سال چھوٹے تھے اور حضرت جعفرؓ حضرت عقیلؓ سے دس سال چھوٹے تھے جبکہ حضرت عقیلؓ جناب طالبؓ سے دس سال چھوٹے تھے۔

دوسری فصل

باپ کا نام اور کنیت

پہلی کنیت صدیق ہے۔

دور جاہلیت میں بھی آپ کا نام علی ہی تھا اور آپ کی کنیت ابوالحسن ہے اور آپ کا اسم گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق رکھا ہے۔

ابن ابی لیلہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

الصديقون ثلاثة، حبيب بن مري النجاشي

ومن آل ياسين الذي قال يا قوم اتبعوا المسلمين

وحز قبيل مو من آل فرعون الذي اقتتلون رجلا

ان يقول ربي الله، وهو علي بن ابي طالب

الثالث وهو افضلهم۔

”یعنی صدیق تین ہیں، مومن آل یاسین حبیب بن مری بنجار جنہوں نے

کہا تھا اے لوگو! مسلمانوں کی اتباع کرو۔“

اور آل فرعون کے مومن حزقیل جنہوں نے کہا تھا تم ایسے شخص کو قتل

کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ علی ابن ابی طالب ہیں اور یہ ان دونوں سے افضل ہیں۔

اس کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

محضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی کنیت ابی ریحانیتین رکھی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:-

سلام عليك يا ابا الریحانیتین فجن قليل يذهب

وكتاك والله خليفتي عليك۔

یعنی اے ابو الریحانیتین آپ پر سلام۔ عنقریب تیرے دو رکن

چلے جائیں گے اور خدا کی قسم تجھ پر میری خلافت ہے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو حضرت علیؓ نے

کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد فرمودہ دو رکنوں میں سے ایک رکن

یہ تھا (یعنی محذور کا اپنا تشریف لے جانا)۔ پھر جب شہیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ

عنها کا وصال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کردہ

دوسرا رکن یہ ہے یعنی حضرت فاطمہ تشریف لے گئیں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

دوسری کیفیت ابوتراب :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کینٹ ابوتراب بھی رکھی تھی۔
حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ اُس کے پاس ایک شخص نے آکر
کہا کہ اُمّ لے مدینہ سے فلاں امیر نے تجھے بلایا ہے تاکہ حضرت علی کو منبر پر
برا بھلا کر۔

میں نے کہا وہ کیا کہتا ہے ؟

اُس نے کہا وہ حضرت علی کو ابوتراب کہتا ہے۔

کہا کہ سہل نے سن کر کہا خدا کی قسم حضرت علی کا نام ابوتراب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اور خدا کی قسم حضرت علی کو اس نام سے کوئی نام
زیادہ پیارا نہیں اور یہ اس طرح ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سیدہ
فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس گئے اور پھر باہر تشریف لے گئے
اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لا کر سیدہ فاطمہ الزہرا
رضی اللہ عنہا سے کہا آپ کے چچا زاد کہاں ہیں ؟
جناب سیدہ نے کہا وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے آئے تو دیکھا کہ
حضرت علی کی چادر مبارک پشت سے گری ہوئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت علی

کی کمر سے مٹی جھاڑی اور فرمایا ! یا ابوتراب اٹھ کر بیٹھ جائیں۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے رس عطا کردہ نام سے زیادہ محبوب کوئی نام نہ تھا۔

اس روایت کی تخریج بخاری سلم نے کی اور ابو حاتم نے مزید ان الفاظ

کے بعد کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی چادر کو گرے
ہوتے دیکھا تو آپ نے بیٹھ حضرت علی کی پشت سے مٹی جھاڑتے ہوئے دوسرے
فرمایا ! ابوتراب بیٹھ جائیں۔

دوسری روایت :-

سہل بن سعد سے ہی روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے آل مروان کے ایک
شخص کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا تو اُس نے سہل بن سعد کو بلا کر کہا کہ حضرت علیؑ
کو سب دشتم کرو۔ سہل نے انکار کیا تو گورنر نے انکار صنف کے بعد کہا !
کہو ابوتراب پر اللہ کی لعنت ہو (معاذ اللہ)۔

سہل نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ابوتراب سے زیادہ کوئی
نام پسند نہ تھا۔ جب آپ کو ابوتراب کہا جاتا تو آپ بڑے خوش ہوتے۔

اُن سے یہ کہا گیا کہ ہمیں یہ قصہ بتائیں کہ حضرت علی کا نام ابوتراب
کیوں ہے ؟

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ فاطمہ الزہراؑ کے ہاں
تشریف لائے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فخر میں نہ پایا تو فرمایا
بیٹی آپ کا چچا زاد کہاں ہے ؟

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہم دونوں کے درمیان کوئی بات ہوگئی تھی جس سے وہ ناراض ہو کر یا ہر تشریف لے گئے اور میرے پاس قیام نہیں فرمایا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کو فرمایا کہ دیکھو علی کہاں ہیں۔

اُس نے کہا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علی بیٹے ہوئے ہیں اور اُن کی پشت سے چادر گری ہوئی ہے اور کمر پٹی لگی ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی کمرے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا اُبوتراب کھڑے ہو جائیں۔
اُبوتراب کھڑے ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج بخاری سلم نے کی ہے۔

سلسلہ اُبوتراب تیسری روایت :-

حضرت عثمان بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں اور حضرت غنی کرم اللہ وجہہ الکریم ذوالعنثیرہ کے عذوہ میں اکٹھے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لائے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں تشریف لا کر قیام فرمایا تو ہم نے دیکھا کہ بنی مدیج کے لوگ اپنے کھجور کے درخت میں پیوند لگا رہے تھے۔

حضرت علی نے فرمایا اے ابایقظان! کیا تم دیکھنا چاہتے ہو کہ پیوند کس طرح کرتے ہیں؟

پھر ہم دونوں اُن کی طرف گئے اور کچھ وقت انہیں پیوند کاری کرنے دیکھا۔ پھر ہمیں نیند آنے لگی تو میں اور حضرت علی دونوں وہاں سے اُٹ گئے اور کھجوروں کے چھوٹے بڑے درختوں کے ٹھنڈ میں زمین پر لیٹ کر سو گئے۔ پھر خدا کی قسم ہمارا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نے پتہ نہیں لیا۔ آپ تشریف لائے اور پاؤں کی ٹھوکریں ہمیں ہلایا تو ہماری پشتوں پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس روز جب حضرت علی کے جسم کو خاک آلود دیکھا تو فرمایا اُبوتراب، پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں بناؤں لوگوں میں سب سے زیادہ بد بخت کون ہے؟
ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ؟

آپ نے فرمایا قوم ثمود کا ایمر جس نے ناقۃ اللہ کی کوچیں کاٹی تھیں۔ اور دوسرا وہ جو اس کے یمن "حضرت علی" کے سر میں ضرب لگائے گا جس سے بہنے والے خون کے ساتھ اس کی داڑھی رنگین ہو جائے گی۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

جبکہ ایمر قداد بن ثعلب کا لقب ہے۔

بخند نے کہا کہ حضرت علی کی ایک کنیت قضم ہے اور آپ کا لقب

یعسوب الامت یعنی امت کا سردار اور صدیق اکبر ہے۔

حضرت علی صدیق اکبر اور امت کے سردار ہیں :-

۱۔ معاد عدویہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں صدیق اکبر

ہوں (المعارف ابن قتیبہ)۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور

اُس کے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں (قلبی)۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے حضرت

علی کو فرمایا :-

انت الصدیق اکبر وانت الفاروق الذی

تفرق بین الحق و الباطل۔

یعنی آپ صدیق اکبر ہیں اور آپ فاروق ہیں جو حق اور باطل

کے درمیان فرق کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا :-

وانت یعسوب الدین۔ "حکمی"

یعنی یا علی آپ دین کے سردار ہیں۔

یعسوب الدین کی شرح و دیگر القاب :-

یعسوب الدین یعنی دین کے سردار اور رئیس، اور اس سے دوسری حدیث میں ہے :-

حضرت علیؓ یعسوب قریش یعنی قریش کے رئیس اور سردار ہیں اور آپ کے مزید القاب یہ بھی ہیں :-

"بیضۃ البلد، امین، شریف، ہادی، مہندی اور سن کر یاد رکھنے والے کا نوں والا"

صحیح بخاری میں آپ کا یہ شعر آیا ہے :-

انا الذی سمتنی امی حیدر ساق

یعنی میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خصائص میں آئے گا۔

حیدر اسد یعنی شیر کا نام ہے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ

کی والدہ مکرمہ جناب فاطمہ بنت اسد نے آپ کا نام اپنے باپ کے نام پر

اسد رکھا تھا۔

پھر جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو انہوں

نے آپ کا یہ نام پسند فرمایا اور آپ کا نام علی رکھ دیا۔

تیسری فصل

حضرت علی کا علیہ مبارک

آپ کا قدم مبارک نہ زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا تھا بلکہ آپ میان قامت تھے۔ آپ کی آنکھیں بڑی بڑی اور چہرہ مبارک انتہائی خوبصورت تھا جیسے چودہویں کا چاند اور شکم مبارک بڑا تھا۔ ابو سعید تنی نے بیان کیا کہ ہم بچپن میں اپنے کندھوں پر کپڑا اٹھا کر بازار میں بیچ رہے تھے کہ وہاں حضرت علیؑ تشریف لائے۔ ہم نے کہا ”بڑے پیٹ والے۔“

حضرت علیؑ نے پوچھا! تم کیا کہتے ہو؟
کہا ہم کہتے ہیں آپ بڑے پیٹ والے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا، اس شکم کے اوپر علم ہے اور نیچے کھانا ہے۔

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، اور آپ کے کندھے کی ہڈی نرم تھی جیسے درندوں کی اور شکار کرنے والے شیر کی طرح۔ آپ کی کلائی سے آپ کا بازو بڑھتا تھا۔ آپ کی ہتھیلیاں

اور کندھوں کی ہڈیاں بھاری تھیں اور آپ کی گردن مبارک چاندی کی صراحی تھی۔

حضرت علیؑ کی زلفیں :-

آپ کے سر مبارک پر بال پیشانی کی طرف نہیں تھے اور پیچھے کی طرف تھے۔ ابی بید نے کہا! حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے وضو کرنے کے لئے دستار مبارک اتار دی تو میں نے دیکھا کہ آپ کا سر مبارک میری ہتھیلی کی طرح اور بال مبارک خط اصابع کی طرح ہیں۔ ”ابن صمناک“

قیس بن عبا نے کہا کہ میں علم کی تلاش میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو چادریں پہن رکھی تھیں۔ کندھوں کے دونوں جانب زلفیں تھیں اور گلے میں رومال تھا۔

میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟
انہوں نے کہا یہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

اس روایت کو ابن صمناک نے بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں کے درمیان تضاد نہیں ہے اس لئے کہ آپ کے سر مبارک کے وسط میں سے بال مبارک کھلے تھے اور دونوں جانب جمع ہو کر دو الگ الگ زلفیں بن گئی تھیں۔

آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال بہت زیادہ تھے جن میں سے ہر بال بغیر خضاب کے سیاہ تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک زرد تھی اور مشہور یہ ہے کہ سفید تھی اور یہودیوں کی مشابہت دور کرنے کے لئے آپ نے ایک مرتبہ

مضاب کیا اور پھر چھوڑ دیا۔

شعبی سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت کی۔ آپ کا سرمہ رک اور ڈاڑھی مبارک روٹی کی طرح سفید تھے۔ اس روایت کی تخریج ابن منہاک نے کی۔

جب آپ چلتے تو ٹھٹھکتے ہوئے چلتے اور جب کوئی شخص بازو دھرتا ہوا رکنا ہے بنفسہ رکنا ہے تو سانس لینے کی طاقت نہیں ہوتی اور وہ سوٹا پے کے قریب ہوتا ہے۔

آپ کے بازو اور ہاتھ سخت مضبوط تھے اور جب آپ جنگ کی طرف نکلتے تو پوری قوت اور مکمل اعتماد کے ساتھ نکلتے۔ آپ کو بھی کوئی کشتی میں گرا نہ سکا مگر آپ اسے گرا دیتے اور اپنے مقابل پر فتح و نصرت حاصل کرتے۔

یو تھی فصل

آپ کا اسلام

اسلام لانے کا وقت آپ کی عمر مبارک :-

ابی الاسود محمد بن عبد الرحمن سے روایت ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

حسن سے روایت ہے کہ حضرت علی اسلام لائے تو آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ (ابن خلدی)۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تیرہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ (قلبی)

ابی حجاج مجاہد بن جبر سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جب مشیت انبوی کے مطابق قریش کو شدید قحط اور تنگی پہنچی تو حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر البعیاں شخص تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس سے کہا اے عباس! آپ کے بھائی ابوطالب کثیر البعیاں ہیں اور لوگوں کو تنگی اور قحط نے پیسٹیں لے رکھا ہے۔ آئیں ہم ان کے پاس چلیں اور ان کے ایک بچے کو ایک فرد لے لے اور دوسرے کو دوسرا لے لے تاکہ ان کی تنگدستی میں تخفیف ہو سکے۔

حضرت عباس نے کہا ہاں! ٹھیک ہے۔ پھر آپ ان کو ساتھ لیکر حضرت ابوطالب کے ہاں آئے اور انہیں فرمایا کہ جب تک لوگوں سے تنگی دور نہیں ہوتی ہم آپ کے لئے آسانی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا: آپ عقیل کو میرے پاس چھوڑ دیں اور باقی جو چاہیں کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ میرے لئے عقیل اور طالب کو چھوڑ دیں اور باقی جو چاہیں کریں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی مبعوث فرمایا تو حضرت علی نے آپ کی اتباع کی اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی جبکہ حضرت جعفر کو حضرت عباس لے آئے تھے اور انہیں کے پاس رہے۔

سب سے پہلے کس اسلام قبول کیا؟

اس بیان کی مثل اسلام ابی بکرؓ کی فضل میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس میں اختلاف کا بیان ہے اور دو مختلف افکار ہیں۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں ابو عبیدہؓ، ابوبکرؓ اور آپ کے اصحاب کے کچھ لوگ موجود تھے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کے کندھے پر تھکی دیتے ہوئے فرمایا۔

یا علی انت اول المومنین ایمانا۔ واول المسلمين

اسلاما وانت منی بمنزلة هارون من موسى۔

یعنی اے علی! تم ایمان میں مومنوں میں سے پہلے مومن ہو اور اسلام میں سب سے پہلے مسلمان ہو اور تمہارا میرے نزدیک وہی مقام ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا۔ "ابن سمان"۔

دوسری روایت :-

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ احمد و ترمذی ترمذی نے کہا روایت صحیح ہے۔

تیسری روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ: کہ حضرت

خَدِجَةُ الْكُبْرَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا كے بعد سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسلام قبول کیا۔

ابن عمرؓ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور اس کا کوئی زادی مطعون نہیں جبکہ یہ حدیث اُس روایت کے متعارض ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے حضرت ابوبکرؓ کے حق میں بیان ہو چکی ہے۔ اور درست بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سب سے پہلے اظہار اسلام کیا تھا جیسا کہ اُن کے باب میں اس کا ذکر ہوا اور یہی مجاہد اور دیگر علماء نے کہا ہے۔

چوتھی روایت :-

معاذہ عذریہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ سے بصرہ کے منبر پر سنا آپ فرماتے تھے :-

”میں صدیق اکبرؓ اور میں حضرت ابوبکرؓ کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا اور میں نے حضرت ابوبکرؓ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلام قبول کیا۔“ (الماہر ابن قتیبہ)۔

پانچویں روایت :-

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے حضرت علیؓ کو فرمایا :-

انت اول من آمن بی وصدق۔ یعنی تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والے اور میری تصدیق کرنے والے ہو۔ ”حاکمی“

چھٹی روایت :-

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا قیامت کے دن سب سے پہلے اپنے نبی کے پاس یہ اُمت وارد ہوگی اور سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علیؓ ابن ابی طالب ہیں۔

اور بشیر بن کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرقوع روایت میں آیا ہے کہ سب سے پہلے یہ اُمت حوض کوثر پر وارد ہوگی۔ ”المحدث“

ساتویں روایت :-

اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے صحابہ کرام کو فرمایا : سب سے پہلے تم لوگ حوض کوثر پر آؤ گے اور تم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے علیؓ ابن ابی طالب ہیں۔ ”طبری وغیرہ“

آٹھویں روایت :-

حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ سابق الایمان تین ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے یوشع بن نون علیہ السلام نے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے صاحب یاسین نے اور حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبقت لی ہے۔ ”احاد و مثالی ابن صنیاع“

سب سے پہلے نمازی حضرت علیؑ ہیں

پہلی روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چار خصائص ایسے ہیں جو آپ کے علاوہ کسی کے نہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ عرب و عجم کے لوگوں میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؑ نے نماز پڑھی۔ "ابو عمر"

دوسری روایت :-

ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے اُن کی یہ روایت بیان کی کہ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔
"ایسے ہی ابو القحافہ نے موافقات میں نقل کیا ہے۔"

تیسری روایت :-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہا کہ حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیر کے دن خلعت سے نوازا گیا اور حضرت علیؑ نے منگی کے روز نماز پڑھی۔ ترمذی ابو عمر

بعض طرق میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگی کے دن حضرت علیؑ نے اسلام قبول کر لیا۔ "معجم بغوی"

چوتھی روایت :-

حضرت حکم بن عینیہ سے روایت ہے کہا کہ سب سے پہلے حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق حضرت خدیجہ الکبریٰ نے فرمائی اور قبلہ کی طرف صوب سے پہلے نماز حضرت علیؑ نے پڑھی "حافظ سلفی"

پانچویں روایت :-

حضرت رافع سے روایت روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر کے دن نماز پڑھی اور حضرت خدیجہ الکبریٰ نے پیر کے دن پچھلے پیر نماز پڑھی جبکہ حضرت علیؑ نے دوسرے دن منگی کے روز نماز ادا کی۔

اور دوسرے لوگوں سے سات سال اور کچھ ماہ قبل آپؐ نے حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔

چھٹی روایت :-

انہیں سے دوسری روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی جبکہ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے لوگوں کے اسلام لانے سے سات سال پہلے اسلام قبول کیا، اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی۔ "مسند احمد"

ساتویں روایت :-

حضرت رافع ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی فرماتے تھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں اور یقیناً میں نے دو گویا سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے "خلعی"۔

آٹھویں روایت :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہا کہ میں نے اس اُمت کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں سے پانچ سال قبل اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

نویں روایت :-

حضرت عقیف کندی سے روایت ہے کہا کہ میں بسلسلہ تجارت حج کے دنوں حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس آیا کہ اُن سے تجارت لین دین کروں۔ کہا کہ خدا کی قسم! میں اُن کے پاس موجود تھا کہ جب ایک شخص خیمہ سے نکل کر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر جب میں نے دیکھا تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پھر اسی خیمہ سے ایک خاتون تشریف لائیں اور اُن کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور نماز پڑھی پھر ایک لڑکا آیا اور آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور اُس نے نماز پڑھی۔

عقیف کہتے ہیں میں نے حضرت عباس سے پوچھا، اے عباس! یہ کیا

ہو رہا ہے؟

حضرت عباس نے کہا، یہ میرے بھائی کے بیٹے حضرت محمد بن عبد اللہ

بن عبد المطلب ہیں۔

میں نے کہا یہ خاتون کون ہیں؟

حضرت عباس نے فرمایا کہ یہ ان کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

میں نے کہا یہ نوجوان کون ہے؟

حضرت عباس نے کہا کہ یہ ان کے چچا کے بیٹے علی ابن ابی طالب ہیں۔

میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے تھے؟

حضرت عباس نے فرمایا! اُنہوں نے نماز پڑھی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ کا گمان

ہے کہ میں نبی ہوں۔ جبکہ اس خاتون اور ان کے چچا زاد اس لڑکے کے سوا ان کی کسی

نے پیروی نہیں کی اور ان کا گمان ہے کہ یہ کسریٰ و قیسر کے خزانوں کو فتح کر دیں گے۔

حضرت عقیف جو کہ اشعث ابن قیس ہیں کہتے ہیں کہ میں بعد ازاں اچھے طریقے

سے اسلام لے آیا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے اُس روز اسلام عطا فرمادیتا تو میں حضرت علی

ابن ابی طالب کے ساتھ دوسرا اسلام قبول کرنے والا ہوتا۔

حضرت عقیف کا نام اشعث بن قیس ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بعد ازاں میں

بھی شہن اسلام سے شرف ہوا۔ اگر میں اُس وقت اسلام قبول کر لیتا تو حضرت علی کے بعد

اسلام لانے والوں میں دوسرا نام میرا ہوتا۔

دسویں روایت :-

جہد العرنی سے روایت ہے۔ کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے

سنا آپ فرمانے تھے میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

دونوں روایتیں ابواحمد نے نقل کیں اور حجتہ العربیہ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا آپ پہلے خوب زور سے ہنستے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر آپ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطنِ منہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے والد حضرت ابوطالب تشریف لائے اور آپ سے پوچھا اے میرے بھائی کے بیٹے کیا ہے؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ جو کرتے ہیں اس میں کچھ حرج نہیں مگر واللہ میں یہ نہیں کروں گا تو حضرت علی نے اپنے باپ کے اس قول پر تعجب سے ہنستے ہوئے فرمایا، الہی میں اُمت کے کسی ایسے شخص کو نہیں جس نے سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیرے اس بندے سے پہلے نماز پڑھی ہو۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی کہ بیشک میں نے لوگوں سے پہلے نماز پڑھی ہے۔ احمد۔

امام احمد نے یہ روایت بیان کی اور مناقب میں مزید کہا کہ حضرت علی نے فرمایا کہ بیشک میں نے سب لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی۔ حجتہ العربیہ صنفی ہے۔

گیارہویں روایت :-

ابن اسحاق اور دیگر بعض اہل علم نے کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ کی گھاٹیوں کی طرف نکلتے تو حضرت علی ابن ابی طالبؓ ان کے ساتھ ہوتے اور یہ دونوں حضرات ابی طالبؓ اور دیگر تمام چچوں اور تمام قریش سے

چھپ کر گھاٹیوں میں نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب رات ہوتی تو تشریف لائے اور ایسے ہی وہاں جب تک اللہ چاہتا دونوں حضرات قیام فرماتے۔

پھر ایک روز حضرت ابوطالبؓ وہاں آئے تو دونوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اے میرے بھائی کے بیٹے میں آپ کا یہ کیسا دین دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا!

چچا جان! یہ دین اللہ کا دین ہے اور فرشتوں کا دین ہے اور اللہ کے رسولوں کا دین ہے اور ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے یہ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

آپ نے مزید فرمایا:-

”اللہ تعالیٰ نے مجھے بندوں کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا ہے تو اے میرے چچا جان آپ ہدایت کی طرف دعوت اور نصیحت کے زیادہ حق دار ہیں اور دین پر میری مدد کریں یا جیسا کہ فرمایا۔“

حضرت ابوطالبؓ نے کہا: اے ابنِ اخی خدا کی قسم! میں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے مفارقت کی طاقت نہیں رکھتا جو کہ اس دین پر نہیں تھے۔ لیکن خدا کی قسم جب تک میں زندہ ہوں آپ کی طرف کوئی ناگوار اور مکروہ امر نہیں آسکتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوطالب نے حضرت علی کو فرمایا
اے بیٹے! یہ کیسا دین ہے جس پر تُو ہے۔

حضرت علی نے کہا اے ابا جان! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر ایمان لایا ہوں اور جو ان کے ساتھ آیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان
کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی نماز ادا کرتا ہوں اور ان کی
پیروی کرتا ہوں۔

حضرت ابوطالب نے انہیں فرمایا بیٹے! یہ تمہیں کبھی اُس طرف نہیں
بلائیں گے جدھر بھلائی نہ ہو۔ لہذا ان کی اطاعت اور پیروی کو لازم کرے۔
”ابن اسحاق“

پانچویں فصل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ابن اسحق نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے کے تین دن اور تین راتیں بعد تک
مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی
رکھی ہوئی امانتیں لوگوں کو واپس کیں اور فارغ ہونے کے بعد حضور رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُٹے۔

پھر وہ کثوم بن ہدم کے ساتھ مدینہ منورہ میں پہنچے اور قبا میں ایک یا
دو راتیں قیام فرمایا۔

یعنی یا علی! میرے بعد سب سے پہلے جنت کے دروازہ پر تم دستک دو گے اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گے۔ (مسند امام علی بن موسیٰ رضا)

حضرت علی اللہ و رسول کو سب زیادہ محبوب ہیں

خصوصیت نمبر ۵

حضرت علیؑ مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارے ہیں۔
حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بچہ تھا جو پرندہ تھا تو آپ نے فرمایا:

أَلَيْسَ أَمْتِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَا عَلِيُّ هَذَا

الطير في جوار علي بن أبي طالب۔

یعنی الہی! مخلوق میں سے اپنے سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج جو اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے۔ تو حضرت علی بن ابی طالب تشریف لے آئے اور آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت کھایا۔

اسے ترمذی نے نقل کیا اور کہا حدیث غریب ہے جبکہ بغوی نے المصابیح میں اسے حسن حدیثوں میں نقل کیا۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی تو راوی کے قول پر مزید کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے انکار فرمایا۔

اور فجاء علی کے بعد حضرت انس کے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت علی نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی تو میں نے کہا اجازت نہیں۔ کیونکہ میں چاہتا تھا کہ جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے وہ انصار میں سے ہو۔

اس حدیث کی تخریج عمر بن شاہین نے کی اور حربی کی اضافی روایت کا ذکر نہیں کیا اور بیان کیا ہے کہ انس بن مالک نے کہا حضرت علی تشریف لائے تو میں نے انہیں واپس کر دیا۔ آپ دوبارہ تشریف لائے تو انہیں پھر واپس کر دیا اور یہ واقعہ تین یا چار مرتبہ پیش آیا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

مَا جِئَكَ عَنِّي أَوْ مَا أَطَّيْتُكَ عَنِّي يَا عَلِيُّ ؟

یعنی اے علی! تمہیں میری ملاقات سے کون روکتا ہے اور اس ملاقات میں تاخیر کا باعث کون بن رہا ہے؟

حضرت علی نے عرض کی! میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا تو انس نے مجھے کوٹا دیا۔ میں نے پھر آپ کے پاس آنا چاہا تو انس نے مجھے واپس کر دیا۔

آپ نے فرمایا اے انس! تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اکسایا؟

حضرت انس نے عرض کی مجھے اُمید تھی کہ وہ انصار سے کوئی شخص ہوگا جو حضرت علیؑ سے بہتر یا افضل ہوگا۔

حضرت انس ہی سے یہ روایت بخاری نے نقل کی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا تو

آپ نے ایک نعمت لیکر فرمایا۔

اللَّهُمَّ اُنْتَنِي بِأَحَبِّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ وَإِلَىٰ -
یعنی الہی! ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جو تجھے اور مجھے سب خلقت

سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر حضرت علی تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی۔

میں نے کہا کون ہے؟

حضرت علی نے فرمایا، میں علی ہوں۔

میں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصروف ہیں۔ اس اثنا میں آپ سے

ایک نعمت اور کھایا اور پچھلے ہی کی طرح فرمایا۔

اللَّهُمَّ اُنْتَنِي بِأَحَبِّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ وَإِلَىٰ

حضرت علی نے پھر دروازے پر دستک دی تو میں نے پوچھا کون ہے؟

آپ نے فرمایا میں علی ہوں۔

میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام میں مصروف ہیں۔ آپ نے پھر یہ

نعمت لیا اور پچھلے ہی کی طرح فرمایا۔

الہی! ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جو تجھے اور مجھے سب مخلوق سے زیادہ

محبوب ہے۔

پھر حضرت علی نے دروازے پر دستک دے کر اپنی آواز بلند کر دی کہ حضور

رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یا اَنْتَ اَفْتَحِ الْبَابَ - یعنی اے انس دروازہ کھول دے۔

کہا کہ پھر حضرت علی اندر تشریف لائے تو حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو دیکھ کر
مسکرائے لگے پھر حضرت علی کو آپ نے فرمایا۔

الحمد لله الذي عجلك فاني اذعوني كل نعمته

اَبَايَا تَتَنِي الله باحب الخلق اليه والى

فكنت انت -

یعنی اُس خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں جلد بھیجا۔ میں نے ہر نعمت پر دعا کی

تمہی راہی ایسے شخص کو بھیج جو اُسے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو تم آگے

حضرت علی نے کہا! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی

مبعوث فرمایا۔ میں نے تین مرتبہ دروازے پر دستک دی اور انس نے مجھے واپس کر دیا

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

لَا تَدْعُوْنَهُ ؛ لَعِيْنٌ تَوَانِيْهِ كِيُوْنُ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَرُوْنِيْ تَحْتَا ؛

میں نے کہا میری خواہش تھی کہ وہ شخص انصار سے ہوتا جس کے لئے

آپ نے دعا فرمائی ہے۔

حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا

مَا يَلَامُ الرَّجُلَ عَلَى قَوْمِهِ - انسان اپنی قوم پر ملامت نہیں کرتا۔

دوسری روایت :- حضرت سفینہ سے روایت ہے کہ انصار کی

ایک عورت نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھنے ہوئے دو پرندوں کا مدیرہ بھیجا۔ جب یہ پرندے آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے تو آپ نے دعا فرمائی۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِاِحْبَابِ خَلْقِكَ اَبِیْکَ وَالْحَاقِیْ رَسُوْلَکَ

اٰہی! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جو تیری مخلوق میں تجھے در تیرے رسول کو

سب سے زیادہ محبوب ہو۔

پھر بخاری کی حدیث کی عبارت بیان کی اور اُس کے آخر میں کہا کہ حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان دونوں پرندوں کا گوشت کھایا یہاں تک کہ ختم ہو گیا۔

حضرت علی کا اختصار

آپ محبوب مصطفیٰ ہیں

پچھٹی خصوصیت :-

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے اُن سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟

انہوں نے فرمایا، فاطمہؑ

پھر پوچھا مردوں میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ فرمایا اُن کے شوہر حضرت علیؑ

اور مجھے معلوم ہے وہ صائم النہار اور قائم اللیل ہیں۔

یہ روایت ترمذی نے نقل کی اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

دوسری روایت :-

حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی سے روایت ہے کہ اُن کے پاس حضرت علیؑ کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا میں نے علیؑ سے زیادہ کسی مرد کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی عورت حضرت علیؑ کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہؓ سے زیادہ آپ کو پیاری تھی۔

اس روایت کی تخریج المخلص اور حافظ دمشقی نے کی۔

تیسری روایت :-

حضرت معاذ غفاریہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت انسؓ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر پر گئے اور میں اپنی بیماری اور زخم کی دوا کے لئے ٹھہر گیا۔ پھر میں حضرت عائشہ کے گھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا تو حضرت علیؑ وہاں سے تشریف لا رہے تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا :-

یا عائشۃ ان هذا احب الرجال الی واکرمهم علی فاعرفی

اے حقہ واکرمہی متھو کہ "ابن ماجہ"

اے عائشہ یہ شخص یعنی حضرت علی مجھے مردوں میں سب سے زیادہ محبوب و مکرم ہیں۔

چوتھی روایت :-

مجمع سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یومِ حمل کے بارے میں دریافت کیا۔

آپ نے فرمایا یہ اللہ کی تقدیر سے تھا۔

پھر ان سے حضرت علیؑ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا تم ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بیٹی کا شوہر ہے جو آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

پانچویں روایت :-

معاویہ بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آکر ان سے پوچھا اے اباذر! کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے تاکہ میں جان لوں کہ جو لوگ آپ کو محبوب ہیں وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں ؟

پچھٹی روایت اور شرح :-

پیش ازین حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں ایسی ہی روایت متفق علیہ میں بیان ہوئی تو اس روایت کو اس طرح حمل کرنا ہوگا کہ حضرت علی اہل بیت میں سے حضورؐ کو پیارے تھے اور حضرت عائشہ کی دونوں روایتوں کو جمع کرنے سے مطلقاً حضورؐ رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارے تھے۔

اس امر کی تائید دولاہی کی "ذریعہ طاہرہ" کتاب میں بیان کردہ اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ الزہراءؑ کو فرمایا اے بیٹی! میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے اپنے تمام اہل بیت میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اس روایت کی تخریج عبد الرزاق نے کی تو اہل بیت کی جگہ لفظ اہل نقل کیا یعنی بیٹی میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

علیؑ مجھے ایسے ہے جیسے میرے حبیب کو میرا سر

ساتویں خصوصیت :-

حضرت برادر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :
علی منی بمنزلۃ راسی من جسدی ۔ "اعلاء"

اخلا ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من
موسی الا انه لا بنی بعدی۔
”یعنی میں فقین جھوٹ کہتے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے پیچھے
اپنا نائب بنا کر چھوڑا ہے۔ پس تم واپس جاؤ اور میرے
گھر والوں میں میری نیابت کا فریضہ ادا کرو۔ کیا تم راضی
نہیں ہو کہ تم مجھے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کو حضرت ہارون
مگر میرے بعد بنی نہیں۔“ (ابن اسحق، معجم، دمشق)

چوتھی روایت :-

سفیان سے روایت ہے کہ اُسے مہدی نے کہا مجھ سے ایسی حدیث
بیان کر جس میں تیرے نزدیک حضرت علی کی بہت اچھی فضیلت ہو۔
کہا کہ مجھ سے سلم بن کہیل سے اُس نے جبہ بن عمری سے اُنہوں نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت علی کو فرمایا :-

انت منی بمنزلة هارون من موسی الا
انه لا بنی بعدی۔ ”نسخۃ بغدادیہ حافظ سلطانی“
یعنی تو مجھے بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کیلئے مگر میرے بعد بنی نہیں۔

پانچویں روایت :-

حضرت اسماء بنت عیسٰی سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے :-

اللہم انی اقول کما قال الحق موسیٰ اللہم اجعلہ
لہ وزیراً من اہل اہل ائمتہ علیاً اشد دہ ازری و اشرکہ
فی امری کہ لنسبحہ کثیراً و نذکرہ کثیراً انک
کنت بنا بصراً۔ ”احمد فی المناقب“

ترجمہ :- اے الہی! میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام
نے کی۔ اے الہی! میرے گھر والوں سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا دے تاکہ میں
اُس کے ساتھ قوت پاؤں اور وہ میرے امیر تبلیغ میں میرا شریک بنے تاکہ تیری
تسبیح و اذکار کثرت سے ہو اور بیشک تو ہم دونوں کا ساتھ دیکھ رہا ہے۔

اس امر خلافت سے مراد غیر نبوت ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، اور بعض
رافضی اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے خلیفہ ہیں جبکہ اس میں دلالت نہیں اور پہلے خلافت ابی بکر کی فصل میں اس
لفظ کی شرح اور معنی بیان ہو چکا ہے۔

چھٹی روایت :-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو سب علی کرتے ہوئے سنا تو
فرمایا ”میرا گناہ ہے کہ یہ شخص منافقین میں سے ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے حضرت علی کو فرمایا :-

انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه

لا بنی بعدی۔ ”ابن سمان“

یعنی تم مجھے ایسے ہو جیسے موسیٰ کو ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔

ساتویں روایت :-

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ نے حضرت علیؓ کو فرمایا،

ثلاث خصال لوددت ان لی واحدة منهن

میرے تین خصال ہیں جن میں سے ایک میرے لئے ہے :

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں اور ابو عبیدہ و ابوبکر اور صحابہ کی ایک جماعت حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے حضرت علیؓ کے کندھے پر تھپکی دیکر فرمایا :-

یا علی انت اول المؤمنین ایما فاولا المسلمین

اسلام و امت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ۔ "ابن سمان"

یعنی اے علی! تم ایمان میں پہلے مومن اور اسلام میں پہلے مسلمان ہو اور

تم مجھے موسیٰ سے ہارون کی طرح ہو۔

علیؓ حضور کو ایسے ہیں جیسے خلد اکو حضورؐ

نوین خصوصیت :-

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے چھ دن بعد حضرت

ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ آپ کی قبر انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ آپ آگے بڑھیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں ایسے شخص پر کیسے سبقت کر سکتا ہوں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے :-

علی منی بعذر الحق من رجب "الموافق ابن سمان"

یعنی علی مجھے ایسے ہیں جیسے میں اپنے رب کو ہوں۔

قرابت مصطفیٰ

دسویں خصوصیت :- "شعبی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کو شوق ہو کہ اس شخص کو دیکھے جو تمام لوگوں

میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریبی اور آپ کے نزدیک سب سے عظیم الشان شخصیت کا مالک ہے تو ان کی طرف دیکھے اور آپ کا اشارہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی طرف تھا۔ "ابن سمان"

۲۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چہرے نازل ہوئے اور عرض کیا یا محمد اللہ تعالیٰ

نے آپ پر سلام پڑھا ہے اور آپ سے کہا ہے، علی آپ کو بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کے ہیں مگر آپ کے بعد نہیں۔ "امام علی بن موسیٰ"

حضرت حبیبنا اجر اور مال غنیمت علی کیلئے

گیارہویں خصوصیت :-

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کے دن حضرت علی کو فرمایا :-

اما تروى ان يكوّن لك من الاجر مثله ما حى
ولك من المغانم مثله ما حى
یعنی کیا تم خوش نہیں کہ تمہیں میرے جیسا اجر اور میری مثل غنیمت حاصل ہو۔

حضرت علیؑ حضور کی جان کی طرح ہیں

بارہویں خصوصیت :-

مطلب بن عبد اللہ ابی حنیبل سے روایت ہے کہ جب بنو ثقیف کا وفد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے ان لوگوں کو فرمایا :-
لنسلمن اولاً بعثن علیکم من اجل ما قال
مثل نفسی فلیفر بن اعناقکم ولیستبویہ
ذرار یکم ولیاخذوا اموالکم۔

یعنی اسلام قبول کر دو گے یا میں تمہارے پاس اس شخص کو بھیجوں جو
مجھ سے ہے یا فرمایا جو میری جان یا ذات کی طرح ہے اور وہ تمہیں قتل کرے اور تمہارے
اموال لے لے اور تمہاری اولاد کو قیدی بنائے۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں خدا کی قسم! مجھے اُس روز کے سوا کبھی امارت
کی خواہش نہیں ہوئی اور میں نے اس امید پر اپنے سینے کو اُبھارا کہ آپ فرمائیں
گے کہ وہ یہ ہے۔

مگر آپ نے حضرت علیؑ کی طرف توجہ فرمائی اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ وہ یہ ہے
یونہی جان کی طرح ہے۔ ابو عمر، ابن سمان، جامع عبدالرزاق۔

دوسری روایت :-

زید بن نفیع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-
لینتجھین بنو ربیعۃ اولاً بعثن الیہم رجلاً
کنفسی یضی فیہم امری لیقتل المقاتلہ
ولیسی الذریۃ۔

یعنی بنو ربیعہ باز آجائیں ورنہ میں اُن کی طرف اس شخص کو بھیجوں گا جو
میری جان کی طرح ہے اور وہ اُن میں میرا امر نافذ کرے گا اور اُن سے جنگ کرے

قتل کریگا اور ان کی اولاد کو قیدی بنائے گا۔

حضرت ابو ذر نے کہا کہ میں ڈر گیا کیونکہ میرے عقب سے حضرت عمرؓ نے اپنی

سرو تھیلی میرے سینے پر رکھی اور کہا اس سے کون مراد ہوگا؟

میں نے کہا اس سے تم مراد نہیں ہو بلکہ اس شخص سے مراد خالص النعلینی

حضرت علیؓ ہیں۔ مناقب احمدؒ

تیسری روایت :-

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

ما من نبی الا وله نظیر فی امتہ و علی نظیری۔ "خلعی"

مہربانی کی نظیر اس کی امت میں کوئی شخص ہوتا اور میری نظیر علیؓ ہیں۔

نبی اور علیؓ کا نور تخلیق آدمؑ سے پہلے

تیسری خصوصیت :-

حضرت سلمان سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے سنا آپ نے فرمایا :-

كنت انا وعلی نوراً مبین ید اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم باربعة

عشر الف عام فلما خلق اللہ آدم قسم ذالک النور

جزاؤن فجزا انا وجزء علی۔ "احمدی المناقب"

یعنی میں اور علیؓ حضرت آدمؑ علیہ السلام سے چودہ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے

سامنے ایک نور تھے۔ پھر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدمؑ علیہ السلام کو

پیدا فرمایا تو اس نور کے دو جز کر دیئے۔ ایک جز میں ہوں اور دوسرا

جز حضرت علیؓ ہیں۔

حضرت علیؓ کی متھیلی حضورؐ کی متھیلی جیسی ہے

چودہویں خصوصیت :-

حسبی بن جنادہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مجلس میں حاضر

تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ذمہ کوئی قرض ہے؟

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ!

میری تین لپ بھجوریں آپ کے ذمہ ہیں۔

کہا کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو پیغام بھیج کر بلوایا اور کہا اے ابابکرؓ

اس شخص کا گمان ہے کہ اس کی تین لپ بھجوریں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے ذمہ ہیں۔ آپ اسے یہ بھجوریں دے دیں۔ حضرت علیؓ نے اسے تین لپ

بھجوریں دے دیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ! ان کھجوروں کی گنتی کی جائے پھر جب ان کھجوروں کو شمار کیا گیا تو ہر پ کی کھجوروں تعداد ساٹھ تھی اور ایک دوسری سے ایک بھی کھجور زائد نہ تھی۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ! اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ فرمایا میری اور علیؓ کی یہی گنتی میں برابر ہیں۔ ”مواقفت ابن سمان“

حضرت علیہ السلام اور حضرت علیؓ پر فرشتوں کا درود

چودہویں خصوصیت :-

حضرت ابی ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

لَقَدْ صَلَّيْتُ الْمَلَائِكَةَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ آلِي فَأَكُنَّا نَقْلِي

میں معاً احد لیصلی غیرنا۔ ”ابو الحسن خلیفہ“

یعنی فرشتے مجھ پر اور علیؓ پر درود پڑھتے تھے کیونکہ ہم دونوں نماز پڑھتے تھے اور اُس وقت ہم دونوں کے علاوہ ہمارے ساتھ کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔

حضرت اکرمؐ اور حضرت علیؓ کی ارواح کو خدا نے قبض کیا

بندرہ ہویں خصوصیت :-

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

لَمَّا مَرَرْتُ بِمَرَاتٍ بَلَكَ جَالِسٌ عَلَى سُرِيرٍ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ رَجُلِيهِ فِي الْمَشْرِقِ وَالْآخِرَى فِي الْمَغْرِبِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ نُورٌ يَنْظُرُ وَاللَّيْلُ كَأَنَّهَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَالْمَخْلُوقُ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ وَبِهِ تَبْلِيغُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ - فَقُلْتُ يَا جَبْرِئِيلُ مَنْ هَذَا ؟

قال هَذَا عِزْرَائِيلُ تَقْدِمُ فَسَلِّمْ، تَقْتَدِمُتُ وَتَسَلِّمُتُ عَلَيْهِ -

فَقَالَ ! وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَحْمَدُ مَا فَعَلَ ابْنُ عَمِّكَ عَلِيٌّ ؟

فَقُلْتُ ! وَهَلْ تَعْرِفُ ابْنَ عَمِّي عَلِيًّا -

قال ! وَكَيْفَ أَعْرِفُهُ وَقَدْ وَكَّلَنِي اللَّهُ بِقَبْضِ أَرْوَاحِ الْخَلَائِقِ مَا خَلَا رُوحَهُ وَرُوحَ ابْنِ عَمِّكَ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَنْوِفَا كَمَا بِمَشِيئَتِهِ - ”ملاء“

یعنی جب میں معراج کی شب گزرا تو ایک فرشتہ دیکھا جو نور کے تخت پر بیٹھا تھا۔ اُس کا ایک پہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں تھا۔ اُس کے سامنے نور تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا۔ تمام دنیا اُس کی آنکھوں کے سامنے تھی اور مخلوق اُس کے

کدھوں کے درمیان تھی اور اُس کا ہاتھ مشرق و مغرب میں پہنچا تھا۔

میں نے کہا: کس جبریل پر کون ہے؟
جبریل نے کہا: یہ عزرائیل ہے آپ آگے بڑھ کر اسے سلام کہیں۔
میں نے آگے بڑھ کر اسے سلام کہا تو اُس یا احمد و علیک السلام آپ کے

چچا زاد حضرت علی کیسے ہیں؟

میں نے کہا: میرے چچا زاد علی کو جانتے ہو؟

عزرائیل نے کہا: انہیں کیسے نہیں جانوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخلوق کی ارواح قبض کرنے پر فرمایا تو سوائے آپ کی اور آپ کے چچا زاد علی ابن ابی طالب کی دُجوا کے تمام مخلوق کی رُوحیں قبض کر دیں گی اور آپ دونوں کی رُوحیں اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق خود قبض فرمائے گا۔ ”سیرت الملاء“

ایذاء علی ایذاء رسول ہے

سولہویہ حدیث ہے:-

حضرت علی کو اذیت دینا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا ہے۔
وہ جس نے حضرت علی سے بغض رکھا اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھا۔

وہ جس نے حضرت علی کو گالی دی اُس نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی۔

وہ جو حضرت علی سے محبت کرتا ہے اُس نے رسول اللہ سے محبت کی۔

وہ جو حضرت علی سے دوستی رکھتا ہے وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی رکھتا ہے۔

وہ جو حضرت علی سے دشمنی رکھتا ہے وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی رکھتا ہے۔

وہ جو حضرت علی کی اطاعت کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے۔

وہ جو حضرت علی کی نافرمانی کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔

اصحابِ حدیث میں سے ایک شخص حضرت عمر بن شاس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ یمن کی طرف گیا تو حضرت علیؑ نے دورانِ سفر مجھ پر زیادتی کی جسے میں نے دل میں محسوس کیا۔ جب ہم واپس آئے تو میں نے مسجد میں اپنی شکایت کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گئی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں غصے کے آثار تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے بیٹھے ہی فرمایا عمر! خدا کی قسم تم سے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اس سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔

آپ نے فرمایا ہاں! جو علیؑ کو تکلیف پہنچاتا ہے گویا وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ ”احمد و ابو حاتم“

دوسری روایت :-

عمر بن شاس اسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

من احب علیاً فقد احبنی ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی
ومن آذى علیاً فقد آذانی ومن آذانی فقد آذى الله۔ ”ابو عمر“
یعنی جو علی سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو علی سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو مجھے اذیت دیتا ہے وہ خدا کو اذیت دیتا ہے۔

تیسری روایت :-

آئم المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے :-
من احب علیاً فقد احبنی فقد احب الله ومن ابغض علیاً
فقد ابغضنی فقد ابغض الله عز وجل۔

یعنی جس نے علیؑ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اُس نے اللہ عز وجل سے بغض رکھا۔

اس روایت کی تخریج مخلص نے کی اور حاکمی نے اس کے آغاز میں مزید یہ الفاظ نقل کئے۔

من تولاہ فقد تولاہنی ومن تولاہنی فقد تولاہ الله
ومن احبہ الخ ”المحدث“

یعنی جس نے علی سے دوستی کی اُس نے مجھ سے دوستی کی اور جس نے مجھ سے دوستی کی اُس نے اللہ سے دوستی کی، اور جو اُس سے محبت رکھتا ہے الخ

چوتھی روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے پاس بھیجا اور انہیں کہا :-
اَنْتَ سَيِّدُ الدُّنْيَا وَسَيِّدُ الْآخِرَةِ مِنْ اَحِبِّكَ فَقَدْ اَحَبَّنِي وَ
حَبِيبُكَ وَجَبِيبُ اللهِ وَعَدَاؤُكَ عَدَاؤِي وَعَدَاؤِي عَدَاؤُ اللهِ الْوَيْلُ
لِمَنْ اَبْغَضَكَ۔ (احمد فی المناقب)۔

یعنی اے علی! تم دنیا میں سردار ہو اور آخرت میں سردار ہو، تمہارا محبوب میرا محبوب اور تمہارا حبیب میرا حبیب ہے۔ تمہارا دشمن میرا دشمن، اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ ویل ہے اُس کیلئے جو تم سے بغض رکھتا ہے۔

پانچویں روایت :-

حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ

وہ بصارت چلی جانے کے بعد قریش کی ایک مجلس سے گزرے تو وہ لوگ حضرت علیؑ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس نے اپنے قائد سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے تھے میں سن نہیں سکا۔ اُس نے کہا یہ حضرت علیؑ کو گالیاں دے رہے تھے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مجھے واپس لے چلو وہ انہیں مجلس قریش کے پاس واپس لایا تو انہوں نے قریش سے کہا تم میں سے کون اللہ کو گالی دے رہا تھا؟

لوگوں نے کہا سبحان اللہ! جو اللہ کو گالی دیتا ہے وہ مشرک ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا تم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیتا تھا؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیتا ہے وہ کافر ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: تم میں سے کون حضرت علیؑ کو گالی دے رہا تھا۔ لوگوں نے کہا ہاں! یہ بات تو ہے یعنی حضرت علیؑ کو گالی دے رہا تھا۔ حضرت ابن عباس نے کہا: میں اللہ کے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔

من سب علیاً فقد سبني فقد سب الله عز وجل

اکیہ اللہ علی منکر کا۔

یعنی جس نے علیؑ کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی

اُس نے اللہ کو گالی دی۔ اللہ اس کو ناک کے بن گراتا ہے۔

حضرت ابن عباس بعد از ان دلائل سے واپس آگئے اور پھر اپنے قائد سے کہا میں سن نہیں سکا وہ لوگ کیا کہتے تھے؟ قائد نے کہا کہ پھر انہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ حضرت ابن عباس نے کہا: جب وہ جو کہنا تھا کہہ رہے تھے اُس وقت تو نے اُن کے چہروں کو کیسے پایا؟ اُس نے کہا:-

نظروا اليك باعين محمرة : نظروا اليك باعين شفا الحجاز
کہا تجھ پر میرا باپ قربان مزید بیان کرے۔
جزرا الحواجب فاكسوا اذا فانهم نظروا الذليل
الى العزير القاهر۔

کہا تجھ پر میرا باپ قربان مزید بتا۔
اُس نے کہا میرے پاس فقط دو ہی شعر ہیں۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا: بیکر میرے پاس ہے:-

احياؤهم هو حزن علي امواتهم - والميتون
مسيئ للعاين۔ (ابو عبد اللہ علیہ السلام)

حضرت علیؑ کو گالی دینا حضورؐ کو گالی دینا ہے چھٹی روایت

ابو عبد اللہ صدی سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے فرمایا کیا تو علیؑ کو گالی دیتا ہے۔ میں نے کہا معاذ اللہ!

حضرت اُم سلمہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:-

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّكَى -

یعنی جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھ کو گالی دی۔ "مسند احمد"

اطاعت علیؑ اطاعت مصطفیٰ، ساتویں روایت:-

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہم حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا:-

مَنْ اطَاعَكَ فَقَدْ اطَاعَنِى اَطَاعَ اللّٰهُ وَمَنْ عَصَاكَ عَصَانِى
اے علی! میں نے تیری فرمانبرداری کی اور میں نے میری فرمانبرداری کی
اُس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور میں نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی
کی۔ (مجمع ابوبکر اسماعیلی)۔

الجنیدی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔

مَنْ اطَاعَنِى فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهُ وَمَنْ اطَاعَكَ فَقَدْ اطَاعَنِى
وَمَنْ عَصَانِى فَقَدْ عَصَى اللّٰهُ وَمَنْ عَصَاكَ فَقَدْ عَصَانِى -

یعنی جس نے میری اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور میں نے
تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی۔ اور میں نے میری نافرمانی کی اُس نے
خدا کی نافرمانی کی اور میں نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:-

يَا عَلِيُّ مِنْ قَارَقَنِي فَقَدْ قَارَقَتِ اللّٰهُ وَمِنْ قَارَقَتِ اللّٰهُ
فَقَدْ قَارَقَنِي - (مناقب احمد، نقاش)

یعنی اے علی! جو مجھ سے الگ ہوتا ہے وہ خدا سے الگ ہو جاتا ہے
اور جو مجھ سے الگ ہوتا ہے وہ مجھ سے الگ ہو جاتا ہے۔

تنقیص علیؑ تکلیف نبیؐ سے اٹھوں روایت:-

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت عمرؓ کے سامنے
حضرت علیؑ کے حق میں بری بات کہی تو حضرت عمرؓ نے اُسے کہا کیا تو اس قبر والے
کو جانتا ہے؟

یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں اور علی بن ابی طالب ہا عبد المطلب ہیں
علی کا تذکرہ سوائے خیر کے کبھی نہ کرنا۔

تو نے حضرت علیؑ کی تنقیص کر کے اس قبر والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
تکلیف پہنچائی ہے۔ (مناقب احمد، الموافقت ابن سمان)

علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن، نویں روایت:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا:-

جِدِيكَ جِدِي وَجِدِي جِدِي اللّٰهُ وَعَدُوكَ عَدُوِّ

وعدوى عدو الله وويل لمن البغضك بعدى - (حاکمی)

یعنی تیرا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے
اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے اور میرے دھال کے بعد
جو تم سے بغض رکھے گا اُس کے لئے ذیل اور بربادی ہے۔

حضرت علیؑ سے مواخات رسولؐ

سترہویں خصوصیت پہلی روایت :-

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو حضرت علیؑ اشکبار آنکھوں سے
تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ نے صحابہ میں رشتہ
مواخات قائم فرمایا اور میرا بھائی چارہ کسی نے نہیں کروایا۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ -

یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

یہ حدیث ترمذی نے نقل کی اور کہا غریب ہے جبکہ لغوی نے اسے المعاصیج
میں حسن حدیثوں میں نقل کیا ہے۔

دوسری روایت :-

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی
تو حضرت علیؑ باقی رہ گئے اور حضرت علیؑ بھادر و شجاع انسان تھے اور جب کسی
چیز کا ارادہ فرماتے تو اپنا کام کر گزرتے۔ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے انہیں فرمایا :-

أَمَّا تَرْضَى أَنْ أَكُونَ أَخَاكَ

یعنی کیا تو خوش نہ ہوگا اگر تیرا بھائی بنوں۔

حضرت علیؑ نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ مجھے خوش ہوگئی۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

فَأَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ -

یعنی تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ (الخلع)

تیسری روایت :-

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اللہ کا
بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں اور میرے بعد یہ بات
صرف وہی کہے گا "جو کذاب ہوگا" (البوئمر)

یہ روایت خلعی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے :-

وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ وَلَقَدْ صَدَّقْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ مِائِينَ -

یعنی میں صدیق اکبر ہوں اور میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔

چوتھی روایت :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری تلاش میں نکلے تو آپ نے مجھ کو ایک چار دیواری میں سویا ہوا پایا پھر آپ پاؤں مبارک کے ٹھوکر لگا کر مجھے فرمایا :-

قَدْ خَوَّلَ اللَّهُ لَارْضِينَكَ أَنْتَ أَخِي وَأَبُو وَلَدِي تَقَاتِلْ عَلَى سُنَّتِي مِنْ مَاتَ عَلَى عَهْدِي فَهُوَ فِي كَنْزِ الْجَنَّةِ وَمَنْ مَاتَ عَلَى عَهْدِي فَقَدْ قَضَى غَيِّهَ وَمَنْ مَاتَ غَيْبًا بَعْدَ مَوْتِي حَتَمَ اللَّهُ لَهُ جَالًا مِنْ الْإِيمَانِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ أَوْ غَرَبَتْ - (مناقب احمد)

یعنی اٹھو تم اس پر خوش نہیں کہ تم میرے بھائی اور میرے بیٹوں کے باپ ہو اور تم میری سنت پر لڑائی کرنے والے ہو۔ جو میرے عہد پر فوت ہوگا وہ جنت کے خزانے میں ہے اور جو تیرے عہد پر ہے اس کی موت محبت پر ہوگی۔ اور جو تیرے فوت ہونے کے بعد تیری محبت پر فوت ہوگا اللہ تعالیٰ اس کیلئے امن اور ایمان کی مہر کر دے گا سورج طلوع ہو یا غروب۔

پانچویں روایت :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کو بلا کر اکٹھے کیا جو کافی کافی کھانا اور تین تین صاع شربت پی جلتے تھے کہا کہ ان کے لئے ایک بند کھانا تیار کیا گیا اور انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا اسی طرح باقی تھا جیسے کس کو کسی

نے چھوٹا تک نہ ہو یا پیات تک نہ ہو۔

پھر آپ نے بنی عبدالمطلب کو فرمایا میں تمہاری طرف بالخصوص اور لوگوں کی طرف بالعموم مبعوث کیا گیا ہوں۔ اور تم اس نشانی کو دیکھو جو تم نے تکثیر طعام کی صورت میں دیکھی ہے۔ تو تم میں کون ہے جو میری بیعت کر کے میرا بھائی اور میرا ساتھی بنے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا تو میں کھڑا ہو گیا اور میں لوگوں میں چھوٹی عمر کا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے تین مرتبہ لوگوں کو یہی بات کہی مگر جب کوئی نہ اٹھا تو میں کھڑا ہو جاتا اور آپ فرماتے تم بیٹھ جاؤ۔ یہی تھا کہ آپ نے تیسری مرتبہ میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا (احمد فی المناقب)

چھٹی روایت :-

دوسرے طریق پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب وَأَنْتُمْ عَشِيرَتُكَ إِلَّا قُرْبَيْجِ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کے مردوں کو بلایا جن میں سے اگر کوئی شخص کھائے تو ایک جزعہ اور پئے تو ایک فرق یعنی تقریباً سات سیر یا نی پی جائے، ایک شخص نے آپ کی طرف بے لگت کی تو انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے تو آپ نے انہیں فرمایا :-

مَنْ بَقِيَ مِنْ عَلِيٍّ دِينِي وَمَوَاعِيدِي وَبِجَعُونِ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ وَيَكُونُ خَلِيفَتِي فِي أَهْلِي ؟

میرے دین و موااعد پر جو شخص میرے ساتھ شامل ہوگا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور میرے خاندان میں میرا خلیفہ ہوگا۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں جب آپؐ نے اپنے اہلیت پر یہ امر پیش کیا تو میں نے کہا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے دین و مورا عید پر آپ کے ساتھ ہوں۔
(احمد فی المناقب)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت علیؓ
سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے خود کو پوری قوت سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل کر رکھا تھا، اور میں سب سے پہلے آپ کے ساتھ
شامل ہوا۔ (ابن صہاک)۔

ساتویں روایت :-

عمر بن عبد اللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو حضرت
علیؓ کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا تو حضرت علیؓ نے آپ کی خدمت
میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے لوگوں کے درمیان مواخات
قائم فرمائی اور مجھے چھوڑ دیا ؟
آپؐ نے فرمایا :-

ولم توافی ترکک ؟ انما ترکک لنفسی انت و
انا اخوک فافی اذ اکرات قل انا عبد اللہ و اخو رسولہ لا ید عیبہا
بعدی الا کذاب۔ (احمد فی المناقب)۔

یعنی اور میں تجھے چھوڑا ہوا نہیں دیکھتا مگر میں نے تجھے اپنی ذات کے
لئے چھوڑا ہے۔ تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔
کہو میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور میرے بعد سوائے
کذاب کے یہ دعویٰ کوئی نہیں کرے گا۔

جنت کے دروازے پر اسم علیؓ

اکھویں روایت :-

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا :-

عَلَىٰ بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
عَلَىٰ اخْوِ رَسُولِ اللَّهِ۔

یعنی جنت کے دروازے پر لکھا ہے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
محمد اللہ کے رسول ہیں اور علیؓ رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

اوپریں روایت :-

ایک اور روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے :-
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَىٰ اخْوِ رَسُولِ اللَّهِ
یعنی محمد اللہ کے رسول اور علیؓ رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

دسویں روایت :-

ایک اور روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہے :-
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَىٰ آخِرِ رَسُولٍ اللَّهُ قَبْلَ أَنْ تَخْلُقَ السَّمَوَاتِ
بِالْفَنَى نَسْتَه -

یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال
پہلے رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

ان دونوں روایتوں کی تخریج ابراہیم نے مناقب میں کی اور پہلی روایت
عسائی نے اپنی معجم میں نقل کی ہے اور صحابہ کے درمیان مواخات کی روایات
عشر و مبشر کے مناقب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

ذریعہ مصطفیٰ البیت علیہ السلام

اٹھارہویں خصوصیت :-

اس امر کا ذکر پیش ماہرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس
ارشاد میں ہو چکا ہے کہ

أَنْتُمْ أَخِي وَأَبُو وَلَدِي
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اہل
بیت اور میرے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں حاضر تھے کہ حضرت علی تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُن پر سلام کیا اور کہے ہو کر اُن پر محافقہ کیا اور اُن کی پیشانی پر بوسہ دیکر
انہیں اپنی واپس طرف بٹھایا۔

حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ! آپ ان سے محبت کرتے ہیں ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

يَا عَمُّ وَاللَّهِ اللَّهُ أَشَدَّ حُبًّا لِّمَنِي أَنْ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِي
صُلْبِهِ وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي صُلْبِ هَذَا امْرِءٍ - "ابو الحیر حاکمی"

اے چچا جان خدا کی قسم مجھے اس کے ساتھ اس کے لئے شدید محبت
ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اُس کی اپنی پشت میں مقرر فرمایا ہے
جبکہ میری اولاد کو اس کی پشت میں رکھا ہے۔

جس کے نبی مولا ہیں سکے علی مولا ہیں

انیسویں خصوصیت :-

ربیع بن حارث سے روایت ہے کہ ایک قبیلہ کے لوگ ایک ٹھکی جگہ پر حضرت
علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے مولا ہمارے آپ پر سلام ہو۔

آپ نے کہا کہ تمہارے مولا کیسے تم کو عرب ہو ؟

انہوں نے کہا ہم نے عذیرہ خیم کے وں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا آپ نے فرمایا :-

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً ۚ فَعَلَى مَوْلَا ۚ -

یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔

رباع نے کہا کہ جب وہ چلے گئے تو میں ان کے پیچھے پیچھے چلا اور پوچھا

یہ کون لوگ ہیں؟

انہوں نے کہا یہ انصار کے لوگ ہیں اور ان میں حضرت ابو ایوب

انصاری ہیں۔ (احمد بن المنقب)

دوسری روایت :-

رباع ہی سے روایت ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بیٹھا ہوا

تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس پر سفر کا اثر تھا۔ اس نے کہا !

السَّلامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ -

یعنی اے میرے مولا آپ پر سلام ہو۔

پوچھا یہ کون ہے؟

کہا یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

پھر حضرت علی نے فرمایا! آپہن غسل کرو۔ لوگوں نے انہیں غسل دیا اور کرایا تو حضرت

ابو ایوب نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً ۚ فَعَلَى مَوْلَا ۚ - (مجموع لغوی)

یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں۔

علی کا دشمن نبی کا دشمن ہے

تیسری روایت :-

برآمد بن عاذب سے روایت ہے کہ ہم لوگ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے ساتھ تھے۔ پھر ہم غزیرہ کے مقام پر اترے تو ہمیں صلوٰۃ جامع کی آواز

دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے درخت کے نیچے جگہ صاف کی گئی۔

آپ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا :-

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ -

یعنی کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں کی جانوں سے اُن کے زیادہ قریب ہوں

لوگوں نے کہا ہاں! کیوں نہیں۔

پھر آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا :-

اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً ۚ فَعَلَى مَوْلَا ۚ - اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَا ۚ وَ

عَادَا ۚ مَنْ عَادَا ۚ -

اے الہی! جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں۔ اے الہی! اس کے دوست

سے دوستی رکھ اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ۔

کہا کہ اس کے بعد حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا :-

هٰذَا بَنُو ابْنِ طَالِبٍ اَصْحٰبُ اَصْحٰبِ مَوَلٰی كُلِّ مَوْصِنٍ وَمَوْصِنَةٌ

یعنی ابن ابی طالب آپ کو مبارک ہو۔ آپ صبیح اور شام ہر مومن اور

مومنہ کے مولا ہیں۔

چوتھی روایت :-

حضرت زید بن ارقم سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے اس روایت کی تخریج امام احمد نے اپنی مسند میں کی اور پہلی روایت میں ابن سمان نے نقل کی اور اسکا منہم و معنی کی روایت حضرت عمر سے مناقب میں نقل کی جس میں مزید یہ الفاظ ہیں۔

وَعَادَ مَنْ عَادَاكَ وَالنُّصْرَ مَنْ نَصَرَكَ وَأَحَبَّ مَنْ أَحَبَّكَ۔

اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ اور اس کے مددگار کی مدد فرما اور اس کے محبت سے محبت فرما۔

یا فرمایا :- ابغض من ابغضہ۔ یعنی اس سے بغض رکھنے والے کے ساتھ بغض رکھ۔ اور ابن سمان نے حضرت عمر سے اس روایت سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں :-

مَنْ كُنْتَ مَوْلَا كَ فَعَلَى مَوْلَا كَ۔

اور تلخیص اعتدال میں علامہ ذہبی نے جناب حبشی بن جنادہ سے ہر روایت نقل کی ہے اس میں من کنت مولا ک فعلی مولا ک کے بعد یہ الفاظ ہیں :-

وَأَنْصُرُ مَنْ نَصَرَكَ وَأَعْنُ مَنْ عَاوَدَكَ۔

یعنی اس کے مددگار کی مدد فرما اور اس کے معاون کی اعانت فرما اور جو اس کے بعد الفاظ ہیں اُن کا ذکر نہیں کیا۔

پانچویں روایت :-

ابی طفیل سے روایت ہے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میں تم سے اللہ کی قسم دیگر پوچھتا ہوں جس نے یوم غدیر خم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے بارے میں سنا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔

لوگ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَتَىٰ أَهْلَ الْبِلَادِ الْمَوْتِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں۔

قَالُوا ! بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

لوگوں نے کہا ! ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں !

قَالَ ! مَنْ كُنْتَ مَوْلَا كَ فَاتَىٰ هَذَا مَوْلَا كَ۔ اللَّهُمَّ وَالِ مِنْ وَالَا

وَعَادَ مَنْ عَادَاكَ۔

آپ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ الہی اس کے دوست سے دوستی رکھ اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ۔

میں وہاں سے نکلا تو میرے دل میں کچھ الجھن تھی۔ چنانچہ حضرت زید بن ارقمؓ سے ملا اور اس امر کا تذکرہ اُن سے کیا۔

حضرت زید بن ارقم نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

یعنی اُسے بریدہ کیا میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک نہیں ہوں ؟
میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں ۔
آپ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں تو اُس کا علی مولا ہے ۔

نویں روایت :-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ حضرت علیؑ اُس کے مولا ہیں
جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا ہیں ۔
سالم سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اپنا کا حُسن سلوک جو
حضرت علیؑ کے ساتھ ہے کسی اور کے ساتھ نہیں ہے ؟
حضرت عمرؓ نے فرمایا ! اس لئے کہ علی میرے مولا ہیں ۔

دسویں روایت :-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بدو جھگڑ لے کر
اُن کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت علیؑ سے کہا اے اباحسن ! اُن کے
درمیان فیصلہ فرمادیں ۔
حضرت علیؑ نے فیصلہ فرمایا تو اُن میں سے ایک نے کہا کیا ہمارے درمیان
یہ فیصلہ کرے گا ؟

حضرت عمرؓ نے جھپٹ کر اُس بدو کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا ! تیری

بربادی ہو تو نہیں جانتا یہ کون ہیں ؟ یہ میرے مولا ہیں اور ہر مومن کے مولا
اور جس کے یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں ۔

گیارہویں روایت :-

حضرت عمرؓ نے یہ روایت ہے کہ ایک شخص کسی مسئلہ کا نزاع لیکر
اُن کے پاس آیا اور حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا میرا اس بڑے پیٹ والے
بیٹھے ہوئے شخص سے نزاع ہے ۔

حضرت عمرؓ مجلس سے تیزی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اُس شخص
کا گریبان پکڑ کر زمین پر گرا دیا ۔ پھر کہا تجھے معلوم ہے کس شخص کی تو نے تہلیل کی ہے
یہ میرے اور مجھؓ کے مولا ہیں ۔
ان روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی ۔

شکر :-

غذیر ختم مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جحفہ میں واقع ہے
اور حدیث کا مفہوم اُس شخص کے بارے میں جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی امامت کی طرف سے جاتا ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کو مناسب معنی
پر محمول کرنا ہوگا ۔ اس لئے کہ امامت میں حضرت ابوبکرؓ پہلے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ
صدیقؓ کی خلافت کے باب میں مذکور ہوا ۔

حضور اکرمؐ کے بعد حضرت علیؑ ہر مومن کے ولی ہیں اور حضورؐ سے ہیں

ریسیوں روایت :-

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ احادیث میں ہے کہ حضرت علیؑ حضورؐ رسالت کا نائب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں جیسے علیؑ منیٰ و آقا و ملکہ۔

حضرات عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے زیرِ کمان ایک لشکر بھیجا۔ کہا کہ مالِ غنیمت سے انہوں نے ایک کینز لے لی تو لوگوں نے اس بات کو پسند نہ کیا اور اصحاب رسولؐ سے چار اشخاص نے معاہدہ کیا کہ جب ہماری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگی تو ہم آپؐ کو بتائیں گے کہ انہوں نے ایک کینز لے لی تھی۔

عمران کہتے ہیں کہ جب مسلمان سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے اور پھر اپنی سواریوں کی طرف واپس چلے جاتے، تو جب اس سریر کے واپس آئے اور سلام کے لئے حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان چاروں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے نہیں دیکھا علیؑ نے ایسے اور ایسے کیا ہے؟

آپؐ نے اس شخص سے رُخ پھیر لیا تو دوسرے نے کھڑے ہو کر پہلے کی بات دہرا دی۔ آپؐ نے اس سے بھی رُخ پھیر لیا تو تیسرے نے وہی کہانی سُنا دی۔ آپؐ نے اس سے بھی اعراض فرمایا تو چوتھے نے اُٹھ کر وہی بات سُنائی جو پہلے تین کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو آپؐ کے چہرے پر غضب کے آثار نمایاں تھے۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا :-

مَا تَزِيدُونِي مِنْ عَلِيٍّ، عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَليُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔

یعنی تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو۔ علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ

میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

دوسری روایت :-

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ حضورؐ علیہ الصلوٰت والسلام نے ایک شخص کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا جس میں میں بھی تھا اور ہمیں غنیمت میں ایک کینز ملی۔ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خط لکھا کہ ہم سے خمس لینے کے لئے کسی کو بھیجیں۔

کہا کہ آپؐ نے خمس لینے کے لئے حضرت علیؑ کو بھیجا اور قیدیوں میں یہی کینز افضل تھی۔ حضرت علیؑ نے خمس لیا اور مالِ غنیمت تقسیم کر دیا۔ کہا کہ پھر حضرت علیؑ باہر آئے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔

ہم نے کہا یا ابا حسن یہ کیا ہے؟

آپؐ نے کہا، کیا تم نے قیدیوں میں کینز کو نہیں دیکھا؟ میں نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو اسے خمس میں رکھ لیا۔ پھر خمس کا مال اہل بیت رسولؐ میں تقسیم کیا تو کینز

کو آل علیؑ کے حصہ میں رکھ لیا۔ لہذا یہ میرے حصہ میں آگئی۔ اُس شخص نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لکھا تو میں نے اُسے کہا اسکی تصدیق کے لئے مجھے بھیج دے۔

میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر خط پڑھا اور زبان سے اُس کی تصدیق کی۔ تو میرا ہاتھ اور خط رُک گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو علیؑ سے بعض رکعتا ہے؟

میں نے کہا ہاں!

آپؐ نے فرمایا:۔

فَلَا تَبْغِضْهُ وَاتَّكُنْتَ غَيْبَهُ فَادْرُدْهُ حَبَا فَوَالَّذِي لَفْسِي

بِيَدِهِ لَنُصِيبَ آلَ عَلِيٍّ مِنَ الْخُمْسِ - افضل من وصيفة -

یعنی اُس سے بغض نہ رکھ، اور اگر تو اُس سے محبت رکھتا تو اُس سے مزید محبت کرتا۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خمس سے آل علیؑ کا کبیز سے زیادہ حصہ تھا۔

کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں حضرت علیؑ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔

تیسری روایت :-

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بریدہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپؐ کی خدمت میں خط پیش کیا۔ پھر دیکھا کہ خط پڑھنے کے بعد چہرہ اقدس پر غضب کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں تو میں نے کہا یا رسول اللہ یہ خدا سے پناہ مانگنے کا مقام ہے۔ آپؐ نے جس شخص کو ہمارے ساتھ بھیجا تھا اور اُس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا تھا تو میں نے وہی کیا ہے جس کا مجھے حکم دیا گیا تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَقْعُ فِي عُلَى فَافْهَمْ مَنِي وَافْهَمْ مَنِي وَهُوَ لِيَكْمُ لِعَدِي (مسند احمد)
یعنی علیؑ پر اعتراض نہ کیا کرو۔ کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

چوتھی روایت حضرت علیؑ کا حصہ کبیز سے زیادہ تھا :-

حضرت بریدہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو حضرت خالدؓ کی طرف خمس وصول کرنے کے لئے بھیجا تو مجھے حضرت علیؑ سے بغض ہو گیا اور وہ بول کر انہوں نے خمس سے ایک کبیز لے لی اور صبح کو غسل کیا۔

میں نے خالد کو کہا تو نے اس شخص کو دیکھا؟ پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اے بریدہ! کیا تو علیؑ سے بغض رکھتا ہے؟

میں نے کہا ہاں!

آپ نے فرمایا: اُس سے بُنقص نہ رکھ۔ کیونکہ جس میں اُس کا حصہ اس
کمنہ سے زیادہ تھا۔
حضرت بڑیدہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا:-

مَنْ كُنْتَ وَلِيَهُ فَعَلَى وَلِيهِ -

یعنی جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے۔ ”ابو عاتم“

باب نہویں روایت پلصراط سے کون گزرے گا:-

حضرت علی سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا:-

اِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْاَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَصَبَ الصِّرَاطَ
عَلَى خَيْسَرٍ جَهَنَّمَ مَا جَاَزَهَا احَدٌ كَانَتْ مَعَهُ بَرَاءَةٌ يُولَايَةِ عَلِيٍّ بْنِ
اَبِي طَالِبٍ -

یعنی جب اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین کو جمع کرے
گا اور جہنم کے پل پر راستہ بچھائے گا تو اُس پل سے صرف وہی شخص گزر سکے گا
جس کے ساتھ علی بن ابی طالب کی ولایت کے ساتھ براءت ہوگی۔

یہ روایت حاکمی نے اربعین میں نقل کی اور ولایت سے مراد خدا ہی جانتا ہے
کہ موالات و نصرت و محبت ہے۔

چھٹی روایت، یہ میرا ولی ہے میں اُس کا ولی ہوں۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حفصہؓ رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:-

هَذَا وَليّ وَاخَا وَلِيهِ وَالْيَتَمَ مِنْ اِلَالَةِ عَادِيْتٍ مِنْ عَادَاةٍ - ”حاکمی“

یہ میرا ولی ہے اور میں اس کا ولی ہوں۔ اس سے دوستی رکھنے والے کے ساتھ
دوستی رکھنا ہوں اور اس سے دشمنی رکھنے والے سے دشمنی رکھنا ہوں۔

مسلمانوں پر حضرت علیؓ کا حق باپ کا حق ہے:-

حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو آلیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما
دونوں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

حَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ - ”حاکمی“

یعنی حضرت علیؓ کا مسلمانوں پر وہی حق ہے جو بیٹے پر باپ کا حق ہوتا ہے

علیؓ کی دوستی سے قُرب الہی:-

ابی مقدم صالح سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما نے اپنی وفات کے وقت کہا:- ”اے الہی! میں حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کی
ولایت کے ساتھ تیرا قُرب چاہتا ہوں۔“

اس حدیث پر گفتگو اور ردِ اقص کے متعلق بیان اور اس کا جواب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے سلسلہ میں ہو چکا ہے جو کہ خلافتِ ابو بکرؓ کی فصل میں ہے۔

جبریل مصطفیٰ و مرقیٰ سے ہیں

ایک سو بیس خصوصیات :-

حضرت ابی رافع سے روایت ہے کہ جب حضرت علیؓ نے احد کے دن کفار کے پرچم برداروں کو قتل کیا تو حضرت جبریلؑ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ ہیں جن کے ساتھ مجھے انس مواسات ہے۔ آپ نے فرمایا :-

إِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ

یعنی وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔

حضرت جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ دونوں سے ہوں۔ "احمد فی المناقب"

خدا نے بذریعہ علیؓ اپنے نبیؐ کی امداد کی

یا ایک سو بیس خصوصیات :-

ابی حمزہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

میں شبِ معراج آسمانوں پر گیا تو میں نے عرش کے پاس کی طرف دیکھا تو اُس پر لکھا ہوا تھا :-

”محمد رسول اللہ ابیدتہ بجنی و نصرتہ یہ“ ”صیرت الملاح“

یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے ذریعہ آپؐ کی امداد و نصرت فرمائی۔

دوسری روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک پرندہ آیا جس کے منہ میں سبز بادام تھا۔ پھر وہ پرندہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں آگیا تو آپؐ نے اُسے پکڑ کر چوما اور پھر اُسے توڑ دیا تو اُس کے پیٹ سے سبز کھیر نکلا جس میں زرد رنگ سے لکھا ہوا تھا :-

لا اله الا الله محمد رسول الله نصرته یعنی :- ”ابو خیر قر و نبی حاکم“

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں جن کی علیؓ کے ساتھ نصرت کی گئی

حضور اپنا پیغام خود ویں یا علیؓ کے ذریعے ہیں

تیس سو بیس خصوصیات :- حضرت ابو سعیدؓ یا حضرت ابی ہریرہؓ سے

روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھیجا، جب وہ مقام بنیان جو کہ مکہ معظمہ کے لواح میں ایک پہاڑ ہے پر پہنچے تو حضرت علیؓ کی اونٹنی کی آواز سنی تو جان لیا کہ حضرت علیؓ تشریف لائے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا: خیر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ توہید سے کچھ بھیجا ہے۔

پھر جب ہم واپس آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے کیا ہے؟ یعنی میرا کیا مقام ہے؟ آپؐ نے فرمایا!

خدا انتہ صاچی فی الغار غدائہ لا یبلغ غدیری اد ساجل
متی یعنی علیا۔

یعنی خیر ہے تم پر میرے فار کے ساتھی ہو مگر یاد جو اس کے یہ پیغام میرے سوا کوئی نہیں پہنچا سکتا یا پھر وہ شخص یہ کام کر سکتا ہے جو مجھ سے ہے یعنی حضرت علیؓ۔

دوسری روایت :-

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب وہ لوگ جعرانہ سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر جرج بنا کر بھیجا تو ہم ان کے ساتھ صبح کے وقت پہنچے۔ پھر جب مقام عرج پر نماز صبح کی تکبیر کہی گئی

تو ہم نے حضرت ابوبکرؓ کے عقب میں اونٹنی کے پیچنے کی آواز سنی۔ حضرت ابوبکرؓ نے تکبیر پر ٹھہر کر فرمایا!

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز ہے۔ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہوں تو ان کے ساتھ نماز پڑھوں۔ مگر جب انہوں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ پر حضرت علیؓ سوار تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا! اے علی! آپ امیر جرج بن کر آئے ہیں یا پیغام لے کر آئے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سورہ برآۃ دیکر بھیجا ہے تاکہ مواقع حج میں لوگوں پر پڑھوں۔

پھر ہم لوگ مکہ معظمہ میں آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترویہ سے ایک دن پہلے لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو حضرت علیؓ نے سورہ برآۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ ساتھ چلے گئے یہاں تک کہ عرفہ کے دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا تو انہوں نے اپنے مناسک کو جان لیا۔ حضرت ابوبکرؓ جب فارغ ہوئے تو حضرت علیؓ نے لوگوں پر سورہ برآۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہو گئی۔ پھر قربانی کا دن آیا تو ہم نے قربانی کا امر دیا گیا۔

پھر جب حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو خطاب کر کے واپس آئے تو لوگوں سے ان کی قربانیوں اور ان کے مناسک اور ان کے پورا کرنے کے بارے میں گفتگو فرمائی۔

پھر جب حضرت ابوبکرؓ فارغ ہوئے تو حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر سورہ برآۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہو گئی۔

مہر جب یوم النفر یعنی رمی کا پہلا دن آیا تو حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو بتایا کہ رمی جہاد حسن طرح کرنا ہے اور انہیں اُن کے مناسک سکھائے۔
جب حضرت ابو بکرؓ فارغ ہو گئے تو حضرت علیؓ نے لوگوں پر پوری کی پوری سورۃ برآۃ تلاوت فرمائی۔

یہ دونوں روایتیں ابوحاتم نے نقل کیں جب کہ دوسری روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

تشریح:-

جعرانہ وہ مقام ہے جہاں سے اہل مکہ ہرمال ذیقعدہ کے چہینے میں عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف سے واپسی پر اٹھارہ ذیقعدہ مبارک کو وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا تھا جبکہ موضع عرج مکہ معظمہ کے راستے میں ایک منزل ہے جو عرج نامی شاعر سے منسوب ہے۔ جوہری نے بیان کیا کہ عرجی کا نام عبداللہ بن عمر بن عثمان ہے اور درست یہ ہے کہ اُس کا نام عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان ہے۔

حضرت علیؓ حضور سے ہیں، دوسری روایت:-

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۃ برآۃ یعنی سورۃ توبہ کی دس آیات نازل ہوئیں تو آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو بلایا اور انہیں یہ آیات دیکر بھیجا کہ جا کر اہل مکہ کو سنائیں۔
بعد ازاں آپ نے مجھے بلوایا کہ ابو بکرؓ جہاں بھی ہوں اُن سے ملاقات کرو اور اُن سے خط یعنی ”لکھی ہوئی بات“ لے لو اور جا کر اہل مکہ پر پڑھو۔

حضرت ابو بکرؓ سے میری ملاقات موضع جحفہ کے مقام پر ہوئی اور میں نے اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط لے لیا اور حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس لوٹ گئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا قرآن میں کوئی امر نازل ہوا ہے؟
آپ نے فرمایا نہیں!
بلکہ جبریلؑ نے میرے پاس آکر کہا:-

لن یودی عنک الا انت او ساجل منک۔

یعنی فریضہ تبلیغ یا آپ خود ادا کر سکتے ہیں یا وہ شخص جو آپ سے ہو۔

کیا حضرت ابو بکرؓ راستے سے لوٹ آئے تھے؟

تشریح:-

اس روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضور علیہ السلام کی خدمت میں واپس لوٹ گئے جبکہ ظاہر ہے کہ اُن کی یہ واپسی پر حج کے بعد ہوئی تھی جس پر پہلے گزرنے والی حدیث شاہد ہے اور لفظ رجوع یعنی واپسی کا اطلاق حقیقت رجوع کے وجود کی وجہ سے ہے تو اس میں دونوں امور کو جمع کیا گیا ہے۔

تیسری روایت:-

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب آپؐ نے انہیں سورۃ برآۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خوش بیان اور خطیب نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا :-

ضروری ہے کہ یہ پیغام یائیں لیکر جاؤں یا تم لیکر جاؤ۔
حضرت علیؑ نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں جاتا ہوں۔

آپ نے فرمایا :-

جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو راست رکھے اور تمہارے دل کو راست
فرمائے۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے منہ پر رکھ دیا۔ "احمد"

جو تھی روایت :-

جہشی بن جنادہ جو کہ حجتہ الوداع میں موجود تھے سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

علی منی و انا منہ و لا یودی عنی الا وانا وعلی۔ حافظ سلفی
یعنی علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرا تبلیغی فریضہ یائیں
ادا کر سکتا ہوں یا علیؑ۔

تشریح و توضیح اس حدیث کی :-

"و لا یبلغ عنی غیری اور رجل منی"۔ "رجل منی یعنی میرے
اہل بیت سے"۔ ایسے ہی حضرت جبریلؑ کے قول "بن یودی عندی الا انتے
اور رجل منک ین رجل منک سے مراد ہے جو شخص آپ کے اہلبیت سے ہو۔
اور یہ تبلیغ اور اس کا ادا کرنا اسی واقعہ کے ساتھ مختص ہے نہ کہ مطلقاً تبلیغ کرنا
اور یہ امر بدیہی طور پر جانا ہوا ہے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفاق عالم کی طرف بھیجے
ہوئے مختلف مبلغین نے آپ کی طرف تبلیغ کی اور آپ کے پیغام پہنچائے ، اور
آپ کی طرف سے آپ کے احکام و وقائع کی تعلیم دی اور یہ سب مذکورہ امر سے نہیں
تو معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں اشارت تبلیغ ہے اور یہ اس کے اقتضا کے
باعث ہے اور یہ عربوں کی ہمیشہ سے عادت جاریہ ہے کہ بقیع عہد کے وقت
ذہی شخص ہوتا ہوتا جو معاہدہ کرتے وقت منوی تھا یا اس سے قبیلہ سے کوئی
شخص ہوتا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکرؓ کے اس امر پر ولی تھے جو حدیث علیؑ
کو متفقین ہے کہ وہ پر جاہلیت کی طرف لوٹنے والی عدم مراعات میں وہ اپنی عادت جاریہ
پر ہے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ :-

مشرکین مکہ کے عہد کو توڑنے کے لئے صرف اس شخص کو بھیجا جائے جس
سے سابقہ معاملہ ہے تاکہ وہ ان کی تجتیں قطع کر سکے۔ اس لئے کہ جائز ہے کہ وہ اپنے
عوائد و موقوفہ کے ساتھ حضرت ابی بکرؓ پر حجت قائم کرتے جیسا کہ انہوں نے
صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھتے ہوئے اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
حجت قائم کی تھی۔ جب آپؐ نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھیں۔ تو ان لوگوں نے کہا۔ اللہم کے نام
سے لکھیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لکھا جاتا تھا۔

اگرچہ صلح حدیبیہ میں انہیں اس امر میں جواب دینے سے متفقین معنی یہاں
مفقود ہیں جس کے وہ طالب تھے۔ اس لئے کہ اسلام کا امر اور اسلام کا شان و
رفعت اور ظہور اور اہل اسلام کی قوت کی بات حضرت ابوبکرؓ کے حج کے زمانہ میں

دُنیا میں پھیل چکی تھی مگر مایوسی محروف کے ساتھ لوگوں سے گفتگو نفس کے اتباع و اتقاء کے زیادہ قریب ہے۔ اور انہیں اس امر کی دعوت دینا ہے جب یہ مقدمہ مقرر ہو گیا تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت علی کو بھیجنا حضرت ابوبکرؓ کو ان کی امارت سے محروم کرنا نہیں بلکہ تبلیغ سے روکنا صرف اُس مقتضی کا اقتضا ہے جو ہم نے مقرر کیا۔

تاہم حضرت ابوبکر امیر حج، خطیب و امام اور مناسک حج کے معلم تھے اور جب حضرت علیؓ کو م اللہ و اللہ کریم سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرچھا کہ آپ امیر ہیں یا قاصد؟

تو حضرت علیؓ نے صراحتاً فرمایا بلکہ میں قاصد ہوتا۔

اور بعض نے کہا اس سے آپ کا قول راقصیوں کے قول سے مشابہ ہے جس سے تبلیغ کو تحدیث و تصرف کی طرف پورا کرنا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کی امارت کو حضرت علیؓ کی پابیزگی کی وجہ سے پھیر دیا۔ کیونکہ اس امارت میں دُنیا کی آمیزشیں اور ملائیں ہیں۔ اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کا طریق تھا کہ وہ دُنیا سے دور تھے اور دُنیا اُن سے دور تھی۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت علیؓ کو تبلیغ کا حکم دینا اُس ضرورت کے لئے تھا جسے سوائے اُن کے کوئی پوری نہ کر سکتا۔ جیسا کہ قبل ازیں اس کی تقدیر بیان ہوئی۔

اور اس مستترض کا قول اس مقام پر غلط ہے اور اگرچہ حضور رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق آپ کے اہل بیت میں موجود تھا، اُس کا ذکر نہیں کیا تو اس مقام میں کئی وجہ سے اس معنی کا اِدعا ممکن نہیں۔

پہلی وجہ :-

پہلی وجہ یہ کہ اس میں حضرت ابوبکرؓ کے اُس پہلے اشارہ اور اُن کے حق ادا مقام و منزلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خط مرتب نہیں ہوتا جو اس قدر معلوم مشہور ہے کہ نہ اُس مقام کا وزن ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس مرتبہ کی وضاحت ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ لوگ اُن کی محبت کے ساتھ متعطف ہوئے اور اُن کے نزدیک رہنا لازم کیا۔

اور حضرت ابوبکر صدیق جن کے خصائص کے ساتھ مختص ہوئے، اُن میں اُن کے علاوہ کوئی اُن کا شریک نہیں جیسا کہ اُن کے مناقب میں یہ امر بیان ہو چکا ہے اور اُن کی تخصیص ادنیٰ کے ساتھ مناسب نہیں مع اس کے کہ اُن کا علم راسخ ہے اور اُن کا قدم دُنیا میں بے رغبتی میں اور اُس چیز میں رغبت کی طرف ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے یعنی آخرت۔

یقیناً یہی امر تھا اور خدا ہی اُس خبر کو جانتا ہے جو نفسہ اُن کے مقام فضیلت کو قائم کرتے کی مقتضی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ تبلیغ اور امارت حج تمام امور کو پہلے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف پھیرا پھر حضرت علیؓ کو تبلیغ کا حکم دیا۔ اسی لئے ہم نے اس کا ذکر تو حضرت ابوبکر کی طرف امارت حج کا پھرنا اور ان کے مقام کے مقتضی کے ساتھ اُن کے اختصار کیلئے ہے نہ کہ اس کے علاوہ دوسرے امر کے لئے۔

دوسری وجہ ۱۔

یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ امارت حج دنیوی امر ہے بلکہ یہ محض عبادت ہے جیسے کہ نماز ہے اور حج کا امیر اس میں نماز کے امام اور حج کے خطیب کی طرح ہے اور اس امر کو دنیا نہیں کہتے تو اس میں دنیا کی امارت کہنا کیسے درست ہے اور یہ کہ حضرت علیؑ نے کہا ہے کہ ۱۔

یا دنیا غیری غیری طافتك ثلاثاً بتاتاً
”اے دنیا میرے علاوہ کسی کو دھوکہ دے میں تجھے تین قاطع طلاقیں دے چکا ہوں۔“

اور یقیناً آپ خلافتِ عظمیٰ کے متوقی اور حاکم رہے تو اگر اعتقاد ہو کہ خلافت میں جو امر قائم ہوگا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہے دنیا کے لئے نہیں تو یہ بات درست ہے اور اس کی صحت میں کچھ شک نہیں اور ان کی دنیا کی بے رغبتی میں قدم راسخ ترین قدم ہے اور اس کے لئے ان کی دنیا سے علیحدگی لوگوں کے دنیا میں مشہور اور علماء اعلام کے ہاں ثابت ہے۔

ہاں اگر دنیوی امور کو جب اس امر کے ساتھ آنے کے ابناء جنس پر اور ان کے جاہ کو قائم کرنے اور ان کی علوشان پر اٹھایا جائے تو یہ دنیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؑ اور ہر ایک صحابی کو اس سے اپنی پناہ میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں اس اعتقاد سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے بلکہ قائم

رکھے اور اللہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اس کام میں اللہ کے بندے اور غلام تھے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مقرر فرمایا اور جیسے کرنے کا حکم دیا اور ان کا لوگوں کو مناسک حج ادا کروانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کی پیروی کی طرح ہے جس میں انہیں امام بنایا گیا۔ تو ان کی اتداء میں حج کرنا یا نماز پڑھنا محض اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے۔

اور ایسے ہی ان کا اپنی خلافت اور تمام امور میں قائم ہونا اور ان مقامات پر قائم ہونا جن کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں امارت حج میں دیا اور ایسے ہی آپ کی خلافت کے بارے میں ہے۔ اور ایسا ہی امر ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک کے لئے ہے۔

تیسری وجہ ۱۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امارت حج میں دنیا کا شائبہ ہے لیکن یہ دین کی نسبت غرق ہونے والے اور ناپید و مضمحل کی طرح ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کا قرب حاصل کرنا مقصود ہے اس لئے کہ اس میں منارِ دین کا قیام اور شعائرِ دین کا اظہار اور حج کا انتظام کرنا ہے۔ تو اگر اس کے لئے یہ صورتِ حکم تبعیت کے ساتھ ہے تو بے مقصد ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس کے نبیوں، رسولوں و ولیوں اور نیک بندوں میں یہ سنت جاریہ ہمیشہ سے ہے جس سے ان کے منارِ بلند

ہوتے ہیں اور ان کا اتباع کرنے والوں کی کثرت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے امور میں ان کا حکم ان کے حسب مراتب نافذ اور جاری ہوتا ہے، اور دنیا کیلئے ہے۔ مگر اس سے عبارت ہے: لیکن اس میں دنیا سے کوئی چیز نہیں ٹوٹتی اسلئے کہ اس میں نہ دنیا کا قصہ ہوتا ہے نہ ارادہ۔ اگرچہ ضمناً اور تبعاً دنیا کی صورت حاصل ہے۔

پونہنی وجہ :-

پونہنی وجہ وہ ہے جس کا ذکر پہلی تقریر میں ہوا۔ جس میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشرکین کے سواطن و عہود کو توڑنے کا حکم دیا تھا، اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا اور ہر وہ جس کی طرف اس تقریر میں ہم نے اشارہ نہیں کیا تکلف اور خلاف ظاہر ہے۔

جائوز ذبح کرنے اور ان کا گوشت کھانے میں

نبی و علی کی شراکت

خصوصیت نمبر ۲۲ :-

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ترسیٹھ جائوز ذبح کیا

اور باقی جائوز ذبح کرنے کے حضرت علی کو دیے دیئے اور اس قربانی میں انہیں شریک کیا۔ پھر ہر جائوز سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لینے کا حکم فرمایا تو اس گوشت سے دونوں نے کھایا اور اس کا شور بہ پیا۔ اور ایک مقررہ حد تک گوشت پکایا اور اس سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ نے کھایا اور ہر دو نے اس کا شور بہ پیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ ان کے قربانی کے جائوز اپنے ذمہ لیکر ان کا گوشت اور کھال صدقہ کر دوں اور ذابح کو اس سے کچھ نہ دوں۔

جنت کا وزیر حضرت علیؑ دینکے

خصوصیت نمبر ۲۳ :-

قیس بن حازم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق انہیں دیکھ کر مکرانے لگے۔

حضرت علیؑ نے کہا: آپ نے تبسم کس سے کیا ہے۔

حضرت ابوبکر نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے:-

لا يجوز احدا لصراط الا من كتب له على الجواز (الموافق بن سمان)
یعنی کوئی پل صراط سے نہیں گذر سکے گا وہ مگر جس کے دیتے پر

حضرت علی کی قہر ہوگی۔

خصوصیت نمبر ۲۲

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا
سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:-

ان الله عز وجل قریا ہی بکم وغفرکم عامة و لعلی
خاصة وانی رسول الله غیر محابہ بقراحتی۔

یعنی بیشک اللہ عزوجل نے تمہیں مبارک باد دی ہے اور تمہارے لئے
عام مغفرت اور علیؑ کے لئے خاص مغفرت ہے اور میں اللہ کا رسول اپنی قرابت
کے ساتھ مروت تمہیں کرتا ہوں۔

علیؑ سید العرب ہیں حضورؐ کی انصار کو ترغیب

خصوصیت نمبر ۲۵

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

ادعوا لی سید العرب

عرب کے سید یعنی علیؑ کو میرے پاس بلاؤ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی:-

”کیا آپ سید العرب نہیں؟“

آپؐ نے فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کا سردار ہے
پھر انصار کی طرف بھیجا ہوا آدمی اور انصار کے لوگ آئے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا:-

یا معشر الانصار الا اذ لکم علی ما ان تمسکتم بہ
لن تفلحوا یعدی ابدًا۔

یعنی اے گروہ انصار کیا میں اس پر دلیل نہ دوں کہ اگر میرے بعد تم
اس سے تمسک کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہونگے۔ انصار نے کہا:-

ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں؟

آپؐ نے فرمایا:-

هذا علی فاحبوا بحبی و احرموا بحرامتی فان
جبریل علیہ السلام راخبرنی بانہی قلت لکم عن الله عزوجل
یہ علی ہیں اس سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میرے اکرام کی
وجہ سے اس کا اکرام کرو۔ یقیناً یہ بات مجھے جبریلؑ نے بتائی ہے کہ تم سے اللہ
تعالیٰ کا یہ فرمان بیان کروں۔

اس روایت کی تخریج فضائل اور خجندی نے بیان کی اور سید العرب سے

مراد عرب کے جوانوں کا سردار ہے۔ کیونکہ نخصا تبیں ابو بکر میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ کہوں احرب کے سردار ہیں تو دونوں حدیثوں کو صحیح کرنا ہوگا۔

حضرت علیؑ مسلمانوں کے سرِ اُمّتیوں کے ولی اور قائدِ غزائِ محجلیں ہیں

خصوصیت نمبر ۲۶

حضرت عبداللہ بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

لَمَّا اسُوِيَ بِي اَنْتَهَيْتُ اِلَى رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَوَحِيَ اِلَيَّ اَوَامِرِي فِي عَلِيٍّ ثَلَاثَةٌ - اِنَّهُ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَوَلِيُّ الْمُتَّقِينَ وَقَائِدُ الْغَزَاِ الْمُحْجَلِينَ - «المجاہلی»

یعنی میں معراج کی شب اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے بارے میں مجھے تین باتوں کی وحی فرمائی یا حکم دیا کہ علیؑ مسلمانوں کا سردار، متقیوں کا ولی اور سفید ہاتھ منہ والوں کا قائد ہے۔

حضرت علیؑ کو رسول اللہ و جبرائیلؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

اَقْلَمَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَقَائِدُ الْغَزَاِ الْمُحْجَلِينَ وَ

یَعْسُوبُ الْمَدِيْنَةِ - (علی بن موسیٰ بن رضی)
یعنی اے علیؑ! تو مسلمانوں کا سردار ہے، متقیوں کا امام ہے اور سفید ہاتھ منہ والوں کا قائد اور دین کا سردار ہے۔

دنیا و آخرت کی سرداری

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا:-

اَنْتَ سَيِّدُ الدُّنْيَا وَ سَيِّدُ الْآخِرَةِ - «ابو عمر ابو الجرحاکی»
یعنی اے علیؑ! تو دنیا میں سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔

وارث و وصی رسول

خصوصیت نمبر ۲۷

حضرت زبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

رَكْلٌ بَنِي وَصِيٍّ وَ وَاْرَثَ وَاْنِ عَلِيًّا وَصِيٍّ وَ وَاْرَثَ - «معجم بخوی»

یعنی ہر بنی کا وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرا وصی وارث علیؑ ہے۔

وصی مصطفیٰ علی

حضرت النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہم نے حضرت سلمانؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھیں آپ کا وصی کون ہے۔ حضرت سلمانؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کا وصی کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا اے سلمان! حضرت موسیٰ کا وصی کون تھا؟ سلمانؓ نے کہا! حضرت یوشع بن نون علیہ السلام۔ آپؐ نے فرمایا۔

فان وصی و وارثی یقضی دینی و ینجز موعدی
علی ابن ابی طالب۔

بیشک میرا فرض ادا کرنے والا میرا وارث اور میرا وصی اور میرے وعدے کا عوض دینے والا علی ابن ابی طالب ہے اس روایت کی تخریج مناقب میں کی گئی اور یہ دونوں حدیثیں درست نہیں ہیں اور اگر درست ہیں تو دراثت کو عشرہ مبشرہ کے حق میں آنے والی حدیث کو متفقین امر پر چل کرنا ہر گاہ اور وہ یہ کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا انت اخی و وارثی یعنی تو میرا بھائی اور وارث ہے۔

عرض کی!

اے اللہ کے نبی! آپ کی وراثت کیا ہوگی؟
آپؐ نے فرمایا۔

ماورث الانبیاء من انبیاء۔ یعنی جو مجھ سے پہلے انبیاء کی وراثت تھی۔

عرض کی آپؐ سے پہلے نبیوں کی وراثت کیا تھی؟
آپؐ نے فرمایا کتاب ربہم و سنتہ نبیہم یعنی اُن کے رب کی کتاب اور اُن کے نبی کی سنت۔

نیز یہ حدیث اُس امر پر چل کی جائے گی جو حدیث معاذ کو شامل ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ کا وارث کون ہے؟
آپؐ نے فرمایا۔

ما یورث النبیون بعضهم من بعض کتاب اللہ
و سنتہ نبیہ۔ یعنی جو وراثت ایک سے دوسرے
نبی کو ملی یعنی اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی کی سنت۔

اس روایت کی تخریج حضرمی نے کی اور منطلق کو مقبذ پر چل گیا۔ چونکہ یہ وراثت، متعارف و مشہور وراثت سے جدا اور الگ ہے۔ لہذا اس وصیت کو اسی قسم پر محمول کرنا ہوگا جیسا کہ مسلمانوں کے مصطلحات پر نظر کہ کونسا حال خلیفہ یا غیر خلیفہ کا ہے اور اول الامر کی مدد کرنا اور اس پر عربوں کے ساتھ آپ کی وصیت کو محمول کرنا ہوگا جس میں حبشہ العرب نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی اوصیک بالعرب خیرا۔ یعنی اے علی! میں

تہیں عرب کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ (ابن سراج)

کس کس بات کی وصیت کی گئی :-

جیسی روایت ہے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علیؑ نے دو
مینڈھوں کو فروغ فرمایا :-

میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے ؟
آپؑ نے فرمایا :-

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی
طرف سے قربانی دوں۔ (مناقب احمد)

اس روایت میں اس پر دلالت ہوتی ہے کہ آپؑ کی وصیت ولایت و
خلافت کے علاوہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اگر ولایت و خلافت کے بارے
میں وصیت ہوتی تو ضروری تھا کہ اس میں عرب و عجم برابر ہوں۔ بہر حال اس وصیت
کو یا آپؑ کی طرف سے قربانی کرنے پر محمول کیا جاسکتا ہے یا پھر جب آپؑ نے ہجرت
فرمائی تو لوگوں کی امانتیں واپس کرنے میں محدود کیا جائے گا یا پھر غزوہ تبوک
میں جب حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو اپنے اہل خانہ کی نگہداشت
کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا کہ بارے میں وصیت کی گئی ہے یا پھر حضرت علیؑ کو
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرض ادا کرنے کی وصیت کی گئی جو کہ پہلے بیان کردہ
حضرت انس کی حدیث کو شامل ہے یا پھر یہ وصیت کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو غسل دینے کے بارے میں۔

حضرت حسین بن علیؑ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی کہ انہیں حضرت علیؑ غسل دیں گے۔

حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کیونکہ مجھ میں اسی کی
طاقت نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو میرا مددگار ہے۔
حضرت علیؑ نے کہا خدا کی قسم کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر
کو بدلنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا تھا کہ آپؑ کا جسم اطہر میرے لئے خود بخود رخ بدل
لینا تھا۔ (ابن حصری)

بہر کیف! نفی وراثت و وصیت میں احادیث صحیحہ کے ساتھ اس
تاویل کی اس امر سے تاویل ہوتی ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فصل میں
پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے ساتھ
اس عہد کی طرف یعنی خلافت کا وعدہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب
میں ہے اور جو صحیفہ میں ہے جس میں اونٹوں کو تیز مانگنے اور عقل میں سے ہے۔

صحیفہ کی روایت :-

حضرت بریدہ بن سوید بن طارق تبی سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت
علیؑ کو کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر پر خطبہ فرماتے دیکھا اور آپؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا
”میں خدا کی قسم! میرے پاس اپنی کتاب سے پڑھنے کے لئے نہیں ہے مگر اللہ
تعالیٰ کی کتاب اور جو اس صحیفہ میں ہے اور اس میں اونٹوں کو تیز مانگنے اور چراگی کی
چیزیں ہیں اور مدینہ کے حرم ہونے کی حدیث کہ جو غیر سے دور کے درمیان علاقہ
ہے وہ مدینہ منورہ کے حرم کو شامل ہے۔“

راز کی بات :- ابی طفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت علیؑ

کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے انہیں آکر کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق نہیں کہ آپ سے راز کی بات کریں۔ حضرت علی نے ناراض ہو کر فرمایا کہ نبی کی شان نہیں کہ ایسی راز کی بات کریں جو لوگوں سے چھپائی گئی ہو سوائے اس کے کہ آپ نے مجھ سے چار کلمات کی گفتگو فرمائی۔

اُس نے کہا اے امیر المؤمنین وہ کلمات کیا ہیں؟ حضرت علی نے کہا کہ آپ نے فرمایا:-

لعن اللہ من لعن والديه و لعن اللہ من ادعی
لغير ابيه و لعن اللہ من آوى محدثا و لعن اللہ

من غدر صارا لارض۔ و بخاری و مسلم

یعنی جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہے اللہ کی اُس پر لعنت ہو، اور جو اپنے باپ کے علاوہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو بدعتی کی مدد کرتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو ساروں کو بدعتی کہتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔

تغسل مصطفیٰ ابرار من فضلہ

خصوصیت نمبر ۲۸

ابن اسحاق نے کہا کہ جب حضرت عذکر بن ابی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تنہا نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری غسل دیا اور آپ کے سینہ کی طرف پہنچے تو آپ کو آپ کی قمیص کے اوپر سے غسل دیا اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو نہ چھونے دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ زندگی اور موت میں طیب و طاهر ہیں اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور میں ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جو حقیقت میں ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت قثم بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلو بدلنے میں حضرت علی کی مدد کرتے تھے جبکہ حضرت اسامہ بن زید اور حضور کے غلام حضرت شقران آپ پر پانی ڈالتے تھے۔

ابن علی کی کنیت نام حضور کے نام اور کنیت پر

خصوصیت نمبر ۲۹

حضرت محمد بن حنفیہ اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

ان ولد لك غلام فسمی باسمی وكنه یكنیتی و هو

لك رخصة دون الناس۔ (مسندک تلخیص و بی)

یعنی اگر تیرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اُس کا نام میرے نام پر اور اُس کی کنیت میری کنیت میرے نام پر رکھنا اور یہ تیرے لئے لوگوں کے برکس و رخصت و اجازت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا تیرے ان بیٹا پیدا ہوگا تو اس کا نام اور کنیت میرے نام اور کنیت پر رکھنا۔ (مسند احمد)

حضرت علیؑ کیلئے سورج کا لوٹنا

خصوصیت نمبر ۳

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپؐ نے اپنا سر مبارک حضرت علیؑ کی گود میں رکھا ہوا تھا۔ پھر جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: یا علی صلیت العسی؟ اے علی تو نے عصر کی نماز پڑھ لی؟ حضرت علیؑ نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا:۔

اللہم انک تعلم من کان فی حاجتک و حاجۃ نبیک فرد علیہ الشمس۔

”اے الٰہی! تو جانتا ہے کہ علیؑ تیرے اور تیرے نبی کے کام میں مصروف تھا اس پر سورج کو لوٹا دے۔“

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے دُوبا ہوا سورج واپس آیا اور انہوں نے نماز ادا کی۔ (لابی)

علمائے حدیث نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور سوائے یوشع بن نون کے دُوبا ہوا سورج کسی پر واپس نہیں آیا۔

دوسری روایت ۱۔

حاکمی نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ان الفاظ کے ساتھ بیان کی کہا کہ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں رکھا ہوا تھا اور حضرت علیؑ کو اس صورت میں حرکت کرنا گوارا نہ تھا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور آپؐ نے عصر کی نماز نہ پڑھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھبرا کر حضرت علیؑ کو فرمایا کہ تم نے عصر کی نماز پڑھی؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کے حضور میں دعا کی کہ وہ حضرت علیؑ پر سورج کو لوٹا دے تو آپ کیلئے سورج لوٹ آیا یہاں تک کہ عصر کے وقت پر اُتر چکا ہو گیا۔ کہا پھر جب حضرت علیؑ نے نماز پڑھ لی تو سورج واپس ہو گیا۔

تیسری روایت ۲۔

حضرت اسماء ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے اور آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہو رہی تھی اور اسی حالت میں سورج غروب ہو گیا یا غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے فارغ ہوتے تو حضرت علیؑ سے پوچھا اے علیؑ تو نے نماز پڑھ لی؟ حضرت علیؑ نے عرض کی نہیں!

حضرت علی کی خصوصیت حضور کا وقت وصال حضرت علی کو سینے سے لگانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور
دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے فرمایا میرے
حبیب کو بلاؤ، انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو بلایا حضور نے ان کی طرف دیکھا
اور سر اوریچھے رکھ لیا،

آپ نے پھر فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ پس انہوں نے حضرت عمرؓ کو بلایا
تو آپ نے ان کی طرف دیکھا اور سر مبارک سیچے رکھ لیا،
پھر آپ نے فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ تو انہوں نے حضرت مولیٰ علیؓ کو بلایا
کو بلایا، چنانچہ آپ نے ان کی طرف دیکھا تو ان کو اس چادر کے اندر داخل
کر لیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوڑھ رکھی تھی اور وصال تک اپنے
سینے سے لٹائے رکھا، اور آپ کا ہاتھ مبارک حضرت علی کے جسم پر رکھا ہوا
تھا،
آخریہ رازی

حضور کا آخری ملاقات کیلئے حضرت علی کو مخصوص کرنا

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے آخر میں حضرت علی نے ملاقات

کی تاکہ جبرائیل کی ست کم ہو (آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے کئی دن گئے آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار پوچھتے تھے علی آئے ہیں؟
اور میرا گمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کسی کام سے بھیجا تھا
پھر جب آپ کریم اللہ وجہہ تشریف لے آئے تو ہم سارے گھر
سے باہر نکل گئے تاکہ حضور خلوت میں ان سے ملاقات کر لیں چنانچہ
ہم سب دروازے کے قریب بیٹھ گئے

ان میں سے سب سے زیادہ دروازے کے قریب میں
تھی میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھک
گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر تک ان سے راز و نیاز
کی باتیں کرتے رہے

پھر اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہو گیا
اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے قبل سب سے آخری
ملاقات مولیٰ علی سے فرمائی،

آخریہ احمد

نزوح حیدر و زہرا

خصوصیت نمبر :-

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ آپ اسلام میں میری خبر خواہی اور تقدیم کو جانتے ہیں اور میں اور میں ؟

آپ نے فرمایا، کیا بات ہے یعنی تم کیا چاہتے ہو ؟

حضرت ابو بکر نے عرض کی، آپ فاطمہؓ کی شادی مجھ سے کر دیں۔

کہا کہ حضورؐ نے یہ سن کر خاموشی اختیار فرمائی اور حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کی طرف لوٹ گئے اور کہا میں ہلاک ہو گیا اور میں ہلاک ہو گیا۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا بات ہے ؟

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فاطمہؓ کا پیغام دیا تو آپ نے مجھ سے اعراض فرمایا یعنی کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ لہجہ جگہ میں آپ حضورؐ کے پاس جا کر میرے طرح رشتہ طلب کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ میری اسلام میں خبر خواہی اور تقدیم کو جانتے ہیں اور میں اور میں ؟

تقدیم کو جانتے ہیں اور میں اور میں ؟

آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی آپؐ فاطمہؓ کی شادی مجھ سے کر دیں۔

حضور علیہ السلام نے یہ سن کر خاموشی اختیار فرمائی تو حضرت عمرؓ حضرت

ابو بکرؓ کی طرف واپس آگئے اور کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ فاطمہؓ

کے نکاح کے بارے میں حکم الہی کے منتظر ہیں۔ آپ میرے ساتھ علیؓ کے پاس چلیں

پھر ان دونوں حضرات نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ حضور علیہ السلام کی خدمت میں

حاضر ہو کر ہماری طرح رشتہ طلب کریں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ! آپ میرے پاس آئے ہیں کہ میں پیغام نکاح دوں تو میری

طرف سے یہ سوال آپ اہی کریں۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم آپ کے

بچھا زاد کا پیغام لیکر آئے ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ان دونوں حضرات نے اس امر کی خبر دی تو میں نے اٹھ کر

چادر اڑھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ کے

سامنے بیٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ ! آپ اسلام میں میری تقدیم اور خبر خواہی

کو جانتے ہیں اور میں اور میں ؟

آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے ؟

میں نے عرض کی آپؐ فاطمہؓ کا نکاح میرے ساتھ فرمادیں۔

آپؐ نے فرمایا تیرے پاس کیا کچھ ہے ؟

میں نے عرض کی میرے پاس میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔

آپؐ نے فرمایا، تمہارے لئے تمہارے گھوڑے کا بدل کوئی چیز نہیں۔ ہاں !

تم اپنی زرہ فروخت کر دو۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں نے چار سو اسی درہم میں زرہ فروخت کر دی اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ رقم آپ کو پیش کر دی۔

آپ نے اس رقم سے کچھ درہم بلالؓ کو دے کر فرمایا ان کی ہمارے لئے خوشبو لاؤ اور گھردالوں کو سیدہ فاطمہ کے جہیز کا حکم دیا۔ پھر سیدہ کے لئے کھجور کی رس سے بنی ہوئی چار پائی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا کیکہ اٹھایا گیا اور آپؐ نے حضرت علیؑ کو فرمایا، جب تک میں نہ آؤں تم کوئی بات نہ کرنا یہاں تک کہ آپؐ تشریف لے آئے۔ سیدہ فاطمہ اُمّ امین کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر میں ایک طرف وہ بیٹھ گئیں اور ایک طرف میں بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں حضورؐ سائنتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے اور فرمایا:-

خبردار! یہاں ہمارا بھائی ہے۔

حضرت اُمّ امین نے کہا آپ کا بھائی اور آپ بیٹی اُس کا بیوی ہے۔

آپؐ نے فرمایا اچھا!

پھر آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو فرمایا میرے لئے پانی لاؤ۔

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے آپ کو پانی کا پیالہ پیش کیا۔ آپؐ نے

پانی لے کر پیالہ میں گلی فرمائی اور فرمایا میرے قریب آؤ۔ سیدہ فاطمہ الزہرا قریب آئیں تو آپؐ نے اُس پیالہ سے پانی لے کر آپ کے سینے اور سر پر چھڑکا

اور فرمایا:-

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعِیْذُ بِكَ وَذُرِّیَّتِہَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

الہی میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپؐ نے فرمایا رُخ پھیرو۔

سیدہ فاطمہ الزہرا نے رُخ پھیر لیا تو آپؐ نے اُس پیالہ سے پانی لیکر آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان چھڑکا اور دعا کی۔ الہی میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کو پانی لانے کے لئے فرمایا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے ارادہ کو سمجھتا ہوں کہ اٹھا اور پانی کا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

آپؐ نے اُس پیالہ میں گلی فرمائی اور مجھے قریب آنے کا حکم دیا۔ پھر آپؐ نے اُس پیالہ سے پانی لیکر میرے سر اور سینے پر چھڑکا اور دعا کی۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعِیْذُ بِكَ وَذُرِّیَّتِہَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

الہی میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپؐ نے مجھے رُخ پھیر لینے کا حکم فرمایا۔ میں نے رُخ پھیرا تو آپؐ نے اس پیالہ سے پانی لے کر میری پشت پر چھڑکا اور فرمایا:-

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعِیْذُ بِكَ وَذَرِیْنِیْهِ مِنَ الشَّدَطِّ الرَّجِیْمِ
الہی! میں اسے اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے تیری
پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپ نے حضرت علی کو فرمایا:-

ادخل یا هَلَك بسم الله والبركة
یعنی تم اللہ کے نام اور برکت سے اپنی اہلیہ کے پاس جاؤ۔

احمد نے مناقب میں اور ابو حاتم نے اس روایت کو اپنی زبیر مدائنی کی حدیث
سے نقل کیا ہے۔

علی و فاطمہ کی شادی کی دوسری روایت :-

کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو پیغام بھیجا
کہ جب تک میں تر آؤں، اپنی بیوی کے قریب نہ جانا۔ پھر آپ تشریف لائے اور پانی
منگوا کر جو اللہ نے چاہا اُس پر پڑھا پھر اس پانی کو حضرت علی کے منہ پر چھڑکا۔
پھر حضرت فاطمہ الزہرا کو بلایا۔ جناب سیدہ آپ کے حضور کھڑی ہوئیں تو اپنے کپڑوں
میں لپٹی ہوئیں قرطیحا سے لڑکھڑا رہی تھیں۔ آپ نے اُن پر اُس پانی سے پانی
چھڑکا اور فرمایا:-

اِنِّیْ اَعِیْذُ بِكَ اَحَبَّ اَهْلِیْ اِلَیَّ

یعنی بیٹی میں نے کوتاہی نہیں کی بلکہ تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے
میرے گھر والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے کے پیچھے سایہ سا دیکھا

تو فرمایا کون ہے؟

کہا، میں اسماء ہوں!

آپ نے فرمایا اسماء بنت عمیس؟

حضرت اسماء نے عرض کی، جی ہاں!

آپ نے فرمایا کیا تو رسول اللہ کی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ کی کزمت و بزرگی
کی وجہ سے آئی ہے؟

حضرت اسماء نے کہا جی ہاں! آپ میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ میرے نزدیک
میرے عمل کی توثیق ہو جائے۔

کہا کہ آپ پھر باہر تشریف لائے اور حضرت علی کو فرمایا! تیرے علاوہ
تیرے گھر والے ہیں۔ پھر آپ اپنے بیت الشرف کی طرف تشریف لے گئے اور دونوں
لئے دعا کرتے کرتے بیت الشرف میں داخل ہو گئے۔

عبدالرزاق نے اپنی جامع میں عکرمہ کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ
جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ الزہرا کا حضرت علی
سے نکاح فرمایا تو سیدہ سے فرمایا:-

صا لَوْتَ اَنْ اَنْکَحْتَ اَحَبَّ اَهْلِیْ اِلَیَّ

یعنی بیٹی میں نے کوتاہی نہیں کی بلکہ تیرا نکاح میں نے اُس شخص سے کیا

ہے جو مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

نکاح علی و فاطمہ کی تیسری روایت :-

دولابی نے اسی مفہوم معنی کی حدیث حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے بیان کی جس میں ہے کہ آپ نے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر پانی چھڑکا اور ان کے لئے دعا فرمائی جیسا کہ احمد کی روایت میں پہلے بیان ہوا کہ آپ نے حضرت اُمّ ایمنؓ کو فرمایا کہ میرے پاس فاطمہؓ کو بلا لاؤ چنانچہ سیدہ فاطمہؓ انہرا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حبیاء سے لڑکھڑاہی تھیں۔ آپ نے انہیں فرمایا:-

اسكنی فقد انكحتك احب اهل بیتی الخ
یعنی بیٹی میں پر سکون ہوں کہ میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے میرے اہلیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر آپ نے اُن پر پانی چھڑکا اور دعا فرمائی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو اپنے سامنے ایک سایہ سادیکھ کر فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا حضور میں ہوں!

آپ نے فرمایا اسماء بنت عیسٰی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں!

فرمایا! کیا تو اللہ کے رسول کی تکریم کے لئے اُس کی بیٹی کے زنا میں آئی ہے میں نے عرض کی جی ہاں! آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہؓ انہرا نکاح کی شادی کی تو حضرت اُمّ ایمنؓ کو فرمایا! اے اُمّ ایمن میری بیٹی کو علیؓ کے گھر لے جاؤ اور اُسے کہنا کہ جلدی

نہ کرنا یہاں تک کہ میں اُس کے پاس آجاؤں۔
پھر جب عشاء کی نماز ہو گئی تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ لیا اور اُس میں کھلی فرمائی اور جو اللہ نے چاہا کہا اور فرمایا اے علیؓ پیالے اور وضو کر لے اور اے فاطمہؓ اس سے پیالے اور وضو کر لے۔ پھر آپ نے دونوں کے لئے دروازہ کھولا تو سیدہ فاطمہؓ انہرا رو پڑیں۔ آپ نے فرمایا!

ما یبیک؟ وقد زوجتک اقد مهم اسلاما و احسنهم خلقا؟
”ابو الخیر حاکمی“

یعنی بیٹی تو کیوں روتی ہے میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو لوگوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا اور خلقاً ان میں سب سے بہتر ہے۔

نکاح جیدر و زہرا کی چوتھی روایت :-

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت فاطمہؓ انہرا سلام اللہ علیہا سے شادی کی درخواست کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انہا صغیرۃ یعنی اُن کی عمر چھوٹی ہے۔ پھر حضرت علیؓ نے پیغام نکاح دیا تو آپ نے سیدہ کا نکاح اُن سے کر دیا۔ (ابو حاتم و نسائی)

نکاح جیدر و زہرا کی پانچویں روایت :-

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شادی میں موجود تھا اور میں نے حضرت علیؓ سے حیس ثروۃ لہا کبھی نہیں دیکھا

ہم نے گھر میں خوشبو کا چھڑکا دیا اور روعن زیتون لایا گیا تو ہم نے
کھایا۔ جبکہ شادی کی رات حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ الزہراؓ کا لیٹرینڈے کی
کھال کا تھا۔ (ابویون فارسی)

نکاح جیدہ و زہرا کی بھٹی روایت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور رسالتآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ الزہراؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کی تو سیدہ
فاطمہ الزہراؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے میری شادی ایک فقیر شخص کے ساتھ
فرمادی ہے جس کے پاس کوئی چیز نہیں۔
آپؐ نے فرمایا :-

اماتر ضیین یا فاطمة ؛ ان الله افتر من اهل الارض
رجلین جعل احدهما اباک والاخر لعلک (سیرت العلما)
یعنی اے فاطمہ تو اس پر خوش نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین سے دو اشخاص کو
پسند فرمایا ہے جن میں سے ایک تیرا باپ ہے اور ایک تیرا شوہر ہے۔

حضرت علی سے حضرت فاطمہ کی شادی خدا کے حکم سے ہوئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی
بیٹی کا رشتہ مانگا تو آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر اس کا فیصلہ نازل نہیں ہوا۔ پھر
حضرت عثمان اور دیگر تمام قریش نے یہ رشتہ مانگا تو آپؐ نے سب کو ہی جواب
دیا جو حضرت ابوبکر کو دیا تھا۔ پھر کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اگر آپؐ حضور رسالتآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیدہ فاطمہ الزہراؓ کا رشتہ طلب کریں تو حضور آپؐ سے
ضرور اُن کی شادی کر دیں گے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ قریش کے بڑے بڑے لوگ
آپؐ سے رشتہ مانگ چکے ہیں۔

پھر حضرت علیؓ نے پیغام نکاح دیا تو آپؐ نے فرمایا :-
قد امر فی رجب عزوجلے بذالک
یعنی بیشک میرے رب نے مجھے اس نکاح کا حکم دیا ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں پھر چند دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا اے انسؓ مجاؤ اور ابوبکر صدیقؓ، عمر بن خطابؓ، عثمان بن عفانؓ
عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہ و زبیر اور انصار کے چند لوگوں کو
ہمارے پاس بلا لاؤ۔ کہا کہ میں اُن لوگوں کو بلا لایا۔ جب لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو کر
آپؐ کی مجلس میں بیٹھ گئے تو حضرت علیؓ اُس وقت حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے کسی کام گئے ہوئے تھے۔ پھر آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا :-

خطبہ نکاح

الحمد لله المحمود بنعمته، المعبود بقدرته

السطاع لسلطانہ، المرہوب من عذابہ و سطواتہ
النابتہ امزہ فی سماءہ و ارضہ - الذی خلق الخلق
بقدرتہ و مہتمم باحكامہ و اعزہم بدينہ و اکرمہم
بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وان اللہ تبارک اسمہ و تعالیٰ عظمتہ جعل المعاصی
سبباً لاحقافاً و امراً مفترضاً و شجراً بہ الارحام و الزم الانام
فقال عز من قائل۔

وہو الذی خلق من السماء نبشراً وجعلہ نسباً و
صہراً کان ربک قدیراً

فامواللہ تعالیٰ یجری الی قضائہ و قضاؤہ یجری
الی قدرہ و لکل قدر اجل و لکل اجل کتاب، یمحو اللہ
و یثبت و عندہ ام الکتاب، ثم ان اللہ عزوجل امر فی ان ازوج
فاطمۃ بنت خدیجۃ من علی بن ابی طالب فاشہد و انی قد زوجتہ
علی اربع مائۃ مثقال فضتہ ان رضی بن اللہ علی بن ابی طالب۔

تقریباً: اس اللہ کے لئے تعریف ہے جو اپنی حمد کے ساتھ تعریف
کیا گیا، اپنی قدرت کے ساتھ پوجا جاتا ہے، اپنے تسلط کے ساتھ اطاعت کیا

گیا ہے۔ اپنے عذاب اور سطوتوں کے ساتھ ڈرنے والا اس کا حکم اس کے آسمان
اور اس کی زمین میں نافذ ہے۔ وہ جس نے اپنی قدرت کے ساتھ مخلوق کو پیدا فرمایا
اور مسلمانوں کو اپنے احکام کے ساتھ ممتاز کیا، اور اپنے دین کے ساتھ عزت دی
اور انہیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تکمیل و بزرگی دی۔

اور بیشک اس کا اسم اللہ بרכת والا ہے اور اس کی عظمت بلند ہے۔ اس
نے مصاہرت کو ملانے کا سبب اور امر فرض قرار دیا اور اس کے ساتھ ارحام کو
ایک دوسرے میں ملایا اور بندوں کے لئے لازم کیا تو اس عزت و بے نے فرمایا۔

”اور وہ جس نے پانی سے بشر پیدا فرمایا تو اس نے اس کے

رشتے اور سسرال بنائے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔“

تواللہ کا امر اس کی قضا میں جاری ہے اور اس کی قضا اس کی قدر کے
لئے اجل ہے اور سہرا جل لکھی ہوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ مٹاتا اور ثابت رکھتا ہے اور
اس کے پاس ام الکتاب ہے۔ پھر اس اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنت
خدیجہ کا نکاح علی ابن ابی طالب سے کروں تو تم گواہ رہو کہ اگر علی رضا مند ہو تو میں
نے اس کا نکاح چار سو مثقال چاندی کے عوض فاطمہ سے کر دیا۔

پھر آپ نے چھوہاروں کا نکاح منگو کر ہمارے ساتھ اپنے ہاتھوں سے پکڑا
اور فرمایا کوٹے کو۔ تو ہم نے چھوہارے کوٹے لئے۔ ابھی ہم چھوہارے کوٹے ہی رہے
تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لے آئے۔ حضور رسالت اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر تم راضی ہو تو چار سو مثقال چاندی کے عوض فاطمہ کا نکاح
تجھ سے کروں۔

حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں راضی ہوں۔

حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

جمع الله شملکمما واسعد جدکمما وبارک علیکمما
واخرج منکمما کثیراً طیباً۔ "ابوخیبر، ترمذی، حاکم"

اللہ تم دونوں کو جمع رکھے اور تمہارے جد سعید ترین اور تم دونوں پر
برکت کرے اور تمہیں بہت پاکیزہ اولاد عطا کرے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں خدا کی قسم دونوں سے کثرت سے پاکیزہ اولاد پیدا ہوئی

نکاح علی وفاطمہ حکم خدا سے دوسری روایت:-

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت آؤں میں حاضر تھا تو آپؐ پر استغراق وحی طاری ہو گیا۔ پھر جب آپؐ
استغراق سے باہر آئے تو آپؐ نے فرمایا:-

"کیا تو جانتا ہے کہ میرے پاس جبریل آئے تھے؟"

میں نے عرض کی:-

"اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔"

آپؐ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علیؑ سے

کر دوں۔ تم جا کر ابوبکر و عمر، عثمان و علی، طلحہ و زبیر اور انصار کے کچھ لوگوں
کو بلا لاؤ۔ پھر حضرت انسؓ نے تمام حدیث بیان کی اور کہا ارحام کو جوڑ دیا۔ کہا

کہ پھر حضرت علیؑ تشریف لے آئے تو آپؐ نے انہیں فرمایا اے علیؑ! بیشک مجھے
اللہ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح میرے ساتھ کر دوں۔

حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں راضی ہوں۔ پھر حضرت علیؑ کھٹے اور
خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے۔

حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا: اللہ تعالیٰ
نے تم دونوں سے کثیر پاکیزگی مقرر فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ تم دونوں میں برکت دی ہے
حضرت انسؓ کہتے ہیں بیشک دونوں سے کثیر، پاکیزہ اور طیب اولاد
پیدا ہوئی۔

تیسری روایت:-

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ جب اُن کے پاس حضرت علیؑ کا ذکر
ہوا تو انہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ جبریلؑ
نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہؑ
کا نکاح علیؑ سے کر دیں۔ "الموافق، ابن سہمان"

اللہ تعالیٰ نے

علی وفاطمہ کا نکاح مشہد بلائیکہ
میبے فرمایا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مسجد نبویؐ میں حضور رسالتؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے حضرت علیؓ کو فرمایا:

هَذَا جَبْرِيلُ يُخْبِرُنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ زَوْجَكَ فَاطِمَةَ
عَلَى تَبَرُّو بِجَكَ اَرْبَعِينَ اَلْفَ مَلَكٍ وَادْحَى اِلَى شَجَرَةٍ طَوْبَى اَنْ
اَنْتَرَى عَلَيْهِمُ الدَّرُّو اِلَى اَخَوَاتٍ فَتَشْرَتُ عَلَيْهِمُ الدَّرُّو اِلَى اَخَوَاتٍ
فَاَبْتَدَرْتَ اَيْدِيَهُ اَلْخَوَرِ الْعَيْنِ يَلْتَقِطْنَ مِنْ اَطْبَاقِ الدَّرِّو اِلَى اَخَوَاتٍ
فَهُمْ بَيْتُهُا دَوْنَهُ يَلْتَقِطْنَ مِنْ اَطْبَاقِ الدَّرِّو اِلَى اَخَوَاتٍ
”سيرة الملاء“

یعنی یہ جبریل مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نکاح فاطمہؓ کے ساتھ
کر دیا ہے اور تمہارے نکاح میں چالیس ہزار فرشتے موجود تھے اور اللہ تعالیٰ نے
شجر طوبیٰ کو دجی کی کہ ان پر موتی اور یاقوت بچھا کر رکھے تو اُس نے اُن پر موتی
اور یاقوت بچھا کر رکھے۔ پھر جلدی سے حورالعین اُس کی طرف بڑھیں اور
مٹھالوں سے موتی اور یاقوت گرتے جنہیں وہ قیامت تک آپس میں ایک دوسرے
کو تحفہ پیش کرتے رہیں گے۔ ”سيرة الملاء“

حضرت نے خیمہ کے درون میں حضرت علیؓ کو پریم دیا

انہوں نے خیمہ برفتح کیا

خصوصیت نمبر۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کل ہم اُس شخص کو جھنڈا دیں گے جس کے ہاتھ
پر اللہ برفتح دے گا۔

کہا کہ پھر لوگ رات کو اسی خیال میں سو گئے کہ کل اُنہیں جھنڈا عطا کیا
جائے گا۔ پھر صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور ہر ایک کو اُمید تھی کہ جھنڈا اُسے دیا جائے گا تو آپ نے فرمایا
علی کہاں ہے؟

صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! اُن کی آنکھیں خراب ہیں۔

آپ نے فرمایا علیؓ کو میرے پاس بھیجو۔

پھر جب حضرت علیؓ آپ کے پاس آئے تو آپ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا
لعاب دھن مبارک ڈال کر دُعا فرمائی تو اُن کی آنکھیں بالکل درست ہو گئیں اور
کوئی تکلیف باقی نہ رہی۔ پھر آپ نے اُنہیں جھنڈا عطا فرما دیا۔

حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں کافروں کے ساتھ اُس وقت تک
جنگ کروں گا کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں؟
آپ نے فرمایا!

ابتدئ علی رسولك حتى تنزل بساحتهم ثم
ادعهم الى الاسلام واخبرهم بما يجب عليهم من حق
الله فيه فوالله لان يهدي الله بك رجلا واحدا، نخير
لك من ان يكون لك حور نهم۔ ”ابو حاتم“

یعنی پہلے اُن کے پاس اپنا پیام بفرما پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور
اُنہیں اللہ کے اُس حق کی خبر دو جو اس میں اُن پر واجب ہے۔ خدا کی قسم اگر ایک شخص

کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ پر بیعت فرمائی تو یہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹ سے بہتر ہے۔

شرح حمر النعم :-

یعنی سُرخ اُونٹ تو سُرخ اُونٹ کا کسی کے پاس ہونا عربوں کے نزدیک قابلِ فخر بات ہے اور جانتے ہیں کہ یہ مراد سے واللہ اعلم ! اور یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ تیرے پاس سُرخ اُونٹ ہو اور اسے تو اللہ کی راہ میں خیرات کر دے تو تیرے ہاتھ پر ایک شخص کا ہدایت پانا فی سبیل اللہ سُرخ اُونٹ دینے سے بہتر ہے کیونکہ وہ تیری ملکیت ہے اس لئے کہ اس میں سوائے دنیوی زینت کے کوئی فضیلت نہیں اور آخرت کے ثواب کے ساتھ اس کا کچھ مقابلہ نہیں اور ایسے ہی جو اس قسم کا امر وارد ہوا دُنیادار ما فیہا سے بہتر ہے اور یہ بھی اُس سے بہتر ہے جس سے اُس پر سورج طلوع ہوتا ہے ، واللہ اعلم !

حضرت علی کے ہاتھ پر فتح خیبر کی دوسری روایت :-

حضرت ابوسریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

لَا دَفْعَ الرَّايَةَ الْيَوْمَ إِلَى رَجُلٍ يَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَنُطَاوِلَ الْقَوْمَ فَقَالَ : إِيْنِ عَلِيٌّ ؟ فَقَالُوا لَبِشْتَكِي عَيْنَهُ ، فَنَدَعَاهُ فَنَزَقَ فِي كَفِيهِ وَ مَسَحَ بِهِمَا عَيْنِي عَلَى ثَمَّ دَفَعَ إِلَيْهِ الرَّايَةَ فَفَتَحَ

اللہ علیہ -

یعنی آج میں اُس شخص کو جھنڈا دے گا جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے تو لوگ انتظار کرنے لگے۔

پھر آپ نے فرمایا علی کہاں ہیں ؟

لوگوں نے بتایا اُن کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔

پھر آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور اپنی آنکھوں پر پتھر کا اور لعاب دہن مبارک حضرت علیؑ کی آنکھوں میں لگا اور پھر انہیں جھنڈا عطا کر دیا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر خیبر کو فتح فرمایا۔ (ابوحاتم)

حضرت علی کا خیبر کو فتح فرمانا تیسری روایت :-

حضرت ابوسریہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جھنڈا اُس شخص کو دیا جائے گا جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے سوائے اُس دن کے امارت کی کبھی خواہش نہیں ہوئی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں جھنڈا دیکر فرمایا کہ جاؤ مُڑ کر نہ دیکھنا۔ حضرت علیؑ نے کچھ سوچا پھر پھر مُڑ گئے مگر مُڑ کر نہ دیکھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز بلند فرمائی کہ کیوں مُڑ کے ہو؟ حضرت علیؑ نے عرض کی کیا میں اُن لوگوں سے مسلسل لڑائی کرتا رہوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُن سے اُس وقت تک لڑائی
 کرو جب تک وہ اَشْهَدَانِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدَانِ مُحَمَّدٌ
 رَسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی نہ دیں۔ جب وہ گواہی دے دیں تو اُن کے خون اور
 اموال سے رُک جانا مگر یہ کہ اُس کے حق کے ساتھ اور اُن کا حساب اللہ عزوجل پر ہے
 (مسلم اور تغیر لفظی کے ساتھ ابوحاتم)

فتح خیبر کی جو بھی روایت :-

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر میں حضرت
 علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیچے رہ گئے تھے کیونکہ ان کی آنکھوں
 میں تکلیف تھی۔ پھر کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیچے تھے
 تو حضرت علی چلے پڑے اور آپ سے جاملے۔ یہ وہ رات تھی جس کی صبح کو اللہ
 تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کل ہم اُس شخص کو جیندا
 عطا کریں گے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا فرمایا جو اللہ اور
 رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے اُس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔

پھر جب حضرت علی آپ سے ملے تو انہیں جیندا ملنے کی کچھ امید نہیں تھی۔
 ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی یہ علی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 انہیں جیندا عطا فرمادیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح دی۔ (بخاری مسلم)

حضرت عامر میدان کا رزار میں :- حضرت سلمہ بن اکوع ہی سے

روایت ہے کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور میرے چچا عامر قوم کے ساتھ رہز
 پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

وَاللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مَا اَهْتَدِیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَیْنَا

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنِیْنَا قَبْلَ الْاِقْدَامِ اِنْ لَا قِیْنَا

وَاتَقَلُّنْ سَکِیْنَتَہِ عَلَیْنَا

خدا کی قسم کہ اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرماتا تو ہم ہدایت پاتے اور نہ زکوٰۃ
 دیتے اور نہ نماز پڑھتے اور ہم اُس کے فضل سے مستغنی نہیں ہو سکتے تو ہمیں
 اپنی ملاقات کے لئے ثابت قدم رکھا اور ہم پر سکینہ نازل فرمایا گیا۔

حضرت رضاع النماز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے ؟

لوگوں نے کہا عامر

آپ نے فرمایا :-

عَقْرَ اللّٰہِ لَکَ یَا عَامِرُ

یعنی اے عامر اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور خاص کسی شخص کی مغفرت طلب نہیں فرماتے
 تھے مگر آپ اُس کی گواہی دیتے تھے۔

حضرت عمار نے کہا یا رسول اللہ ! اگر عامر کے ساتھ ہم بھی مغفرت کی

خواہش اور طمع کریں ؟ پھر جب ہم خیبر میں پہنچے تو مرحب نکلا۔ اس کے ساتھ

بڑی سی تلوار تھی اور وہ ان لوگوں کا بادشاہ تھا اور وہ کبر نہ کرتا۔

قد علمت خیبر ا فی مرحب شاکى السلاح بطل المجرب
 اذا المحروب اقبلت قلت هب
 یقیناً اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں میں مسلح اور تجربہ کار بہادر ہوں
 جب جنگ ہوتی ہے تو میرے سامنے سے لوگ ہٹ جاتے ہیں
 اس کے جواب میں حضرت عامرؓ نے کہا :-

قد علمت خیبر ا فی عامر شاکى السلاح بطل مفاہر
 بلاشبہ اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں عامر ہوں میں مسلح اور اسلحے میں ڈوبا ہوا
 بہادر ہوں ۔

پھر دونوں طرف سے تلواریں چلیں تو مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے میں
 دھنس گئی تو وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑے ۔ وہ اپنی تلوار سے زخمی ہوئے
 اور ان کے بدن کی ایک رگ کٹ گئی تو انہوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا جس پر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں
 عامر کا عمل ضائع ہو گیا ۔ کیونکہ اس نے خود کو قتل کر لیا ہے ۔

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عامر
 کا عمل ضائع ہو گیا ۔

آپؐ نے فرمایا یہ بات کس نے کی ہے ؟
 میں نے کہا صحابی میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہے ۔

حضرت رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

میل لہ اجرہ مرتین
 بلکہ اُس کے لئے دو اجر ہیں ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت علیؓ کی طرف بھیجا ۔ میں
 اُن سے ملا تو اُن کی آنکھیں خراب تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا :-

لا اعطین الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله
 و يحب الله ورسوله ۔

یعنی میں اُس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ
 سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسولؐ اُس سے محبت کرتا ہے ۔

حضرت علیؓ میدان کارزار میں :-

پھر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم دھکتی آنکھوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک اُن کی
 آنکھوں میں لگایا تو اُن کی تکلیف دور ہو گئی اور آپؐ نے انہیں جھنڈا عطا کیا ۔
 ادھر مرحب یہ نعرہ لگاتے ہوئے نکلا :-

قد علمت خیبر ا فی مرحب شاکى السلاح بطل المجرب

یعنی اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں مسلح اور تجربہ کار بہادر ہوں ۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کے جواب میں فرمایا :-

انا الذى ستمنى اى حیدرہ کلیث غایات کریمہ المنظرہ

اوفیہم بالصانع کیل السند ۵

یہ وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا میں شیر ببر کی طرح بہیب
صورت ہوں۔ میں تہیں تلوار سے اس طرح ناپوں گا جس طرح بڑے پیمانے
سے ناپا جاتا ہے۔

کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کے سر پر تلوار مار کر اسے قتل
کر دیا اور آپ کے ہاتھ پر خیر فتح ہو گیا۔ (الإحاطہ)

ایسے ہی عامر کے گھوڑے کے بارے میں روایت ہے اور وہ عامر ہی کے
حق میں ہے۔ مسلم نے اسے چند لفظوں کے تغیر سے نقل کیا ہے۔ امام احمد نے
اس روایت کو حضرت بریدہ سلمیٰ سے نقل کیا ہے اور اس میں عامر کا قصہ بیان نہیں کیا
اور مرحب کے قول ثنا کی اصلاح بطل مجرب کے بعد طعن احبنا جینا افسر
نقل کیا اور کہا۔ مرحب اور حضرت علیؑ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا حضرت
علیؑ نے اس زور سے اپنی تلوار اس کے کاندھے پر ماری کہ وہ اس میں دھنس گئی اور
آپ کی ضرب کی آواز اہل لشکر نے سنی۔

کہا کہ حضرت علیؑ کے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں سویا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
نے حضرت علیؑ اور آپؐ نے ساتھیوں کو فتح عطا فرمادی۔
اور اس کا بیان قبل ازین حضرت ابو بکرؓ کے قصائص میں ہو چکا ہے۔
بیز حیدر شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور یہ آپ کے اسما کی فصل میں پہلے
بیان ہو چکا ہے اور لیت بھی شیر ہی کے ناموں سے ایک نام ہے۔

پر حکیم مصطفیٰ کا حقدار

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرچم لیا اور اُسے ہراتے ہوئے فرمایا اس کا حق ادا کرنے

کے لئے اسے کون لے گا؟
پھر قلاں یعنی حضرت علیؑ نے آکر کہا! یہی اس کا حق ادا کروں گا۔
آپ نے فرمایا! پکڑ لے۔
پھر آپ نے فرمایا:-

وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَهُ مُحَمَّدٌ لَا يَفْرَحُ هَآؤُلَاءِ بِمَا عَلَى
يَعْنِي أَسْ ذَاتِ كِي قَسَمُ جِسْمِي نَبِيٍّ مُحَمَّدٌ كَبَرُوكِي دِي - يَنْ يَهْجُزُ أَسْ كُو
دے رہا ہوں جو بھاگے گا نہیں۔ اور اُسے علی وہ تُو ہے۔ پھر حضرت علیؑ نکلے
اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر خیر اور فخر کو فتح فرمایا اور آپ
اُن باغوں کی عجوہ اور قریب کھجوریں لیکر حاضر ہوئے۔ "احمد"

فاروق اعظم کا خیر بر حملہ :-

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل خیبر کے قلعہ پر تشریف لے گئے تو آپؐ نے حضرت عمرؓ
خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا دیا۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کو ساتھ لیکر اہل خیبر
پر تیزی سے حملہ کیا۔ مگر ناکام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
واپس آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

کلیں اُس کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے
اور اللہ اور اُس کا رسول اُس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

شیر خدا کا اہل خیبر پر حملہ :-

پھر جب اگلا دن ہوا تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
حصوں پر چم کے لئے حاضر ہوئے تو آپؐ نے حضرت علیؑ کو بلوایا بھیجا۔ حضرت علیؑ
کو آشوبِ چشم کا عارضہ تھا۔ آپؐ نے اپنا لعابِ دہن مبارک ان کی آنکھوں میں
لگا کر انہیں پرچم عطا کر دیا اور حضرت علیؑ ساتھیوں کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہو گئے
پھر راوی نے مرحب کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے کہا لشکر اسلام کا آخری آدمی اُس
وقت سویا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ اور اُن کے ساتھیوں کے ہاتھوں
خیبر فتح فرمایا۔ (غیبی / الموافقات و مستقی)

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم کا خیر بر حملہ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے
خیبر کا محاصرہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ جھنڈا لیکر گئے اور بغیر فتح کئے واپس آگئے
پھر اگلے روز حضرت عمر فاروقؓ جھنڈا لیکر نکلے اور بغیر فتح کئے واپس لوٹ آئے

خدا و رسول کا محبوب خیبر کو فتح کر گیا :-

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کے ساتھیوں کو اُس روز شدت اور تنگی
پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

اِنِّي وَرَفَعُ الْوَأْدَ إِلَى حَيْلِ يَحْبِبُهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَيَحْبِبُ اللَّهُ
وَرَسُولَهُ لَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ عَلَيْهِ -

یعنی میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ خیبر کو فتح کئے بغیر واپس نہیں آئے گا۔

حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ خوشی اور اطمینان کے ساتھ سو گئے کہ کل خیبر فتح ہو جائے گا۔ پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا لانے کا حکم دیا اور لوگوں کو ان کی صفوں میں کھڑا کیا۔ پھر آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا، ان کو آشوبِ چشم تھا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں محو کا اور انہیں جھنڈا عطا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر خیبر کو فتح فرمایا۔ حضرت بریدہ کہتے ہیں ہم سب کو ہی جھنڈا ملنے کی امید تھی۔ ”مناقب احمد“

فتح خیبر کی ایک روایت :-

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر نے لڑائی کی اور کوشش کے باوجود بغیر فتح کئے واپس لوٹ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :- ”کل ہم اس شخص کو جھنڈا عطا کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خیبر کو اس کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا اور وہ بھاگنے والا نہیں یعنی فرار نہیں ہوگا۔“ پھر آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا تو انہیں آشوبِ چشم تھا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں محو کر انہیں فرمایا۔ علیؑ یہ جھنڈا لیکر میدان میں جا کر لڑو۔ یہاں تک

کہ اللہ تمہیں فتیاب کرے۔

حضرت سلمہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! حضرت علیؑ جھنڈا لے آگئے آگے جا رہے تھے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ نے قلعہ کے نیچے جمع کئے ہوئے پتھروں کے ڈھیر میں اپنا جھنڈا گاڑ دیا جسے قلعہ کے اوپر سے دیکھ کر ایک یہودی نے حضرت علیؑ سے پوچھا تو کون ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا میں ابن ابی طالب ہوں۔

یہودی نے کہا آپ بھی بلند ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والا کلام بھی بلند ہے یا جو بھی کہا۔ پھر حضرت علیؑ قلعہ کو ختم کر کے ہی واپس آئے۔ ”ابن اسحاق“

شیر خدا نے قلعہ کے دروازہ کی ڈھال بنالی :-

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابن رافع سے روایت ہے کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ مکہ میں یہاں تک کہ آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جھنڈا دیکر بھیجا۔ پھر جب ہم قلعہ خیبر کے قریب پہنچے تو اہل خیبر باہر نکل آئے۔ آپ نے ان سے لڑائی کی۔ ایک یہودی نے ان پر وار کیا تو آپ کی ڈھال آپ کے ہاتھ سے نکل گئی۔ آپ قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور اُسے اکھاڑ کر ڈھال بنالیا اور پھر دروازہ کو ڈھال بنائے اُس وقت تک جنگ کرتے رہے جب تک خیبر فتح نہیں ہوا۔

پھر آپ نے دروازے کو زمین پر پھینک دیا۔ جب ہم لوگ جنگ سے فارغ ہوئے تو میں نے سات افراد سے مل کر دروازہ کو لٹکنے کی کوشش

کی مگر ہم اُسے اُلٹنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

دروازہ کوچا لیسرا اور اہل کربھی نہ اٹھا سکے :-

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خیبر کے دروازہ کو اٹھایا یہاں تک کہ مسلمانوں نے چڑھ کر قلعہ فتح کر لیا اور پھر اس دروازہ کو چا لیسرا افراد اہل کربھی نہ اٹھا سکے۔ اور ضعیف روایت میں آتا ہے کہ پھر ستر افراد نے مل کر کوشش کی مگر دروازہ کو نہ اٹھا سکے۔

یہ دونوں روایتیں عاکمی نے اربعین میں نقل کی ہیں۔

حضرت علی اور انکے بیوی بچے اہلبیت ہیں

خصوصیت نمبر :-

سجید سے روایت ہے کہ معاویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ وہ ابانتراب یعنی حضرت علی کو گالیاں دیں۔

حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علیؓ کے بارے میں تین باتیں سنی ہیں جن کی بنا پر میں انہیں گالی نہیں دے سکتا کیونکہ ان تین میں سے ایک بھی میرے لئے ہوئی تو میرے لئے سرخ آونٹ

سے بہتر ہے۔

۱۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو آپؐ نے ایک غزوہ میں بھیجے رہنے کا حکم فرمایا تو حضرت علیؓ نے کہا :-

آپ مجھے غورتوں اور بچوں کے ساتھ بھیجے پھوڑ رہے ہیں ؟ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا :-

اما ترضون ان تكون منى بعترلة هارون من موسى الا انه لا بنى بعدى -

یعنی کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم مجھے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کی طرح ہو مگر میرے بعد بنی نہیں۔

۲۔ ادب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ نے خیبر کے دن فرمایا میں اُسے جھنڈاؤں گا اور پھر خیبر کا واقعہ بیان کیا۔

۳۔ جب آیت کریمہ

فَقُلْ تَعَالَوْا فِدَعِ ابْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ نَزَلَ هُوَ تُوْرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسینؓ کو یسین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا ! اللّٰهُمَّ هُوَ لَا عَٰهْلِيْ - یعنی الٰہی یہ میرے گھروالے ہیں۔ "مسلم، ترمذی"

خام اہلبیت مصطفیٰ دوسری روایت :-

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسن و حسین اور علی وفاطمہ علیہم السلام پر چادر مبارک ڈال کر فرمایا۔

اللّٰهُمَّ هُوَ اَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي اِذْ هَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ

وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔

یعنی الہی! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص ہیں ان سے رجس کو دور فرما اور انہیں خوب پاکیزہ بنا دے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

آیت تطہیر میں شامل ہونے والے۔

سجید بن عمرو بن سعید بن عاص سے روایت ہے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ سے کہا:-

اے چچا! لوگ حضرت علی کی طرف کیوں مائل ہیں؟

اُس نے کہا اے بھتیجے! حضرت علی سے جو بھی لڑے اُسے علم سے

کاٹ دیتے ہیں اور حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبوں کے

درمیان ہیں اور اسلام میں سب سے پہلے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ آپ سنت کو زیادہ سمجھنے والے جنگ میں بہادر اور لوگوں

میں جواد اور سخی ہیں اور جب:-

اِنْسَیْرِیدَ اللّٰہِ دِیْنُہُ عِنْدَہُ الرِّجْسُ اَہْلُ الْبَیْتِ وَ

یَطْہَرُکُمْ تَطْہِیْرًا۔

آیت کریمہ نازل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہرا

حضرت علی اور حضرات حسین کو ام المومنین حضرت ام سلمہ کے گھر میں بلایا اور کہا:-

اللّٰهُمَّ اِنْ هُوَ لَا اَهْلَ بَیْتِیْ غَاذِبٌ عَنْکُمْ الرَّجْسُ وَ

طَهِّرْهُمْ تَطْہِیْرًا۔

یعنی الہی! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے رجس کو دور فرما کر انہیں

خوب پاکیزہ فرما دے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی اور اس معنی کی روایت مجمع میں ہے اور میں

اس بیان کی احادیث کتاب "مناقب القربۃ والقرۃ" میں لاؤں گا جو اہل بیت

کے فضل اور بزرگی میں کافی ورافہ ہے۔

حضرت علیؑ کا گھر حضرت کے گھروں کے درمیان تھا

سجید بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ کے پاس

آکر حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے عملی محاسن

بتائے۔ پھر کہا تو شاید ان کی بُرائی کرتا ہے؟

اُس نے کہا! ہاں؟

حضرت ابن عمرؓ نے کہا اللہ تجھے دلیل و رسوا کرے۔

پھر اُس شخص نے حضرت علیؑ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عمرؓ نے

ان کے محاسن عملی بیان کئے اور فرمایا اُن کا گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کے درمیان تھا۔ پھر کہا شاید تو اُن کی بڑائی کرتا ہے۔

اُس نے کہا ہاں۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا:-

اللہ تجھے ذلیل و خوار کرے نکلا جا اور اپنے کئے کی سزا پائے۔

(بخاری، مخلص ذہبی)

حضرت علی سے لڑنا حضور علیہ السلام سے لڑنا ہے:-

حضرت زبید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور حضرات حسنینؓ کریمین سے فرمایا:-

اذا حارب لمن حاربهم سلم لمن ساء لهم (ترمذی)

یعنی تم سے لڑنے والے سے میری لڑائی اور تم سے صلح رکھنے والے کے ساتھ میری صلح ہے۔

انتہائی سعادتمند اور بد بخت کی نشانی:-

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیمہ میں دیکھا۔ آپ نے عربی کمان پر بیگ لگا رکھی تھی اور خیمہ میں حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسن و حسینؓ تھے

تو آپ نے فرمایا:-

معشر المسلمین انا سلم لمن سلم اهل الخيمة
حرب لمن حاربهم ولى لمن والا هم لا يحبهم
الا سعيدا الجيد طيبا الولد ولا يبغضهم الا
شقي الجيد ردى الولد کا۔

ترجمہ:- اے مسلمانوں کے گروہ! جو ان اہل خیمہ سے صلح رکھے گا میری اُس سے صلح ہے اور جس کی ن سے لڑائی ہے میری اُس سے لڑائی ہے۔ ان کا دوست میرا دوست ہے۔ ان سے وہی محبت کرے گا جو انتہائی سعادت مند اور اچھی وادار والا ہے اور ان سے وہی دشمنی اور بغض رکھے گا جو انتہائی بد بخت اور گھٹیا ولادت والا ہے۔

چشمان علیؓ میں حضور کے لغاؤ ہن کی برکت

خصوصیت نمبر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھوں میں تختہ کارا ہے مجھے آنکھوں کی تکلیف کبھی نہیں ہوئی۔ "احمد"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جب سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے کو چھوا ہے اور خیر کے دن میری آنکھوں میں ٹھوک کر جھنڈا دیا تھا مجھے کیسی آشوب چشم سے واسطہ نہیں پڑا۔ ”ابوالخیر قزوینی“

سردیوں میں گرمیوں کا اور گرمیوں میں سردیوں کا لباس

خصوصیت نمبر

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ابی یسر حضرت علی کے ساتھ تھے اور حضرت علی سردیوں میں گرمیوں کا لباس پہنتے تھے اور گرمیوں میں سردیوں کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ کسی نے کہا آپ سے اس کی وجہ پوچھیں۔ جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خیبر کے دن بٹو بھینچا اور مجھے آشوب چشم تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے آشوب چشم ہے۔ کہا کہ پھر آپ نے میری آنکھ میں تھنکار کر فرمایا:-

اللَّهُمَّ اذهب عني الحزن واليأس

یعنی الہی! اس سے سردی اور گرمی کو دور فرما دے۔

تو میں نے اُس روز سے نہ کبھی گرمی پاتی ہے نہ سردی۔ اور آپ نے فرمایا تھا آج میں اُس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں اور وہ میدان جنگ سے بھاگتا

نہیں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اس جھنڈے کے لئے گردن میں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے۔ پھر آپ نے یہ جھنڈا مجھے دے دیا۔

حضرت علی کا ترکہ امام حسن کا خطبہ:-

عمومین حبشی سے روایت ہے کہا کہ امام حسن علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا تم سے وہ شخص الگ ہو گیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے جھنڈا عطا فرمایا تھا کہ بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں آئے گا۔ نیز یہ کہ اُس نے سونے اور چاندی سے سولتے سات سو درہم کے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا جو اُس نے اپنے گھر والوں کے لئے اپنے خادم کو دے رکھے ہیں۔ ”مسند احمد“

جبریل میکائیل حضرت علی کو وائیں باتیں

خصوصیت

حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت فرمایا کہ تم سے وہ شخص جدا ہو گیا جس کے علم پر اولین میں سے کسی نے سبقت نہیں کی اور نہ ہی آخرین میں سے کسی نے اُن پر سبقت کی۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی کمان میں ایک لشکر بھیجا

تو جبریل اُن کے دائیں اور میکائیل بائیں طرف تھے اور وہ بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں لوٹے۔
”احمد“

ابو حاتم نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے علم کا تذکرہ نہیں کیا۔

شہادتِ علی کی شب ہی شب قدر ہے :-

دولابی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی کہ جب حضرت علیؓ کو شہید کیا گیا تو امام حسن علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم تم نے اس شخص کو اُس رات میں شہید کیا جس میں قرآن نازل ہوا اور اسی شب کو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا اور اسی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوان حضرت یوشع علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ خدا کی قسم آپ سے پہلے کسی نے سبقت نہیں کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جنگ کے لئے بھیجا اور پھر حضرت امام حسن علیہ السلام نے یہ حدیث بیان کی۔

لَا فِتْنَةَ إِلَّا عَلَى الْأَعْلَى لَا سَيْفَ إِلَّا ذَا الْفَقَارِ

خصوصیت :-

حضرت ابی جعفر محمد بن علی یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا بدر کے دن رضوان نامی فرشتہ آسمان سے منادی کر رہا تھا لَا سَيْفَ إِلَّا ذَا الْفَقَارِ وَلَا فِتْنَةَ إِلَّا عَلَى

”حسن بن ارفج عسکری“

شرح :-

ذوالفقار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا نام ہے ابو عباس نے کہا اس تلوار کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس میں چھوٹے چھوٹے گڑھے تھے۔ ابو عبید نے کہا مفقروۃ تلوار ہے جس میں دندانے ہوں۔

حضرت علیؓ علمبرارِ رسولؐ ہیں

خصوصیت :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا حضرت علیؓ نے لیا تھا۔ حکم نے کہا کہ جنگ بدر اور دیگر تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا حضرت علیؓ ہی کے پاس تھا۔ ”مناقب احمد“

علیؓ دنیا و آخرت میں حضورؐ کے علمبرار ہیں :-

حضرت علیؓ علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگِ اُحد میں اُن کے ہاتھ پر چوڑا گئی تو اُن کے ہاتھ سے جھنڈا گر گیا۔ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علیؓ! جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لو تم دنیا و آخرت میں میرے علمبرار ہو۔ ”حضر می“

صلح حدیبیہ کا معاہدہ حضرت علیؑ نے تحریر کیا

خصوصیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حدیبیہ کے دن صلح نامہ کی کتابت حضرت علیؑ نے کی تھی۔

عبدالرزاق نے کہا کہ معمر نے کہا اُس سے زہری نے صلح نامہ لکھنے والے کے بارے میں پوچھا تو وہ ہنس پڑا یا مسکرایا اور کہا کہ وہ حضرت علیؑ ہی تھے اور ان لوگوں سے پوچھتے تو وہ ضرور کہتے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی بنی امیہ تھے۔ ”مناقب حضری اغسانی“

خدا نے ایمان علیؑ کو آزمایا ہے

خصوصیت

حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب ہم حدیبیہ میں تھے تو ہمارے پاس مشرکین آئے جن میں سہیل بن عمرو مشرکوں کے سردار تھے انہوں نے آپؐ سے کہا کہ آپ کے پاس ہمارے بھائی، بیٹے اور عزیز لوگ آگئے ہیں آپ ان لوگوں کو واپس کر دیں تاکہ اگر انہیں دین میں سمجھ ہے تو عنقریب سمجھ جائیں گے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

یا معشر قریش لئن تمھیں او لیبعثن اللہ علیکم من یرضوہ برقا بکم بالسیف علی الدین قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تمہاری گروہی مارے گا اور اللہ نے ایمان پر اُس کے دل کا امتحان لے رکھا ہے۔
لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ اور حضرت عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا وہ خاضف النعل یعنی جوتا مرمت کرنے والا ہے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو اپنی نعلین مبارک مرمت کرنے کے لئے دے رکھی تھی۔ پھر حضور رسالت مآب نے حضرت علیؑ کی طرف جو کہ آپ کے پاس تھے التفات کرتے ہوئے فرمایا۔

من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار۔ (ترمذی، حدیث حسنہ)

تنزیل قرآن اور تاویل قرآن پر پڑنے والے

خصوصیت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے:۔

ان فیکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ۔
یعنی تم میں وہ شخص ہے جو تاویل قرآن پر ایسے ہی جنگ کرے گا جیسے
میں تنزیل قرآن پر جنگ کرتا ہوں۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ میں ہوں؟

آپؐ نے فرمایا نہیں

حضرت عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ میں ہوں؟

آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ جو تا مروت کرنے والا ہے اور حضور رسالتماں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مروت کیلئے نعلین پاک سے رکھی تھی۔ "ابو حاتم"

دوسری حدیث تاویل قرآن

حضرت ابی سعید خدریؓ ہی سے روایت ہے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے غلط طے تھے کہ آپؐ اپنی ایک زوجہ مطہرہ کے گھر تشریف لائے۔ ہم آپؐ کے
ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ کی نعلین پاک سے کٹی گئی تو حضرت علیؓ اس کی مروت کرنے
لگے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چل پڑے اور ہم بھی چل پڑے۔ پھر آپؐ
کھڑے ہو گئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے۔

پھر آپؐ نے فرمایا بس۔

ان منکم یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ
یعنی تم میں سے ایک شخص اسی طرح تاویل قرآن پر لڑے گا جس طرح میں
قرآن پر نہیں لڑتا ہوں۔

ہم سر اُٹھا کر کے دیکھنے لگے کہ وہ کون ہے اور ہم میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت
عثمانؓ تھے۔ مگر آپؐ نے فرمایا نہیں! بلکہ وہ جو تا مروت کرنے والا ہے
کہا کہ حضرت علیؓ ہماری طرف آئے تو ہم نے انہیں مبارک باد دی۔

باب علی کے سوا

مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کر دو

خصوصیت

پہلی روایت :- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے حضرت علیؓ کے "مسجد میں
کھلنے والے دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا۔ "ترمذی" حدیث غریب

ان دروازوں کو اللہ تعالیٰ نے بند کیا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتماں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اصحاب کے دروازے مسجد کے دروازے میں کھلتے تھے
کہا کہ ایک روز حضور رسالتماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

سدوا ہذا الابواب الا باب علی

یعنی سوائے علی کے دروازہ کے یہ دروازے بند کر دو۔

کہا کہ اس میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:-

اما بعد۔ فانی امرت لیسہ لہذا الابواب الابواب علی،
فقال فیہ قائلہم۔ واتی واللہ بما سددت شیاً ولافتحتہ
ولکن امرت لشی قاتلہ۔ "احمد"

اما بعد۔ میں نے سوائے علیؑ کے دروازہ کے تمہیں یہ دروازے بند
کرنے کا حکم دیا ہے تو تم اس میں معترض ہو۔ خدا کی قسم! میں نہ کسی چیز کو بند کرتا ہوں
اور نہ کھولتا ہوں مگر جس چیز کا مجھے حکم کیا جاتا ہے اس کی اتباع کرتا ہوں۔

حضرت علی کے تین خصائل:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ بیشک حضرت ابن
ابی طالبؑ کو تین خصائل عطا فرمائے گئے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی مجھے مل جاتا
تو میرے لئے سرخ اُونٹ سے بہتر ہوتا۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کی زوجیت میں اپنی بیٹی کو دیا
جنہوں نے ان کے بیٹوں کو جنم دیا۔

۲۔ مسجد میں سوائے ان کے دروازہ کے سب لوگوں کے دروازے
بند کر دیئے۔

۳۔ انہیں خیبر کے دن پرچم عطا فرمایا۔ "مسند احمد"

حضور کیساتھ سکونت علیؑ:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت عمرؓ

نے کہا کہ حضرت علیؑ کو تین خصائل ایسے ملے تھے جن میں سے ایک حضرت مجھے مل جاتی
تو مجھے سرخ اُونٹ سے زیادہ بہتر تھی۔

۱۔ ان سے بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا
کی شادی ہوئی۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی سکونت تھی۔

۳۔ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پرچم عطا کیا۔
"الموافقت ابن ممان"

باب علی کھلاسنے کی ایک اور روایت:-

عبداللہ بن شریک، عبداللہ بن رقم کسائی سے روایت کرتے ہیں کہا کہ ہم
جنگ جمل کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی طرف گئے تو ہماری ملاقات بسحر بن مالک سے
ہوئی تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں کھینے والے
دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور حضرت علیؑ کے دروازہ کو کھلا چھوڑ دیا۔ "مسند احمد"

حضرت ابوبکرؓ کے سوا سب کے دروازے بند کر دیئے

سحری نے کہا عبداللہ بن شریک کذاب ہے۔ ابن حبان نے کہا تشیع میں
غالی ہے۔ اثبات سے روایت کرتا ہے جو بلاشبہ ثقافت حدیث سے ہے۔
اور بیشک یہ حدیث حضرت عباس اور حضرت ابن عمر سے روایت ہے اور جو

حدیث ابی سعد سے بخاری و مسلم میں روایت کی گئی صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

لا یبقی باب فی المسجد الا اسدا، الا باب ابی دھر

یعنی مسجد میں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے کوئی دروازہ باقی

نہ رہے۔

اب اگر حضرت علی کے بارے میں بھی حدیث صحیح ہے تو اسے درمختلف احوال پر حمل کر دیں گے۔ اور دونوں حدیثوں کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حالت میں مسجد میں آسکتے ہیں

خصوصیت :-

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

یا علی یحل لاحد یجتنب فی ہذا المسجد غیری و غیرک۔

یعنی یا علی! میرے اور تیرے سوا کسی کو حلال نہیں کہ جنہی حالت میں مسجد میں آئے۔

علامہ ابن منذر نے کہا کہ میں نے ضرابن مردے پوچھا کہ اس حدیث کا

کیا معنی ہے۔

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی تیرے اور میرے سوا جنہی حالت میں کسی کو مسجد میں راستہ بنا حلال اور جائز نہیں۔ "ترمذی"

حضرت علی مفضل اور دلیل مصطفیٰ ہیں :-

خصوصیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے تو آپ نے فرمایا، اے انس! میں نے کہا بلیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، یہ مستقبل قیامت کے دن میری امت پر میری حجت ہوگا۔

حضرت علی علم و حکمت کے شہر اور گھر کا دروازہ ہیں

خصوصیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

اقاداراً لحکمة و علیاً یا بہا۔

میں حکمت گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

شاعرِ اہلسنت جناب صائم چشتی صاحب کا حسین شہ پارہ - دختر محمد مصطفیٰ، زوہر علی المرتضیٰ، علیہ السلام، والد شہید کربلا، سیدۃ النساء ہرودیس، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ، محصورہ، حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی مکمل سوانح حیات، پنجابی زبان کے درمیں ڈبے ہوئے اشعار کا پہلا عظیم المثال مجموعہ جس میں جناب صائم چشتی کے رقت انگیز قلم نے آنسوؤں، آہوں اور سوز و گداز کا شٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بند کر دیا ہے۔ کتاب خاتونِ جنت حبیبہ گھر میں ہونا لازمی ہے۔ طباعت و کتابت حسین جمیل، رنگین ٹائٹل، صفحات ۲۰۸ - بڑا سائز - ان بیسٹ مار خوبوں کے باوجود قیمت صرف دس روپے جلد پلے

دیگر نعتیہ شہ پارے

نورِ داخظہور	۶ روپے	کعبہ و اکعبہ	۶ روپے
نوائے صائم حقہ اول	۶ روپے	جلوسے	۶ روپے
حقہ دوم	۶ روپے	نورِ ای نور	۶ روپے
حقہ سوم	۶ روپے	نورِ دے خزینے	۶ روپے
حقہ چہارم	۶ روپے	میخانہ	۶ روپے
ہے کعبہ دی جھکداں	۶ روپے	نظارے	۶ روپے
محمد سے درستی	۶ روپے	مناقب قادری	۶ روپے
صائم دے دوہڑے	۶ روپے	مناقب چشتیہ	۶ روپے
صائم دیان رباعیان	۶ روپے	کرملانی دوہڑے	۶ روپے

نوٹ :- اب ہر کتاب اعلیٰ کاغذ اور آفٹ مشینوں پر چھاپی گئی ہے اور سرورق نہایت دیدہ زیب ہے

چشتی کتب خانہ جھنگ بازار

۳۹۷ خطباتِ چشتیہ

ہر وعظ تحقیق و تدقیق اور حسین الفاظ کا مرقع تحریر قرآن و حدیث کے ہر موقعہ اقتباسات سے مدلل عبارت و دلکش برجستہ حوالہ

اور بر محل اشعار سے مزین

واعظین اور مقرر حضرات کے لئے نہایت ہی حسین و جمیل تحفہ

خطباتِ چشتیہ (جلد اول) خطباتِ چشتیہ (جلد دوم)

موضوع شان ولایت

ہدیہ / ۶ روپے

موضوع واقعات کربلا

ہدیہ / ۶ روپے

خطباتِ چشتیہ (جلد سوم) خطباتِ چشتیہ (چہارم پنجم)

میلہ مصطفیٰ شانِ غوثِ اعظم

ہدیہ / ۶ روپے

موضوع نورِ مصطفیٰ

ہدیہ / ۶ روپے

مصنف الحاج علامہ صائم چشتی

آج ہی طلب کیجیں

ملنے کا پتہ چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

نئی کتاب چھپ گئی

واقعہ کر بلا کہ ایک اور دردناک اور غم انگیز تصویر

انتظار ختم ہو گیا !

مُحِبِّانِ اَبَلِیَّتِ جَبَّارِ اِنْ حُسَیْنٌ کَیْلَہُ عَظِیْمُ تَحْفَہُ

خون کے انسوؤں دینے والی کتاب شہید ابن شہید چھپ گئی

جناب صائم چشتی کے قلم کا دل ہلا دینے والا پُر سوز شہکار شہید ابن شہید جس کی ایک ایک سطر میں آنسوؤں، آہوں اور سوز و گداز کے سمندر بند کر دیئے گئے ہیں شہید ابن شہید سوانح کر بلا کی وہ المناک تاریخ ہے جس کا ہر لفظ خون میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ شہید ابن شہید میں نواسۂ رسول جگر گوشہ بتول حسین ابن علی کی ولادت باسعادت سے لیکر شہادت کے تمام واقعات تفصیل سے درج کئے گئے ہیں۔ شہید ابن شہید میں بتایا گیا ہے کہ شہادت حسین کے بعد زید علیہ اور اس کے ساتھیوں کا کیا حشر ہوا۔ قاتلان حسین کا خوفناک انجام دیکھنے کیلئے پڑھیں

شہید ابن شہید

یزید اور زید کے ہمنواؤں کے منہ پر طمانچہ۔ کتاب شہید ابن شہید

صفحات چار صد کاغذ سفید، طباعت آفسٹ، جلد خوبصورت، قیمت صرف روپے

اپنا آرڈر آج ہی روانہ کر دیجئے

ملنے کا پتہ

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگبارہ

کیف اور کیف پرور کیف آمگین

نعتیہ کلام کا حسین مجموعہ

جالی کلام کاٹ

تصنیف لطیف

شاعر اہلسنت حضرت بکتاب الحاج

صائم چشتی صاحب

(ناشر)

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگبارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شانِ اولیاء میں کیف اور تقریروں کا حسین مجموعہ
کتاب مستطاب

ظلماتِ حشر

تصنیف

حضرت علامہ مولانا الحاج صاحب دہلوی رحمہ اللہ

اشک

چشتی اکبر خاں فیض آباد